مرتب

نوری دار الافتاء مدینہ مسجد محلہ علی خان کاشی پور اتراکھنڈ

باہتمام

محمد عبد العزیز خان قادری

نائب قاضی دار القضاء مہاراشٹر و مہتمم جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور

ناشر

مکتوباتِ فقیہ اعظم ہند
مرتب محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی

حضور صدر الافاضل قدس سرہ کے منظورِ نظر فقیہ اعظم ہند صاحب "تسہیل المصادر" بانی جامعہ عربیہ ناگپور

حضرت علامہ مفتی عبد الرشید نعیمی علیہ الرحمہ کے مکتوبات و مراسلات کا خوبصورت

مجموعہ

مکتوباتِ فقیہ اعظم ہند

مرتب

محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی

نوری دار الافتاء مدینہ مسجد محلہ علی خان کاشی پور اترا کھنڈ

ناشر

دار الاشاعت جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور

تفصیلات

کتاب:۔ مکتوبات فقیہ اعظم ہند

مرتب:۔ محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی

نوری دار الافتاء مدینہ مسجد محلہ علی خاں کاشی پور اتراکھنڈ

باہتمام:۔ نبیرہ فقیہ اعظم ہند حضرت مولانا عبد العزیز خان صاحب،

ناشر:۔ ناظم اعلیٰ و سکریٹری مجلس علما جامعہ عربیہ ناگپور، مہاراشٹر

دار الاشاعت جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور۔

رابطہ:۔ 93709 79238-----9759522786

اشاعت:۔ ذی قعدہ ۱۴۴۴ھ۔جون ۲۰۲۳ء

صفحات:۔ ۲۶۸

انتساب

فقیر اپنی اس کاوش کو

حضور صدر الافاضل کے شاگرد خاص، جامعہ نعیمیہ کے ممتاز عالم وفاضل، اور معتمد علیہ مدرس، امام النحو علامہ غلام جیلانی میرٹھی۔ قاضی شمس الدین جونپوری، حضور حافظ ملت، حضور مجاہد ملت اور بہت سے نامور علما و مشائخ علیہم الرحمۃ والرضوان کے خصوصی استاذ، فقیہ اعظم ہند کے برادر کبیر شیخ النحو والصرف

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبد العزیز خان
نعیمی فتح پوری

علیہ الرحمۃ والرضوان

کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب و معنون کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ ع

گر قبول افتد زہے عز و شرف

خادم مسلک اعلیٰ حضرت

محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی غفرلہ ولوالدیہ

نوری دار الافتاء مدینہ مسجد محلہ علی خاں کاشی پور اتراکھنڈ

فہرستِ کتاب

مشمولات

مقدمہ ۴۷

تقریظ جلیل

شہزادہ فقیہ اعظم ہند، حضرت علامہ مفتی عبدالقدیر خان صاحب قبلہ دامت فیوضہم العالیہ، سرپرست وسربراہ اعلیٰ جامعہ عربیہ ناگپور

حضور فقیہ اعظم ہند کے خطوط پر مبنی یہ کتاب اپنی تمام تر رعنائی اور جاذبیت کے ساتھ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کو دیدہ زیب اور معیاری بنانے کے لیے **زبردست عالم دین اور ادیب و خطیب حضرت علاّمہ مولانا مفتی محمد ذوالفقار خان صاحب نعیمی مدظلہ العالی مفتی اتراکھنڈ** کا بھرپور تعاون رہا، جو کہ اس کتاب کے مرتّب ہیں۔

میرے دل میں تڑپ تھی کہ والد گرامی **استاذ الفقہا والمحدثین حضور فقیہ اعظم ہند حضرت علاّمہ مولانا شاہ الحاج مفتی محمد عبدالرشید خان صاحب قدس سرہٗ السامی بانی جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور**، کے خطوطِ مبارکہ اور حیاتِ طیبہ پر کوئی معیاری کتاب عوام کے سامنے لاؤں۔ الحمدللہ اس کام کو موصوف مرتب نے پورا فرمادیا۔

میرے چھوٹے بیٹے **نبیرہ فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ مولانا محمد عبدالعزیز خان صاحب ناظم اعلیٰ و سکریٹری مجلسِ علما، جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور، سلمہ**، نے اس کام کی تکمیل میں خوب کوشش کی ہے مزید "حیات فقیہ اعظم ہند" اور "فتاویٰ فقیہ اعظم ہند" کی طباعت کی تیاری میں مصروف ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے حوصلوں کو بلند فرمائے۔ اور ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔ اور انہیں آفاتِ ارضی و سماوی سے محفوظ رکھے۔

نیز حیات وفتاویٰ فقیہ اعظم ہند کی طباعت کا کام جلد از جلد پایہ تکمیل کو پہنچے۔

آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

من لم یشکر الناس لم یشکر اللّٰہ!!!

یعنی جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا۔ وہ اللہ کا شکر گذار بندہ نہیں“ پر عمل کرتے ہوئے میں دوبارہ **مرتب خطوط فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی ذوالفقار خان صاحب نعیمی دام اقبالہ مفتی اعظم اتراکھنڈ، نوری دارالافتاء کاشی پور**، اوران حضرات کا جنھوں نے اس کتاب کے شائع کرنے پر ہمارا بھرپور تعاون فرمایا اور ہمت افزائی فرمائی اور اس کام کو بحسن وخوبی پایا تکمیل تک پہنچایا۔ بالخصوص:

(۱) جناب مرحوم محمد قاسم کچھی صاحب (اللہ پاک مرحوم کو غریق رحمت فرمائے)

(۲) محترمہ مرحومہ عائشہ بائی کچھی صاحبہ (اللہ پاک مرحومہ کو غریق رحمت فرمائے)

کے اہل خانہ

(۳) جناب محمد فاروق کچھی دندالا صاحب

(۴) محترمہ سلمٰی بانو دندالا صاحبہ

ہم ان حضرات کے بھی شکر گذار ہیں کہ جن کے بھرپور تعاون سے یہ طباعت کی منزل تک پہنچی۔ فقط۔

محمد عبدالقدیر خان صاحب

۱۷/جمادی الثانی/۱۴۴۴ھ

9/جنوری/2023ء

دعائیہ کلمات

حضرت علامہ مفتی محمد ایوب صاحب نعیمی دامت معالیہ
صدر المدرسین جامعہ نعیمیہ مراد آباد

اعزوارشد مولانا مفتی محمد ذوالفقار خان صاحب نعیمی ککرالوی اتراکھنڈ!

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ!

وبعد:

اپنے اسلاف وافاضل کی خدمات کو روشن کرنا سنت الٰہی جل شانہ اور طریقہ رسالت علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام ہے۔ اسی راہ پر آپ کل چل کر عوام کو ان سے روشناس کرانا نہایت عمدہ اور بہت خوب ہے۔

دعا ہے کہ مولا عزوجل آپ کی خدمات کو قبول فرماکر اپنی رضا کا ذریعہ دونوں جہاں کا سرمایہ بنائے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیم۔

والسلام۔

فقیر محمد ایوب نعیمی غفرلہ

جامعہ نعیمیہ مراد آباد

حال وارد سمستی پور بھاگل پور

۲۰/ مئی ۲۰۲۳ء

تقریظ منیر

حضرت مفتی محمد سلیمان صاحب نعیمی برکاتی دام ظلہ
شیخ التدریس جامعہ نعیمیہ ونائب مفتی اعظم مرادآباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ حبیبہ الکریم:

ناگپور شہر اپنے گوناں گوں اوصاف وحالات کے سبب عروس البلاد کہلاتا ہے۔ اس شہر میں آج بھی علم وفضل کے دریا بہتے ہیں اور یہ بات بلا مبالغہ کہی جاسکتی ہے کہ بہت سے روحانی مراکز مساجد اور دینی درسگاہیں اس شہر میں ہیں کہ دوسرے شہر میں نہیں۔ اس شہر ناگپور کے محلہ نعل صاحب میں ایک پر شکوہ عمارت ہے جس کو جامعہ عربیہ اسلامیہ کہا جاتا ہے جہاں رات ودن علم دین کے متوالوں کے ہونٹوں پر تلاوت قرآن کریم اور قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک اور پاکیزہ الفاظ قلب وروح کو گرماتے اور حرارت ایمانی کو جلا بخشتے ہیں۔

یہی دار العلوم جامعہ عربیہ اسلامیہ کی عمارت ہے جو اپنے **بانی فقیہ اعظم ہند صاحب تسہیل المصادر حضرت علامہ مفتی محمد عبد الرشید خان صاحب قبلہ نعیمی فتح پوری علیہ الرحمۃ والرضوان** اور ان کے **استاذ مکرم حضور صدر الافاضل فخر الاماثل حضرت علامہ مفتی شاہ سید نعیم الدین قادری محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ** جیسی عظیم علمی شخصیات کے صدق وخلوص کا زندہ جاوید شاہکار ہے جو اس راہ سے گزرنے والے کو دعوت نظارہ اور جذبہ علم وعمل دے رہی ہے جو اس بات کا زندہ وجاوید ثبوت ہے کہ سرزمین ناگپور آج بھی بانجھ نہیں۔

اس دار العلوم کے بانی **حضرت فقیہ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان** کے کارہائے نمایاں اظہر من الشمس واجل من القمر ہیں۔ اور ان میں آپ کے اخلاق کریمہ کا بین ثبوت یہ ہے کہ

آپ نے اپنے اکابر واصاغر سے ہمیشہ رابطہ رکھا اور مختلف عنوان پر اپنے خطوط و مکتوبات کے ذریعہ اصل عمن قطعک پر عمل کیا، جن خطوط کو **محب گرامی قدر حضرت علامہ مفتی محمد ذوالفقار صاحب نعیمی مفتی اعظم اتراکھنڈ** نے بڑے اچھے انداز میں ترتیب دے کر چار چاند لگا دیے ہیں، جو نبیرہ فقیہ اعظم ہند کی انتھک کوششوں سے ایک کتابی شکل میں شائع کیے جا رہے ہیں تاکہ خواص و عوام ان سے مستفیض ہو سکیں۔

میری دعا ہے کہ مولی تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدق و طفیل **نبیرہ فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ مولانا عبد العزیز صاحب قبلہ** کی ان مساعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور مزید توفیق رفیق عطا فرمائے اور **حضرت مفتی اعظم اتراکھنڈ** کی عمر و عمل و اقبال میں برکتیں عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم۔

راقم الحروف محمد سلیمان نعیمی برکاتی

خادم التدریس والافتاء جامعہ نعیمیہ، دیوان بازار، مراد آباد، یوپی

مورخہ: ۲۳ شوال المکرم ۱۴۴۴ھ۔ مطابق ۱۵ / مئی ۲۰۲۳ء بروز شنبہ
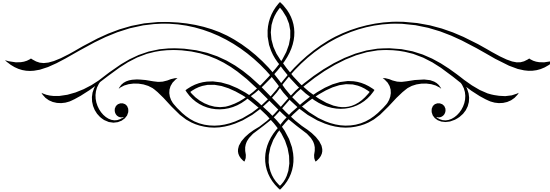
تقریظ پر تنویر

حضرت مفتی محمد عاقل رضوی صاحب دامت برکاتہم

صدر المدرسین و شیخ الحدیث جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ حبیبہ الکریم وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین!

استاذ العلماء والمحدثین، تلمیذ صدر الافاضل، فخر الاماثل، فقیہ اعظم ہند، حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ مفتی محمد عبد الرشید خان صاحب نعیمی قدس سرہ بانی جامعہ عربیہ ناگپور کا شمار ان تاریخ ساز علمائے اہل سنت میں ہوتا ہے، جنہوں نے تقریر و تدریس اور تحریر کے ذریعہ مذہب اہل سنت، مسلک اعلیٰ حضرت کی وہ گراں قدر خدمت انجام دی ہیں کہ امتدادِ زمانہ کے باوجود آج بھی اس کے نقوش تابندہ اور درخشاں ہے۔

فقیہ اعظم ہند ۱۹۲۵ء کو **حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی** اور **استاذ العلما حضرت علامہ مفتی محمد یونس صاحب نعیمی سنبھلی سابق مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد** کے ہمراہ جامعہ نعیمیہ مرادآباد سے سند فضیلت و دستار سے نوازے گئے۔ کچھ عرصہ تک **حضرت صدر الافاضل قدس سرہ** کے ایما و ارشاد پر جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں تدریسی خدمات انجام دیں پھر ۱۹۳۸ء میں جامعہ عربیہ قائم کیا، یہ وہی ادارہ ہے جسے **استاذ العلما جلالۃ العلم حضور حافظ ملت قدس سرہ بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک** کی تدریسی خدمات کا شرف حاصل ہے۔

حضرت فقیہ اعظم ہند کے تلامذہ میں **معتمد حضور حافظ ملت حضرت علامہ عبد الرؤف صاحب قدس سرہ، مناظر اہل سنت رئیس القلم علامہ ارشد القادری** جیسے اکابر علما شامل ہیں۔ مفتی صاحب قدس سرہ کی تصانیف میں تسہیل المصادر نہایت مشہور ہے جو اکثر مدارس عربیہ میں داخل نصاب ہے۔

اپنے اسلاف کی سیرت اور ان کے علمی کارناموں سے نسل نو کو آشنا و آگاہ کرنا نہایت ضروری ہے تاکہ اسلاف شناسی کے ساتھ ان میں علم و عمل کی تحریک پیدا ہو۔

بڑی مسرت کی خبر ہے کہ **شہزادہ فقیہ اعظم ہند ذوالمجد والفضل حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالقدیر خاں صاحب مدظلہ العالی** کے ایماپر ان کے **صاحبزادہ عالی وقار محب گرامی حضرت مولانا عبدالعزیز خاں صاحب مدظلہ العالی** نے حضرت کے علمی اثاثہ کو مرتب کرنے کا آغاز کر دیا ہے۔

اس کی پہلی کڑی کے طور پر مکتوبات فقیہ اعظم کی اشاعت ہو رہی ہے جسے **فاضل جلیل ادیب شہیر حضرت مولانا مفتی محمد ذوالفقار صاحب نعیمی مدظلہ العالی** نے حسنِ ترتیب کے ساتھ مرتب فرمایا ہے۔ **حضرت مفتی محمد ذوالفقار صاحب نعیمی مدظلہ العالی** کئی کتابوں کے مصنف ہیں لکھنے، پڑھنے کا اچھا ذوق اور تحقیقی مزاج رکھتے۔

رب قدیر جل جلالہ وعم نوالہ، **فقیہ اعظم ہند** کے علمی فیوض و برکات سے اہل سنت کو مالامال فرمائے اور **شہزادہ فقیہ اعظم ہند** کو عمر طویل عطا فرمائے جن کی سرپرستی میں اس اہم کام کا آغاز ہو رہا ہے۔

اور **محب گرامی حضرت مولانا عبدالعزیز خاں صاحب مدظلہ العالی** اور **فاضل مرتب** کو سعادت دارین سے سرفراز فرمائے، اس منزل کے تمام رفقائے سفر کو بھی صحت و سلامتی کے ساتھ عمر طویل عطا فرمائے اور سب کی دینی و علمی خدمات قبول فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم۔

راقم الحروف محمد عاقل رضوی غفرلہ القوی

صدر المدرسین و شیخ الحدیث جامعہ رضویہ منظر اسلام

درگاہ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف

۳۰؍شوال المکرم ۱۴۴۴ء بمطابق ۲۱؍مئی ۲۰۲۳ء

کلماتِ تحسین

حضرت مفتی محمد عبد الرحیم نشتؔر فاروقی صاحب دام ظلہ

مدیر ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف

مکتوباتِ فقیہِ اعظمِ ہند

اپنے عزیز و اقارب اور دوست و احباب کے احوال و کوائف سے واقفیت و آگاہی کے لیے خطوط نویسی کا سلسلہ زمانہ قدیم سے جاری و ساری ہے، البتہ عصر حاضر میں اس کی کئی جدید صورتیں بھی متعارف ہوگئیں ہیں لیکن اس کی اہمیت آج بھی جوں کی توں برقرار ہے، جب کسی کو اس کے عزیز و اقارب کا خط موصول ہوتا ہے تو اسے اس سے ملاقات کی لذت کا احساس ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اہل عرب خط کو نصف ملاقات قرار دیتے تھے، چناں چہ وہاں یہ مقولہ عام تھا" المکتوب نصف الملاقات -یعنی خط آدھی ملاقات کے برابر ہے۔"

پہلے زمانے میں ملاقاتیں اتنی آسان نہ تھیں، اس لیے لوگ ایک دوسرے کو خطوط لکھ کر ملاقات کی لذت سے شاد کام ہوا کرتے تھے، عام لوگوں کے خطوط تو اکثر عام ہی ہوا کرتے تھے لیکن خاص لوگوں کے خطوط خاص ہوا کرتے، جب کہ بزرگوں کے خطوط اسلامی وراثت کا ایک اہم ذخیرہ ہوا کرتے تھے، وہ محض خطوط نہیں بلکہ زبان و بیان کی فصاحت و بلاغت، زمان و مکان کے حالات و واقعات اور اسلامی تعلیمات و احکامات کے آئینہ دار بھی ہوتے تھے، یا یوں کہیں کہ اکابرین امت کے خطوط کوزے میں دریا سمونے کے مترادف ہوتے، ان میں علم و عرفان، فکر و فن اور شریعت و طریقت کی لہریں موجزن ہوتیں۔

مذکورہ تفصیل کی روشنی میں جب ہم "مکتوبات فقیہ اعظم ہند" کا جائزہ لیتے ہیں تو اس میں علم و عرفان کے بے شمار لعل و گہر بکھرے نظر آتے ہیں، مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ مکتوبات ایک عظیم دینی اثاثہ ہیں، جن کی ترتیب و تشہیر ایک اہم کارنامہ ہے۔

جماعت اہل سنت کے نوجوان علما کی صف اوّل میں شمار حضرت مفتی ذوالفقار خاں نعیمی ککرالوی صاحب نے ”مکتوبات فقیہ اعظم ہند“ کو بڑے ہی سلیقے سے مرتب کیا ہے۔

موصوف نے کتاب پر ایک وقیع مقدمہ بھی تحریر فرمایا ہے، جس میں انھوں نے صاحب مکتوب **فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی عبدالرشید خاں فتح پوری ثم ناگ پوری علیہ الرحمۃ الباری** کی حیات وخدمات پر سیر حاصل گفتگو کی ہے، ساتھ ہی آپ نے مکتوب الیہ کا تعارف بھی درج کردیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اپنے ہم عصر علماو مشائخ سے **حضرت فقیہ اعظم ہند** کے تعلقات نہایت ہی خوشگوار تھے اور بھی بہت خوبیاں ہیں جن سے قارئین کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے روبرو ہوں گے۔

کتاب کی اشاعت اور مواد کی فراہمی میں **نبیرہ فقیہ اعظم ہند حضرت مولانا عبدالعزیز خان صاحب** کا اہم رول رہا ہے، آپ ایک متحرک اور فعال شخصیت کے حامل ہیں، بڑی سادگی اور لگن سے دین وسنیت کی نشرواشاعت میں مصروف ہیں، مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے مرتب، محرک اور ناشر کی اس خدمت کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور اس کتاب کو عوام وخواص کے لیے رشدوہدایت سرچشمہ بنائے۔

آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

احقر محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی

ایڈیٹر ماہنامہ سنی دنیا و مفتی مرکزی دارالافتا، درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

۳۰/ ذیقعدہ ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۱/ مئی ۲۰۲۳ء بروز یکشنبہ

میرے جد کریم کے منظور نظر

نبیرہ حضور صدر الافاضل، علامہ سید نظام الدین نجم نعیمی حفظہ اللہ تعالیٰ

نائب سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ نعیمیہ اسلامپور دبراجپور بنگال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعلیٰ حضرت امام عشق و محبت، عاشق صادق، الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کیا خوب فرماتے ہیں ؎

اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے
دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

کافی عرصہ پہلے **محب گرامی حضرت مولانا عبد الواحد رضوی صاحب** نے بذریعہ فون اطلاع دی تھی کہ **نبیرہ فقیہ اعظم فاضل جلیل عالم نبیل ناشر مسلک اعلیٰ حضرت حضرت مولانا عبد العزیز خان صاحب قبلہ** اپنے دادا جان **فقیہ اعظم حضرت علامہ مولانا مفتی عبد الرشید خان نعیمی رضوی قادری علیہ الرحمہ، شاگرد ارشد امام الہند صدر الافاضل علیہ الرحمہ، صاحب تسہیل المصادر، بانی جامعہ عربیہ تاج آباد ناگپور** کے پچاس سالہ عرس پر ایک عظیم الشان کل ہند کانفرنس کے ساتھ صاحب عرس کے مکاتیب و مقالات اور سوانح کو منظر عام پر لا کر اہل علم و عقیدت کو تحفہ دیا جائے گا جس میں مکاتیب کو ترتیب دینے کا ذمہ **فاضل جلیل عطائے سرکار صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ذو الفقار خان نعیمی صاحب قبلہ مفتی اتراکھنڈ** کو سونپا گیا ہے جسے فقیر قادری نے پی۔ڈی۔ایف میں دیکھا۔ الحمد للہ کتاب کو بحسن و خوبی اور نہایت ہی احسن طریقے سے ترتیب دیا گیا ہے جس کے مطالعہ کرنے کے بعد قارئین خوب محظوظ ہوں گے۔

اپنے اسلاف کی یادیں منانا اعراس کو خوب تزک و احتشام کے ساتھ منانا اگرچہ جائز اور احسن طریقہ ہے مگر اس سے کارگر اور ارواح بزرگان دین کو مسرور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان کی علمی، فکری اور عملی خدمات سے عوام کو روشناس کرایا جائے تاکہ قوم ان کی زریں خدمات سے فیض یاب ہو۔ خوشی کی بات ہے کہ **مولانا عبد العزیز خان صاحب** اور ان کے رفقا نے اس مفید و کارآمد طریقے کو اپناتے ہوئے **فقیہ اعظم** کے مکتوبات سے کام شروع کیا ہے۔

اللہ کریم اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے خوب عروج و ارتقا عطا فرمائے اور دارین کی رحمتوں برکتوں نعمتوں سعادتوں سے مالامال فرمائے۔

آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

فقیر قادری اسیر بارگاہ صدر الافاضل

ابو ظفر سید نظام الدین نجم نعیمی غفرلہ

بانی و جنرل سیکریٹری، صدر الافاضل ایجوکیشنل اینڈ ویلفئیر سوسائٹی

و نائب سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ نعیمیہ اسلامپور دبراجپور بنگال
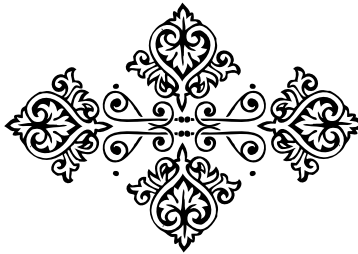
مکتوبات فقیہ اعظم کی ترتیب واشاعت ایک عظیم کام

نبیرہ حضور صدر الافاضل مفتی سید محمد بختیار الدین نعیمی زید اقبالہ

پرنسپل دار العلوم غریب نواز مراد آباد

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جدی وسندی سیدی مرشدی حضور صدر الافاضل فخر الامثال استاذ الاساتذہ مفسر اعظم حضرت علامہ مولانا مفتی حکیم سید محمد نعیم الدین قادری قدس سرہ الہادی المراد آبادی کی ذات محتاج تعارف نہیں۔ آپ نے اپنی پوری زندگی کو تبلیغ دین، اشاعت دین کے لیے وقف کردیا تھااور جب آپ اس دار فانی سے رخصت ہوئے توآپ نے اپنے پیچھے علماکی ایک ایسی جماعت کو چھوڑا جس نے اپنے علم وعمل، تقویٰ وطہارت ظاہر و باطن سے اپنے محسن و مربی کے مظہر کامل بن کر پوری ذمہ داری سے اسلام کی نشر و اشاعت اور ترویج و تشہیر میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔ اور تاریخ شاہد ہے کہ ان نفوس قدسیہ نے وہ کارہائے نمایاں انجام دیے جس کی مثال آج دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے، اگران مردان حق کا بالتفصیل تذکرہ کیا جائے تو دفتر کے دفتر کم پڑ جائیں۔

میں کس کا نام لوں اور کس کو چھوڑ دوں

جو ذرہ جس جگہ ہے وہیں آفتاب ہے

انہیں نفوس قدسیہ میں ایک نام **مفکر اعظم، مبلغ اعظم، مدبر اعظم، فقیہ اعظم ہند صاحب تسہیل المصادر، تلمیذ خاص و منظور نظر حضور صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا مفتی عبد الرشید خان فتح پوری نعیمی اشرفی علیہ الرحمۃ** کا بھی آتا ہے، جن کو اگر مسند افتا کی آبرو کہا جائے تو قطعًا مبالغہ نہ ہوگا، **مفتی صاحب علیہ الرحمہ** نے اپنی زبان و قلم سے ذکاوت و فہم سے جو خدمت دین کی ہے وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے، آپ کی حیات و خدمات، فکر و نظریات،

ملفوظات و مکتوبات کو شائع کرنا یہ وقت کی اشد ضرورت ہے تا کہ آنے والی نسل ان مکتوبات و ملفوظات کو پڑھ کر اپنے اندر وہی جذبہ اسلامی، حرارت ایمانی پیدا کرے جو ہمارے اسلاف میں تھی، مجھے امید قوی ہے کہ زیر نظر کتاب ''مکتوبات فقیہ اعظم ہند''نسل نو کے لیے سود مند ثابت ہوگی۔

میں مبارک باد پیش کرتا ہوں **نبیرہ فقیہ اعظم حضرت مولانا عبدالعزیز خان صاحب** اور ساتھ ہی ساتھ مبارک باد پیش کرتا ہوں **عالم نبیل فاضل جلیل حضرت علامہ مولانا مفتی ذوالفقار خان صاحب نعیمی رضوی دام ظلہ علینا مفتی اتراکھنڈ** کو جنہوں نے اس کتاب نایاب کو مرتب کیا ہے اور اللہ رب العزت جل جلالہ عم نوالہ کی بارگاہ میں دعاگو ہوں کہ مولی کریم اس کتاب کو مقبول عام وخاص بنائے آمین۔

اور اس کی ترویج و اشاعت میں جن لوگوں نے دامے درمے قلمے سخنے حصہ لیا ہے اللہ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ مشائخ سلسلہ عالیہ قادریہ نعیمیہ کے فیوض وبرکات سے مستفید و مستفیض فرمائے۔

آمین ثم آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

فقیر قادری و نعیمی

نبیرہ صدرالافاضل سید محمد بختیار الدین شبلی نعیمی قادری

پرنسپل دارالعلوم صدرالافاضل مرادآباد و سجادہ نشین آستانہ عالیہ نعیمیہ مرادآباد

تقریظ جمیل

خطیب الہند علامہ محمد سعید اختر بھوجپوری دام ظلہ

نہیں ہے پیر میخانہ مگر فیضان باقی ہے
ابھی تک میکدہ سے ہوئے عرفانی نہیں جاتی

اس وقت مکتوبات فقیہ اعظم ہند کا ایک نسخہ میرے سامنے ہے جس کی ترتیب کا کام **جواں سال مصنف مفتی ذوالفقار صاحب ککرالوی مفتی اعظم اتراکھنڈ** نے انجام دیا ہے۔ مکتوبات کا زیادہ تر تعلق جامعہ عربیہ کے اندرونی حالات سے متعلق ہے جس پر تبصرہ کی میں جسارت نہیں کر سکتا البتہ جامعہ عربیہ جس ذات گرامی کے خون جگر کا تابندہ نقش ہے، اس پر روشنی ڈالنا میرا اخلاقی فرض ہے روشنی ڈالنے والا جملہ بھی قلم سے جلدی میں نکل گیا اس سے رجوع کرتا ہوں روشنی تو اس پر ڈالی جاتی ہے جو اندھیرے میں ہوتا ہے کہ روشنی کے بعد اجالے میں آئے فقیہ اعظم ہند کی ذات تو خود روشن و منور ذات ہے جس نے نہ جانے کتنی بے نور زندگیوں کو روشنی عطا کر دی تو اس پر روشنی ڈالنے کے بجائے اس سے روشنی حاصل کر کے اپنی ذات کو روشن و تابناک بنانا زیادہ اچھا اور نفع بخش ہو گا۔

فقیہ اعظم ہند اپنے دور میں ایک تاریخ ساز شخصیت کے مالک تھے اپنے معاصرین میں علمی اعتبار سے ممتاز مقام رکھتے تھے اگر یہ سچ ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے تو یہ بھی حقیقت ہے کہ **فقیہ اعظم ہند** اپنے لاتعداد شاگردوں کی بنیاد پر ہر دور میں جانے اور پہچانے گئے ہیں اور پہچانے جائیں گے، جنہوں نے بنظر غائر حضرت کی زندگی کا مطالعہ کیا ہے وہ یہ کہنے پر مجبور ہوں گے کہ **فقیہ اعظم** کسی فرد کا نام نہیں دعوت و اصلاح کی ایک تحریک کا نام ہے علم کے بحر ناپید اکنار کا نام ہے۔ تقویٰ و پرہیزگاری کے جبل اعظم کا نام ہے جرات و ہمت کے

پہاڑ کا نام ہے۔

انہیں یوپی سے ناگپور لانے والے ان کے **مرشد برحق حضور اشرفی میاں صاحب قبلہ** اور فرمائش کرنے والے ناگپور کے **با فیض بزرگ حضور بابا تاج الدین علیہ الرحمہ** ہیں۔ گویا مفتی صاحب قبلہ ان دونوں بزرگوں کا انتخاب اور پسندیدہ ہستی ہیں۔ انہیں بزرگوں کے سایہ کرم میں جامعہ عربیہ قائم کیا گیا، جو دیکھتے ہی دیکھتے وسط ہند کی ایک عظیم درس گاہ میں تبدیل ہو گیا، جس سے فارغ ہونے والے علما خطبا نے ملک اور بیرون ملک قوم کی زندگی میں علمی انقلاب برپا کر دیا۔ جامعہ کے قیام پر آپ کے **استاذ گرامی وقار حضور صدر الافاضل** اور **مصنف بہار شریعت حضور صدر الشریعہ** نے مبارکباد پیش کی سرپرستی سرکار **مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ** نے فرمائی۔

فقیہ اعظم ہند کی زندگی ایک کھلی ہوئی کتاب تھی جس پر کہیں انگلی رکھنے کی جگہ نہیں تھی۔ آپ کے مزاج میں حد درجہ تواضع اور خاکساری تھی مہمان نوازی اور اصاغر نوازی حضرت کا ثانیہ تھی۔ آپ کی مجالس غیبت سے پاک تھیں کسی کی برائی نہ کرتے تھے نہ سننا پسند کرتے تھے فرماتے تھے کسی کے بارے میں کچھ کہنا اپنے لیے باب مفاسد کھولنا ہے دنیا سے بے نیازی کا یہ عالم کہ زندگی کا بیشتر حصہ ایک شکستہ مکان میں گزار دیا اپنے لیے کوئی خوشنما اور عالی شان عمارت پسند نہیں کی۔ خیر بریلوی کا یہ شعر آپ کے حال پر صادق آتا ہے

کبھی حصول الم میں نہ کی کمی تو نے
تمام عمر تڑپ کر گزار دی تو نے

غرض کہ انہوں نے جو کچھ کیا اپنے لیے نہیں اپنی قوم کے لیے کیا۔ دنیا میں شہرت و نام انہیں کے حصہ میں آتی ہے جو اپنے لیے نہیں دوسروں کے لیے جیتے ہیں۔ حضرت قبلہ کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا، جلیل مانکپوری نے ایسے ہی لوگوں کے لیے کہا ہے۔

کوئی آساں نہیں آباد کرنا گھر محبت کا
یہ ان کا کام ہے جو اپنا گھر برباد کرتے ہیں

اس وقت **فقیہ اعظم کے علمی وارث و جانشین مفتی اعظم مہاراشٹر حضرت علامہ مولانا مفتی عبد القدیر صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ** ہیں جو اپنے والد بزرگوار کے اوصاف کے

مظہر اتم ہیں اور ان کی علمی اور روحانی وراثت کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ دوسرے **فقیہ اعظم** کے **پوتے مولانا عبد العزیز صاحب سلمہ** میں جو اپنے دادا مرحوم کے نوادرات علمی کو قوم کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ خداوند ان کی عمر اور علم میں برکت عطا کرے۔ اور اپنے اس نیک مقصد میں انہیں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔

میں اپنے اس مختصر تاثر کو ذیل کے اشعار پر ختم کرتا ہوں جو عرصہ پہلے فقیہ اعظم کے تعلق سے کہے تھے۔

دین کی خاطر تھی ساری جاں فشانی آپ کی
اس لیے سب کر رہے ہیں مدح خوانی آپ کی

خامشی میں بھی بپا کرتا تھا دریا علم کا
تھی زباں دانوں پہ بھاری بے زبانی آپ کی

یاد ہے گوش سماعت کو ابھی تک یاد ہے
معتبر فقروں میں وہ گوہر فشانی آپ کی

علم کے بازار میں چلتا ہے سکہ آج بھی
ناگ پور ہے اب بھی اخترؔ راجدھانی آپ کی

محمد سعید اختر بھوجپوری

۱۳ مئی ۲۰۲۳ء بروز ہفتہ

تاثرگرامی

نبیرہ فقیہ اعظم ہند حضرت مولانا عبدالعزیز خان صاحب قبلہ ناظمِ اعلیٰ و سکریٹری مجلسِ علما، جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور، حفظہ اللہ تعالیٰ

حامداو مصلیا و مسلما!!!

اللہ رب العزت کے برگزیدہ بندے پیکر اخلاص، مجسمہ خیر و برکت اور سیرۃ طیبہ کی عملی تصویر ہوتے ہیں۔ جہاں ان کی زیارت وصحبت سے پیاسی آنکھیں سیراب ہوتی ہیں اور مضطرب و پریشان دِلوں کو سکون ملتا ہے وہیں ان کے ارشادات، اقوال، مقالات اور مکتوبات سے روحانی مریض شفایاب اور بھٹکے ہوئے راہ یاب ہوتے ہیں۔ انہیں برگزیدہ ہستیوں میں ایک شخصیت **قطب مہاراشٹر جدامجد فقیہ اعظم ہند استاذ الاساتذہ والمحدثین حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالرشید خان صاحب فتحپوری نعیمی اشرفی قدس سرہ العزیز،**

جو اعلیٰ حضرت علی حسین میاں اشرفی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ اور حضور صدرالافاضل قدس سرہ کے تلمیذ اور منظور نظر اور سرکار تاج الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتخاب تھے۔ جو ظاہری و باطنی علوم وخوبیوں سے آراستہ و پیراستہ اور تعلیمات امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی قدس سرہٗ کو چار دانگ عالم میں پھیلانے والے ہیں۔ وقتاً فوقتاً ان کے مبارک قلم سے ایسے مکتوبات صادر ہوئے جو للّٰہیت، حکمت، رشد و ہدایت و نصیحت سے بھرپور اور عوام و خواص اہل سنت کے لیے عظیم خزانہ ہیں۔

مشائخ وبزرگانِ دین اور علما و مصلحین کے مکاتیب و رسائل کے مجموعے قدیم زمانہ سے پائے جاتے ہیں۔ یہ خطوط بزرگوں کے دلی جذبات اور اصلی خیالات کا آئینہ ہوتے ہیں اور بعض اوقات یہ مجموعے ان کے صحیح حالات وخیالات اور ان کی دعوت و تحریک و تبلیغ کے اصلی محرکات معلوم کرنے کا، ان کی سوانح و سیر کے مقابلے میں زیادہ مستند ذریعہ سمجھے جاتے

ہیں۔ اس لیے کہ سوانح و سیرتیں دوسرے اشخاص کی مرتب کی ہوئی ہوتی ہیں اور ان میں ان کے مصنّفین کے ذوق و رجحان کا اچھا خاصا دخل ہونا محال نہیں یا کم از کم ترجمانی اور استنباط تمام تر مصنّفین کی طرف سے ہوتا ہے، اور اپنے ذوق و رجحان سے بالکل آزاد ہوجانا نہایت مشکل بات ہے۔ ہم اپنی جانب سے

مرتب محترم و معظم حضرت علامہ مفتی ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی مدظلہ العالی مفتی اعظم اتراکھنڈ،

کی اس عظیم سعی و کاوش کا دل کی عمیق گہرایوں سے اعتراف کرتے ہیں اور شکر گزار ہیں جنہوں نے ان مکاتیب کی ترتیب و تصحیح فرماکر نیز جملہ مکاتیب کو از اوّل تا آخر پڑھ کر صحت کے ساتھ کتابت نیز اس کی تصحیح فرمائی۔

مختلف علمی شخصیات کی قدیم تحریر کی خواندگی بڑا مشکل ترین مرحلہ اور ناقابل خواند مکتوب کی تحریر کو پڑھنا اور سمجھنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ لیکن مرتب کتاب حضرت مفتی صاحب قبلہ زیدہ مجدہم نے بحسن و خوبی اس کو سنوارا، نیز اغلاط کی تصحیح بڑی علمی مہارت سے انجام دی۔ علاوہ ازیں محب مخلص حضرت مفتی صاحب زید مجدہ نے بڑی عرق ریزی اور مشقت کے ساتھ اس کارعظیم کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

علاوہ ازیں لگ بھگ ستر صفحات پر مشتمل مقدمہ تحریر کیا ہے، جس میں فقیہ اعظم ہند کے حالات و خدمات کے ساتھ اکثر مکتوب نگار حضرات کی سوانح اور ان کا تعارفی خاکہ بھی قلم بند کیا ہے۔ نیز جملہ خطوط کا خلاصہ بھی مقدمہ میں پیش کردیا ہے۔

حضور فقیہ اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے مکتوبات کا یہ گراں قدر زیر نظر مجموعہ اپنے اندر بہت سے ایسے جواہرات کا خرانہ لیے ہوئے ہے، جو قاری کے لیے متاثر کن اور دیگر مصنفین و مؤلفین کے لیے سبق آموز ہے۔

مکتوب نگاری کی اہمیت و افادیت، کو بیان کرنے کے بعد مرتب موصوف نے حضور فقیہ اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی علمی و ادبی صلاحیت اور ان کی حیات کے مختلف گوشوں پر اچھی روشنی ڈالی ہے۔

مجھے یقین ہے کہ جب قاری کتاب کی سطور سے اپنی آنکھوں کا تعلق ہموار کرے گا تو ان کی نگاہوں کے سامنے ضرور حضور فقیہ اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی زندگی کے وہ قیمتی شب و روز گھوم جائیں گے جن کے دامن میں پناہ لے کر آپ نے مذہب و ملت کی گراں مایہ خدمات سر انجام دی ہیں۔

مجھے امید ہے کہ یہ کتاب ہمارے اور آپ کے لیے رہ نما خطوط ثابت ہوگی، حضور فقیہ اعظم ہند اور ان کے معاصرین کے روابط کھل کر سامنے آئیں گے، اور حضرت فقیہ اعظم ہند بانی جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور کی شخصیت کے کئی باب عیاں ہوں گے۔

آخر میں اللہ عزوجل کی بارگاہ عالی میں حمد و ثنا اور سربسجود ہوتے ہوئے کہ اس ذات پاک نے اس کتاب کو منظر عام پر لانے کی توفیق عطا فرمائی، اللہ عزوجل سے التجا ہے کہ وہ اس مجموعہ خطوط سے جس کا تعلق جماعت اہل سنت کی مقتدر اور عظیم ہستیوں سے ہے ان جملہ اسلاف کے طفیل **مرتب مکرم و محترم حضرت مفتی ذوالفقار خان صاحب نعیمی زید علمہ وقدرہ نوری دارالافتاء کاشی پور اتراکھنڈ** کی اس عظیم سعی و کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور مقبول عام وخاص فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلاۃ والتسلیم

ناچیز محمد عبدالعزیز خان غفرلہ

مہتمم جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور مہاراشٹر

۱۷/جمادی الثانی/۱۴۴۴ھ

9/جنوری/2023ء

تاثر جلیل

جانشین فقیہ ملت مفتی ازہار احمد امجدی حفظہ اللہ تعالیٰ

صدر المدرسین مرکز تربیت افتا و بانی ٹرسٹ فلاح ملت، اوجھاگنج، بستی، یوپی

مبسملا و حامدا و مصلیا و مسلما!!!

کڑی سے کڑی ملتی ہے؛ تو روابط اور الفت و محبت میں استحکام آتا ہے، ۲۱ر جنوری ۲۰۲۲ء کو الجامعۃ الرضویہ دار العلوم امجدیہ، ناگ پور کے زیر اہتمام ہونے والے سہ روزہ اجلاس میں پہلی بار **حضرت مولانا مفتی مجتبیٰ شریف زید مجدہ، سربراہ الجامعۃ الرضویۃ** کی دعوت پر مجھے ناگپور حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا، **سیدی تاج الاولیاء علیہ الرحمۃ** کی بارگاہ میں حاضری ہوئی، الجامعۃ الرضویۃ دار العلوم امجدیہ اور جامعۃ المدینۃ بھی دیکھنے کو ملا، نیز **رئیس القلم علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ** کی تربیت میں **فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمۃ** جیسی عظیم شخصیت پیدا کرنے والی ناگپور کی قدیم ترین درسگاہ، مدرسہ شمس العلوم اور جامعہ عربیہ اسلامیہ کے دیدار سے بھی مشرف ہوا۔ یہیں پر **شہزادہ فقیہ اعظم ہند مفتی عبد القدیر خاں زید مجدہ، سربراہ اعلی جامعہ عربیہ، ناگپور، نبیرہ فقیہ اعظم ہند حضرت مولانا عبد العزیز خاں زید علمہ** سے ملاقات کے حسین لمحے میسر آئے اور یہی ملاقات یہ مختصر تحریر سامنے آنے کا سبب بنی۔

میرے لیے یہ شرف کا باعث ہے کہ آج اپنے وقت کے **فقیہ اعظم ہند حضرت مولانا مفتی عبد الرشید خاں نعیمی ناگپوری علیہ الرحمۃ** کے مکتوبات کا مجموعہ، بنام: 'مکتوبات فقیہ اعظم ہند' پی ڈی ایف کی شکل میں میرے مطالعے کی میز پر ہے، مجھے نبیرہ فقیہ اعظم ہند حضرت مولانا عبد العزیز خاں زید علمہ، ناظم اعلی جامعہ عربیہ، ناگپور کی جانب سے اس پر تقریظ لکھنے کا حکم دیا گیا ہے مگر جس شخصیت کی تعریف و توصیف **صدر الافاضل فخر الاماثل حضرت علامہ مولانا نعیم الدین مراد آبادی** اور دیگر اکابر علمائے کرام علیہم الرحمۃ و الرضوان فرمائیں، وہاں ہم جیسے لوگوں کو تقریظ لکھنے کی جسارت نہیں کرنی چاہیے لیکن چوں کہ حکم ہے؛ اس لیے دو چند سطور

زیر تحریر لانے کی کوشش کرتا ہوں۔

میں نے زیر نظر 'مکتوبات فقیہ اعظم ہند' کا حرف بحرت تو نہیں مگر مختلف مقالات سے کہیں گہری نظر تو کہیں سرسری نظر ڈالتے ہوئے مطالعہ کیا، اس کتاب میں موجود مکتوبات کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، ایک حصہ، عام مکتوبات اور دوسرا حصہ، جامعہ عربیہ اسلامیہ سے متعلق، مکتوبات پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں عام طور سے وہ مکتوبات ہیں، جو علماے ذوی الاحترام کی جانب سے **حضرت فقیہ اعظم ہند علیہ الرحمۃ** کو لکھے گئے، اس حصے میں آپ کی جانب سے لکھے گئے خطوط کافی کم ہیں، اس کے برعکس دوسرے حصے میں آپ کی جانب سے تحریر کیے گئے خطوط زیادہ ہیں۔

پہلے حصے کے خطوط پڑھنے سے جہاں بہت ساری چیزیں معلوم ہوئیں، وہیں ایک اہم چیز یہ بھی واضح ہوئی کہ اپنے وقت کے **فقیہ اعظم ہند علیہ الرحمۃ** کی جانب سے جامعہ عربیہ اسلامیہ کا قیام ایک تاریخی اقدام تھا، جس کی ستائش، اہل سنت کے اصاغر تو اصاغر، اکابر علماے کرام نے بھی دل کھول کر فرمائی۔ اس سے اہل سنت و جماعت کو یہ سبق ملتا ہے کہ کام وہ ہونا چاہیے جو وقت کی ضرورت و آواز ہو، نیز اکابر کی جانب سے اصاغر نوازی، قوم کے مستقبل کو روشن و تابناک بنانے میں بڑی معاون ثابت ہوتی ہے؛ اس لیے آج بلکہ ہر دور میں اس کا اہتمام ہونا چاہیے۔

دوسرے حصے کے خطوط سے بھی بہت کچھ سیکھنے کو ملا، اس میں ایک خاص بات یہ ہے کہ مہتمم کو صاحبِ صبر و تحمل اور بردبار ہونا چاہیے؛ کیوں کہ اسے مختلف مزاج کے لوگوں سے سابقہ پڑتا ہے، کمیٹی، اساتذہ، طلبہ اور عوام۔ اس جہت سے اگر دیکھا جائے؛ تو **فقیہ اعظم ہند** جہاں بہت بڑے فقیہ تھے، وہیں آپ صبر و تحمل کے پیکر اور بردباری میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ لاکھ اختلاف کے باجود آپ نے اپنے خطوط میں اساتذہ و طلبہ وغیرہ سے بڑے ہی نپے تلے انداز میں گفتگو فرمائی اور حتی الامکان صبر و تحمل کا پیمانہ لبریز نہ ہونے دیا۔ آج بھی مدارس کے ذمہ داران کو اس طرح کے صبر و تحمل اور بردباری کی ضرورت ہے تاکہ مزاج کے اختلاف کے باوجود، مدارس کا کارواں اپنے مقاصد علیا کی طرف بحسن و خوبی رواں دواں

رہے۔

میں اس حسین موقع پر **شہزادہ فقیہ اعظم ہند زید مجدہ، نبیرہ فقیہ اعظم ہند زید علمہ** اور **محبی ومکرمی حضرت مولانا مفتی ذوالفقار خان نعیمی زید علمہ** اور دیگر معاونین کو 'مکتوبات فقیہ اعظم ہند' کی ترتیب اور اس کی اشاعت پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

اللہ تعالی آپ تمام حضرات کی اس مشترکہ و اہم کاوش کو قبول فرماکر، آپ سب کو دارین کی سعادتوں سے نوازے اور **فقیہ اعظم ہند علیہ الرحمۃ** کی مرقد پر انوار و تجلیات کی بارش فرمائے اور آپ کے قائم کردہ ادارے کو دن بدن ترقی کی طرف گامزن فرمائے،

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

دعاجو ودعاگو:

ابوعاتکہ ازہار احمد امجدی مصباحی ازہری غفرلہ

خادم مرکز تربیت افتا وخانقاہ امجدیہ وبانی ٹرسٹ فلاح ملت، اوجھاگنج، بستی، یوپی

۲۱/ رجب المرجب ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۲/ فروری ۲۰۲۳ء
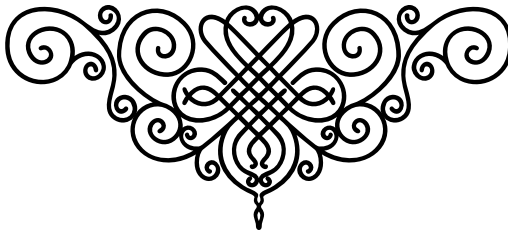
مجموعہ مکاتیب، اہل سنت کی تاریخ میں ایک بہترین اضافہ

مولانا غلام مصطفی النعیمی زید اقبالہ

استاد مرکزی مدرسہ مفتاح العلوم و قاضی شہر رام نگر اترا کھنڈ

ہم کسی انسان سے بات کرنے کے خواہاں ہوں مگر وہ شخص سامنے موجود نہ ہو تو اپنی قلبی واردات وخیالات اسے لکھ کر بھیجنا مکتوب نگاری کہلاتا ہے۔ ہم ایک شخص سے کوئی بات کہنا چاہیں اور وہ ہمارے سامنے موجود نہ ہو تو اپنی بات اور گفتگو اُسے لکھ بھیجنا مکتوب نگاری کہلائے گا۔ مولوی عبد الحق لکھتے ہیں :

"خط دلی خیالات وجذبات کا روزنامچہ اور اسرارِ حیات کا صحیفہ ہے۔"

مکتوب نگاری یا خطوط نویسی ترسیل وابلاغ کا ایک اہم ذریعہ رہا ہے۔ تحریر کا ایک معنی خط بھی کیا جاتا ہے کیوں کہ کسی زمانے کو خط کو ہی تحریر کہا جاتا تھا حالاں کہ اب اس کے معنیٰ میں قدرے وسعت پیدا ہو چکی ہے۔ یعنی یہ ایسی تحریر تھی جو اپنا مافی الضمیر ظاہر کرنے کے لیے کسی دوسرے فرد کو بھیجی گئی ہو۔

گفتگو اور تحریر میں ترسیل و ابلاغ کے لحاظ سے بڑا فرق ہوتا ہے۔ گفتگو میں بولنے والا، آواز، لب ولہجہ، انداز وبیان، حرکات وسکنات اور چشم وابرو کے اشاروں سے اپنی بات کو موثر بناتا ہے جب کہ خط عموماً یہ تاثر نہیں پیدا کر سکتا۔ لیکن جس شخص کو زبان وبیان پر قدرت ہو وہ اپنے الفاظ وتراکیب اور مثال محاورے کے ذریعے خط کو اثر آفریں بنانے کی کوشش کرتا ہے اور کامیاب بھی رہتا ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ مکتوب نگاری ادب کی قدیم صنف ہے مگر یہ ادبی شان اور مقام ومرتبہ کی حامل کب ہوتی ہے۔ اس بارے میں ڈاکٹر سید عبد اللہ کا خیال ہے:

"خطوط نگاری خود ادب نہیں مگر جب اس کو خاص ماحول خاص مزاج، خاص استعداد ایک خاص گھڑی اور خاص ساعت میسر آجائے تو یہ ادب بن سکتی ہے۔"

مکتوب نگاری اور قرآن:

اللہ رب العزت کے مقدس کلام قرآن کریم سے بھی مکتوب نگاری کی روایت پر روشنی پڑتی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہد پرندے کی زبانی ملکہ بلقیس کے حالات سن کر اس سے سفارتی امر پر مکتوب نگاری فرمائی تھی، جس کا ذکر قرآن کریم میں اس طرح آیا ہے:

اِذھَب بِّکِتٰبِی ھٰذَا فَاَلقِہ اِلَیھِم ثُمَّ تَوَلَّ عَنھُم فَانظُر مَا ذَا یَرجِعُونَ۔

﴿سورہ نمل: آیت ۲۸﴾

میرا یہ فرمان لے جان کر ان پر ڈال پھر ان سے الگ ہٹ کر دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔

چناں چہ ہدہد وہ مکتوب گرامی لے کر بلقیس کے پاس پہنچا اس وقت بلقیس کے گرد اس کے اعیان و وزرا کا مجمع تھا ہدہد نے وہ مکتوب بلقیس کی گود میں ڈال دیا اور وہ اس کو دیکھ کر خوف سے لرز گئی اور پھر اس پر مہر دیکھ کر۔ (خزائن العرفان)

جب ہدہد پرندے نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا مکتوب اس ملکہ تک پہنچا دیا تو اس ملکہ نے اپنے وزرا سے مشورہ کیا اور اس خط کا ذکر کرتے ہوئے کہا:

قَالَت یٰاَیُّھَا المَلَؤُا اِنِّیٓ اُلقِیَ اِلَیَّ کِتٰبٌ کَرِیمٌ۔ ﴿سورہ نمل: آیت ۲۹﴾

وہ عورت بولی اے سردارو! بیشک میری طرف ایک عزت والا خط ڈالا گیا۔

حضرت صدر الافاضل اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اس نے اس خط کو عزت والا یا اس لیے کہا کہ اس پر مہر لگی ہوئی تھی اس سے اس نے جانا کہ کتاب کا بھیجنے والا جلیل المنزلت بادشاہ ہے یا اس لیے کہ اس مکتوب کی ابتدا اللہ تعالی کے نام پاک سے تھی پھر اس نے بتایا کہ وہ مکتوب کس کی طرف سے آیا ہے چناں چہ کہا:

اِنَّہٗ مِن سُلَیمٰنَ وَاِنَّہٗ بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ۔ ﴿۳۰﴾

بیشک وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور بیشک وہ اللہ کے نام سے ہے نہایت مہربان رحم والا،

وَاِنِّی مُرسِلَۃٌ اِلَیھِم بِھَدِیَّۃٍ فَنٰظِرَۃٌ بِمَ یَرجِعُ المُرسَلُونَ۔ ﴿۳۵﴾

اور میں ان کی طرف ایک تحفہ بھیجنے والی ہوں پھر دیکھوں گی کہ ایلچی کیا جواب لے کر پلٹے۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت صدرالافاضل رقم طراز ہیں:

"اس سے معلوم ہو جائے گا کہ وہ بادشاہ ہیں یا نبی کیوں کہ بادشاہ عزت و احترام کے ساتھ ہدیہ قبول کرتے ہیں اگر وہ بادشاہ ہیں تو ہدیہ قبول کرلیں گے اور اگر نبی ہیں تو ہدیہ قبول نہ کریں گے اور سوا اس کے کہ ہم ان کے دین کا اتباع کریں وہ اور کسی بات سے راضی نہ ہوں گے تو اس نے پانچ سو غلام اور پانچ سو باندیاں بہترین لباس اور زیوروں کے ساتھ آراستہ کر کے زرنگار زینوں پر سوار کر کے بھیجے اور پانچ سو اینٹیں سونے کی اور جواہر سے مرصع تاج اور مشک و عنبر وغیرہ مع ایک خط کے اپنے قاصد کے ساتھ روانہ کیے، ہدہد یہ دیکھ کر چل دیا اور اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس سب خبر پہنچائی آپ نے حکم دیا کہ سونے چاندی کی اینٹیں بنا کر نو فرسنگ کے میدان میں بچھادی جائیں اور اس کے گرد سونے چاندی سے احاطہ کی بلند دیوار بنادی جائے اور بر و بحر کے خوبصورت جانور اور جنات کے بچے میدان کے دائیں بائیں حاضر کیے جائیں۔"

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ عہد سلیمانی میں بھی مکتوب نگاری کی روایت و اہمیت مسلم تھی اسی لیے حضرت سلیمان علیہ السلام نے باوجودیکہ کسی بھی قاصد کو بھیج سکتے تھے مگر قاصد نہ بھیج کر مکتوب روانہ کیا۔ کیوں کہ کئی مرتبہ قاصد سے کہیں بہتر مکتوب ہوا کرتا ہے۔ قرآن کریم کی ان آیات سے جہاں ہمیں مکتوب نگاری کی روایت پتا چلتا ہے وہیں ہمیں مکتوب نگاری کے اسلوب و بیان پر بھی رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ یہ تو محض ایک مثال ہے ورنہ اگر کتب تاریخ و سیر کھنگالی جائیں تو مکتوب نگاری کی بہت ساری مثالیں نظر آئیں گی۔ خود آقائے کریم علیہ السلام نے بادشاہوں اور مختلف افراد کو دعوت حق پر مبنی خطوط لکھ کر روانہ فرمائے ہیں جن کا تاریخ اسلام میں بڑا نمایاں مقام ہے۔

سیرت مصطفی اور مکتوب نگاری:

آقائے کریم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سے مکتوب نگاری کی روایت

کا پتا چلتا ہے۔ حالاں کہ اس زمانے میں اہل عرب میں مکتوب نگاری کی کوئی خاص روایت نہیں تھی لیکن اس کے باوجود سیرت نبوی کے درخشاں شب وروز میں مکتوب نگاری کی حسین روایت بھی جگ مگاتی نظر آتی ہے۔ اہل عرب کی عام عادت کے برخلاف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مختلف بادشاہوں، امیروں اور حکمرانوں کو خطوط تحریر فرمائے، جس وقت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلح حدیبیہ سے واپس تشریف لائے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مختلف ممالک کے حکمرانوں اور امرا کو خطوط تحریر فرمائے جن میں انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی گئی تھی۔ یہ دور ۶ ہجری کا تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خطوط میں مقوقیس شاہ مصر کے نام، شاہ فارس کسریٰ خسرو پرویز کے نام، قیصر روم کے نام، منذر بن ساوی کے نام، ہودہ بن علی یمامہ کے نام، حاکم بن ابی ثمر غسانی (حاکم دمشق) کے نام، شاہ عمان کے نام خطوط اور ان کے مندرجات مختلف سیرت اور احادیث کی کتب میں موجود ہیں۔

خطوط لکھنے کا یہ سلسلہ خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم کے دور میں بھی پایا جاتا ہے۔ خلیفہ دوم سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور مبارک میں مکتوب نگاری کا رواج جب زیادہ بڑھ گیا تھا تبھی مکتوبات پر اسلامی سن لکھنے کی ضرورت محسوس کی گئی تھی۔ کیوں کہ اب تک مکتوب نگاری بہت عام نہیں تھی اس لیے خطوط پر تاریخ وغیرہ لکھنے کا مزاج تو تھا لیکن سال وغیرہ نہیں لکھا جاتا ہے جب خطوط کی کثرت ہوئی تو ایک ہی تاریخ کے ایک سے زائد خطوط میں اشتباہ ہونے لگا جس کی بنا پر سن اسلامی کی طرف اذہان متوجہ ہوئے اور پھر اس کے بعد ہی سن ہجری کا تعین وآغاز ہوا۔

سندھ میں کافروں کے ذریعے گرفتار ہونے والی ایک مسلم دوشیزہ کا حجاج بن یوسف کو خون سے لکھا گیا خط تاریخ میں مشہور ومعروف ہے، اسی ایک مکتوب کی بدولت سرزمین ہندوستان کو دولت اسلام نصیب ہوئی اور اس زمین کو غازیان اسلام کی قدم بوسی نصیب ہوئی۔ اس کے علاوہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خطوط، شیخ شرف الحق احمد یحییٰ مینری رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات اور اسی طرح دیگر علماے دین، صوفیاے کرام کے مکتوبات بھی تاریخ میں زندہ وجاوید ہیں۔ مولانا جامی کے مکتوبات ”رقعات جامی“ کے عنوان سے

ہیں۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے مکتوبات بھی مکتوب نگاری کی روایت کا زریں حصہ ہیں۔

اسی خوب صورت کی ایک خوش نما کڑی کے طور پر **فقیہ اعظم ہند، شاگرد صدرالافاضل حضرت علامہ مفتی عبدالرشید نعیمی علیہ الرحمہ** کے مکتوبات بنام "**مکتوبات فقیہ اعظم**" بھی منظر عام پر آچکے ہیں، جس کا خوب صورت مجموعہ اس وقت قارئین کے ہاتھوں میں ہے۔اس مجموعہ مکاتیب میں **حضرت فقیہ اعظم ہند** نے اپنے ہم عصر علما و مشائخ سے جو خط و کتابت فرمائی ہے، یا جواباً مکتوب نگاری کی ہے، ان سب خطوط کو جمع کر دیا گیا ہے۔ویسے تو اردو ادب میں مکتوب نگاری کے باب میں اقبال و غالب اور آزاد کی مکتوب کی مکتوب نگاری کا چرچا ہے لیکن اردو دانش وران کی مکتوب نگاری کے مقابل علمائے کرام کی مکتوب نگاری اس لیے بھی زیادہ اہم ہو جاتی ہے کہ ان کے مکتوبات میں محض زبان و ادب کی چاشنی ہی نہیں ہوتی بلکہ دین وسنیت کے لیے کام کرنے کا جذبہ، ملی ہمدردی، قومی شعور اور نظر و فکر کی بالیدگی کے سامان بھی موجود ہوا کرتے ہیں۔اس لیے علما و مشائخ کے مکتوبات محض مکتوبات نہیں ہوتے بلکہ اپنے آپ میں زندگی گزارنے کا ایک بہترین لائحہ عمل ہوا کرتے ہیں۔ان مکاتیب کی ایک خاصیت یہ بھی ہوتی ہے کہ یہ بھلے ہی اپنے عہد کے حالات کے زیر اثر لکھے گیے ہوتے ہیں لیکن ان کی معنویت اور اثر بعد کے زمانے کے لیے بھی اتنا ہی اہم اور ضروری ہوتا ہے جتنا ان کے اپنے عہد کے لیے ضروری ہوتا ہے۔

مکتوبات فقیہ اعظم کے مطالعے سے **فقیہ اعظم** کی زندگی کے ان پہلوؤں پر بھی روشنی پڑتی ہے جو مرور زمانہ کی دبیز تہوں میں چھپ گئے ہیں۔اس کتاب کے مطالعے سے ہمیں اس دور میں اکابرین اہل سنت کی ملی خدمات کا بھی علم ہوگا۔امید نہیں بلکہ یقین ہے کہ یہ مجموعہ اہل سنت کی تاریخ میں ایک بہترین اضافہ ہوگا۔اس مجموعے کی تلاش و جستجو اور اشاعت کے لیے **نبیرہ فقیہ اعظم ہند، محب گرامی وقار حضرت مولانا عبدالعزیز خان صاحب** نے جو محنتیں اور کاوشیں کی ہیں وہ ان کا حق بھی تھا، ان پر قرض بھی تھا۔انہوں نے ولد صالح ہونے کا حق ادا کرتے ہوئے اس حق کو بحسن و خوبی ادا کر کے نیک نامی کی روایت کو آگے بڑھایا ہے۔یہ کام ان کے آسان نہ ہوتا اگر ان کے سر پر ان کے **شفیق والد، شہزادہ فقیہ اعظم ہند، پیکر**

علم واخلاق، امیر شریعت حضرت علامہ الشاہ مفتی عبدالقدیر خان صاحب قبلہ صدر مفتی دارالقضا سربراہ اعلیٰ جامعہ عربیہ ناگپور کا دست شفقت اور علمی سرپرستی نہ ہوتی۔ والد گرامی کی علمی چھاؤں میں ولد صالح نے اپنے جد محترم کے ایک علمی کارنامے کو جمع کرنے میں کامیابی حاصل کی اور اس مواد کو اپنے فکر وفن کی مہارتوں سے **برادر گرامی مفتی محمد ذوالفقار نعیمی** نے بڑی خوب صورتی سے سجادیا ہے، اس طرح دبستان نعیمی کا ایک اور مہکتا ہوا گلشن آپ کی مشام جاں کو معطر بنانے کے لیے سامنے موجود ہے۔

آیئے ! اور آگے بڑھ کر اس جہان **فقیہ اعظم** کی زندگی کے ان چھوئے گوشوں کو جانیے۔ اس کی روشنی میں اپنی ذمہ داریوں کا تعین کیجیے اور فلاح قوم کے لیے اپنی حصہ داری کا مزاج بنائیے۔ دعا گو ہوں رب کریم ہمیں اسی طرح اپنے اسلاف کی علمی ورثوں کی حفاظت اور اشاعت کا جذبہ عطا فرمائے۔

طلب گار دعا:

غلام مصطفےٰ نعیمی

خادم التدریس والافتا، مرکزی مدرسہ مفتاح العلوم و قاضی شہر رام نگر نینی تال اتراکھنڈ

۴/ شعبان المعظم ۱۴۴۴ھ / ۲۵ فروری ۲۰۲۳ بروز ہفتہ

مرتب کتاب نے فرض کفایہ ادا کردیا!!!

خلیفہ حضور امین شریعت، مفتی عبدالرشید جبل پوری حفظہ اللہ تعالیٰ
بانی دارالعلوم ضیاء برہان ملت جبل پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم والہ واصحابہ اجمعین

کام وہ لے لیجیے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروڑوں درود

مخدوم زادہ نبیر و فقیہ اعظم حضرت مولانا عبدالعزیز خان صاحب زید مجدہ جواں سال ہیں مگر باعزم وباحوصلہ شخصیت کے حامل ہیں۔ جماعتی مسائل اور قومی ضرورتوں پر نظر رکھتے ہیں۔ اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت میں سعی بلیغ کرنا اپنے **والد گرامی مرتبت استاذی الکریم امیر شریعت فقیہ ملت حضرت علام مفتی عبدالقدیر خان مدظلہ العالی** سے وراثت میں پائی ہے۔ مکتوبات فقیہ اعظم کی اشاعت ان کا تاریخی کارنامہ ہے۔ **حضور فقیہ اعظم علیہ الرحمہ** کے خطوط کو جمع کرنا پھر انہیں مرتب کرانا ایک مشکل ترین مرحلہ تھا جسے انہوں نے تائید ربانی سے پورا کیا۔

مرتب کتاب "**حضرت علامہ مفتی محمد ذوالفقار نعیمی ککرالوی**" جنہوں نے اس تاریخی دستاویز کو مرتب کیا، ان کی مساعی جمیلہ اور اخلاص پر ہم انہیں مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے بکھرے ہوئے قیمتی موتیوں کو ادب کے دھاگے میں پرو کر خوبصورت ہار بنادیا۔ **فجزاہ اللہ خیرا۔**

یہ کتاب اگرچہ مکتوبات پر مشتمل ہے مگر بنظر غائر دیکھا جائے تو اوراق گم شدہ میں بکھری نادر ونایاب شخصیات کے تعارف اور ان کی علمی وعملی عظمتوں سے نئی نسل کو روشناس

کرانے کی سعی مشکور ہے ؎

ترے غلاموں کا نقش مقدم ہے راہ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ چراغ لے کے چلے

تاریخ انسانی کا دستور قدیم ہے کہ علما و صلحا کے ملفوظات و مکتوبات کو جمع کر کے اور نہایت حفاظت و دیانت کے ساتھ اگلی نسلوں تک منتقل کرے تا کہ وہ قوم انہیں گذشتہ تاریخ سے بیگانہ ہو کر گم گشتہ راہ نہ ہو جائے۔ ملفوظات و مکاتیب تاریخ کا اہم حصہ بلکہ اپنے عہد کا ثبوت ہوتے ہیں پھر یہ مکاتیب ان شخصیتوں کے علم و اخلاق کا نمونہ ہوتے ہیں جن کے متعلق لکھے گئے یا جس نے لکھا۔

خطوط کا وجود قلم سے ہے اور قلم ذہنی و فکری کاوشوں اور واردات قلب کا امین ہوتا ہے۔ انسان اپنے علم و آگہی کے اعتبار سے جو سوچتا ہے اور کہنا چاہتا ہے وہی باتیں قلم کے ذریعہ صفحہ قرطاس کا حصہ بن جاتی ہیں۔ تحریریں زندہ رہتی ہیں اور صدیوں کے لیے اقوام عالم کی جرح و تنقید یا داد و قبول کا محور ہوتی ہیں۔ مکتوب اپنے کاتب کی فکر و نظر اس کے عقائد و نظریات اعمال و کردار کو اگلی نسلوں تک پہنچانے کا ذریعہ ہوتا ہے۔

حضور فخر اماثل استاذ المحدثین نور دیدہ صدر الافاضل فیضان شیخ المشائخ علامہ الشاہ مفتی محمد عبد الرشید فتحپوری علیہ الرحمہ ہمہ گیر اوصاف کے حامل شخصیت کا نام ہے، جب کہ علمی و دینی خدمات سے نہ صرف ان کے معاصرین ہی متاثر تھے بلکہ ان کے اساتذہ اور مشائخ بالخصوص ان کے **محسن و مربی استاذ الکل حضور صدر الافاضل استاذ الاساتذہ سید المفسرین علامہ الحاج سید نعیم الدین مراد آبادی خلیفہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ** کو بھی ان پر اعتماد کامل تھا اور اپنے اس شاگرد رشید پر ناز بھی فرماتے۔ **حضور فقیہ اعظم** مختلف علوم و فنون میں ماہر و کامل ہونے کے ساتھ عملی اعتبار سے درویش صفت بزرگ واقع ہوئے تھے۔

حرص و طمع شہرت و ناموری سے دور، محض رضائے الٰہی کے لیے بندگان خدا کی ہدایت و خدمت کو اپنا شعار بنایا۔ جس کی مثال وسط ہند کی عظیم دینی درس گاہ جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور ہے۔ جسے **فقیہ اعظم** نے قائم فرمایا اور عمر عزیز کا لمحہ لمحہ اس ادارے کی ترقی و استحکام میں قربان

فرمایا۔ اپنے لیے نہ اپنی اولاد کے لیے کوئی جائیداد بنائی نہ ہی کچھ نقد سرمایہ اکھٹا کیا حتی کہ اپنے لیے کوئی ذاتی مکان بھی نہ بنایا۔ عمر ساری خدمت دین اور فلاح امت کے لیے وقف فرمادی۔

المیہ۔ دنیا اور دنیا والے بہت جلد اپنے محسنوں کو بھلا دیتے ہیں اگر کچھ یاد بھی رکھتے ہیں تو بس اپنی ذاتی غرض کے لیے یہی سلوک **حضور فقیہ اعظم** کے ساتھ بھی ہوا۔ آپ کے وصال کے بعد چند سال عرس کی گہما گہمی اور پھر طویل سناٹہ آپ کے علمی اور عملی مقام کے شایان شان کوئی یادگار تعارفی یا تصنیفی کام شاید ہی ہوا ہو۔

اب الحمد اللہ **شہزادہ گرامی وقار نبیرہ فقیہ اعظم حضرت مولانا عبد العزیز خان زید مجدہ** کی لگن اور کاوش کا نتیجہ دیکھنے میں آیا۔ یہ بھی کرامت ہے **حضور فقیہ اعظم** کی اور تربیت دسرپرستی **حضور امیر شریعت استاذی الکریم علامہ مفتی عبد القدیر خان صاحب** کی جو ایک دستاویزی اور تاریخی حیثیت کی کتاب مکتوبات فقیہ اعظم، کے نام سے شائع ہوئی جس کے مرتب **محسن اہل سنت حضرت علامہ مفتی محمد ذوالفقار ککرالوی صاحب** ہیں۔ مفتی صاحب کا یہ کارنامہ جماعت کی طرف سے فرض کفایہ ہے جسے انہوں نے ادا کیا اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے اور مفتی صاحب کے علم وفضل و قار واقبال میں ترقی بخشے۔ آمین۔

کتاب اپنے موضوع کے لحاظ سے بہت ہی جامع اور ترتیب کے اعتبار سے انتہائی مفید ہے۔ یہ ایک کتاب نہیں بلکہ ماضی قریب کا چمکتا آئینہ ہے جس میں مسلک اعلیٰ حضرت کے اساطین کے چمکتے جلوے اور ان کی مساعی جمیلہ کے مہکتے پھولوں سے قاری کا مشام جان و ایمان معطر ہو جاتا ہے۔ اکابرین اہل سنت کے باہمی روابط ان کے اخلاص اور مسلک سے متعلق ان کے پاکیزہ جذبات کی بے غبار تصویریں ورق ورق پر بکھری نظر آتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس عہد مبارک کی تجلیاں ہمیں بھی عطا فرمائے۔ آمین۔

طالب دعا:۔ محمد عبد الرشید جبلپوری

(بانی دار العلوم ضیاء برہان ملت)

۱۵ / شوال المکرم ۱۴۴۴ھ۔ ۶ مئی ۲۰۲۳ء بروز شنبہ

تاثر جمیل

مفتی محمد جاوید القادری الرضوی زید مجدہ
صدر شعبہ افتا ادارہ شرعیہ ناگپور مہاراشٹرا ،الھند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ، وسلام علیٰ حبیبہ المصطفیٰ وآلہٖ واصحابہٖ اولی الصدق والصفا!

زیر نظر معرکۃ الآرا کتاب بنام ”مکتوبات فقیہ اعظم ہند“ رضی المولیٰ عنہ مطالعہ کی میز پر موجود ہے۔ مکتوبات کی تاریخ بہت پرانی ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ مکتوبات شخصیت کی ذہنی کیفیات اخلاق حسنہ واعمال صالحہ اخلاص وللّٰہیت فکر آخرت سیرت وکردار وسلوک اور اندرونی صلاحیتوں کے عکاس ہوتے ہیں۔ مکتوبات شخصیت کے ترجمان ہوتے ہیں۔ خط یا مکتوب دو افراد یا ادارے کے درمیان اطلاعات ومعلومات کے لیے لکھے جانے والا پیغام ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اثرات آج تک جو ہندوستان میں نظر آتے ہیں ان میں اہم کردار ان مکتوبات کا ہے، جن کے ذریعے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دِلوں میں حرارت ایمانی پیدا کردی اور دین اکبری کے تابوت میں آخری کیل ثبت کرتے ہوئے اس کے خود ساختہ و باطل نظریات کا خاتمہ کیا۔ دعوت حق کے لیے حکمت موعظمت کا اسلوب اپنایا۔ بادشاہ کے مصاحبین کے نام خطوط لکھے ارباب حکومت اعوان سلطنت کو حق کی طرف متوجہ فرمایا۔ اپنی تمام تر توانائیوں کو تحفظ اسلام اور اعلاء کلمۃ الحق کے لیے صرف فرمادیا۔ اپنی زندگی کا ہر لمحہ فروغ دین اور اصلاح امت کے لیے وقف فرمادیا۔ نور اللہ مضجعہ وقدس سرہ۔

یہ رب دوجہاں کا احسان عظیم ہے کہ اس نے امت محمدیہ کو کسی بھی دور میں ایسی عظیم تر شخصیات سے خالی نہیں رکھا۔ یہی وہ نفوس قدسیہ ہیں کہ سالہا سال بلکہ صدیاں گذر جانے

کے باوجود ان کی یادیں ان کی باتیں ان کے مکتوبات ان کے تذکرے ان کی خدمات دینیہ کاغذ کے سفینوں میں رہتے ہوئے عاشقوں کے سینوں کو بھی تسلسل کے ساتھ حرارت ایمانی دے کر اپنی عظمت شان کے پرچم نصب کرتے ہیں۔

ان ہی عظیم آقاؤں کی فہرست میں ایک روشن و منور ذات **پیشوائے اہل سنت رازدار شریعت، غواص بحر معرفت، آشنائے رموز طریقت، دانائے سر حقیقت، صاحب تاج ولایت، منبع کشف وکرامت، عاشق رسول، دلیل حق وصداقت، منبع جود وسخا، جبل استقامت، جمال سنیت، بہار اشرفیت، وقار قادریت ورضویت تحائف چشتیت، دانائے علوم جفر وتوقیت شیخ المحدثین، سند المفسرین انجمن آرائے افتا، پیکر زہد واتقا، عابد شب زندہ دار، شیخ ربانی فقیہ لاثانی مصدر روحانی استاذ العلماصاحب تصانیف کثیرہ فقیہ اعظم ہند حضور سماحۃ الشیخ الشاہ مفتی عبدالرشید فتح پوری رضی اللہ تعالی عنہ بانی جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور** ہے۔

رب کریم نے **حضور فقیہ اعظم ہند** کو بے شمار محاسن وکمالات سے متّصف فرمایا تھا۔ خواہ وہ محاسن علمیہ ہوں یا عملیہ۔ ایک عالم ربانی ولی کامل کے لیے جن خصائص وفضائل امتیازات وکمالات کی ضرورت ہوتی ہے یہ سارے اوصاف حمیدہ آپ میں بدرجہ اتم موجود تھے۔ **حضور فقیہ اعظم ہند** اپنے زریں عہد اور اپنے ہم عصر علمامیں ممتاز حیثیت کے مالک تھے۔ بڑے بڑے علماو فضلا کو آپ کی شاگردی کا شرف حاصل ہے۔

حضور فقیہ اعظم ہند کا درس نظامی کے طلبہ وطالبات پر احسان عظیم ہے، کہ زبان فارسی میں مہارت حاصل کرنے والی کتاب تسھیل المصادر عطا فرمادیا آج بھی کتاب مدارس اسلامیہ کی زینت بنی ہوئی ہے **حضور فقیہ اعظم ہند** کو جملہ متداول علوم وفنون پر مکمل ملکہ حاصل تھا۔ خاص کر علم فقہ علم جفر وتوقیت میں تو اس قدر آپ کا مقام بلندو بالا تھا کہ علماو فضلا کے درمیان **فقیہ اعظم ہند** کے عظیم الشان لقب سے یاد کیے جاتے ہیں۔

حضور فقیہ اعظم ہند کی پوری حیات مبارکہ دین متین کی خدمت درس وتدریس فتوی نویسی تصنیف کتب علمی اسفار اور مخلوق خدا کو دین سے وابستہ کرنے نیز مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں گذری۔ آپ کی حیات مستعار کا ایک ایک لمحہ آقا علیہ السلام کے دین

کے فروغ میں گذرا۔ **حضور فقیہ اعظم ہند** کے فتاوی سے آپ کی جلالت علمی اور وقار تقوی خلوص وللّٰہیت اور جذبہ اتباع سنت اور مذاہب باطلہ کا رد بلیغ اظہر من الشمس ہے۔ آج بھی ہر طالب آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر ایمان میں تازگی اور علم میں بالیدگی محسوس کرتا ہے اور آج بھی آپ کا مزار اقدس تمام مخلوق خدا کے لیے باعث فیوض وبرکات ہے۔ ع

ابر رحمت انکی مرقد پر گہر باری کرے

صحیح کہا جائے تو مکتوبات فقیہ اعظم ہند میں شامل سبھی مکتوبات اہم ہیں، کیوں کہ اگر اہم نہ ہوتے تو انہیں اس انتخاب میں جگہ نہیں ملتی۔ اور امید ہے کہ دیگر مکتوبات دوسری جلد کی اشاعت میں منظر عام پر آئیں گے۔

محب گرامی مساعد معظم ناشر مسلک اعلیٰ حضرت نبیرہ حضور فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ ومولانا عبد العزیز خاں حفظہ اللہ تعالی نے مکتوبات کو بڑی محنت ولگن کے ساتھ اکٹھا کیا۔ اور موصوف گرامی کی منشا ہوئی کہ یہ خطوط بیاض کی شکل میں کہیں خدانخواستہ گردوغبار کی غذا بن جائیں اس سے قبل طباعت کا لباس پہنا کر علم وادب کے وسیع جہان کو نئی معلومات کی سوغات دیں اور شائقین علم وفن کو اس عہد کی مخفی جہات سے روشناس کرائیں، ایسی علمی مصلحت کے پیش نظر **مصنف کتب کثیرہ ماہر علم وفن حضرت العلام مفتی محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی زید مجدہ** نے اس کتاب کو منفرد انداز سہل اسلوب میں ڈھال کر کوزے میں سمندر کے مصداق ترتیب دیا ہے۔

تحریری دلکشی کے ذریعہ مفاہیم کو نہایت آسان طریقے سے ذہن نشین کرایا ہے۔ مجھے امید قوی ہے کہ یہ کتاب جمیع باذوق افراد اہل علم کے لیے راہ نما خطوط ثابت ہوگی۔ **حضور فقیہ اعظم ہند** اور ان کے معاصرین کے روابط کھل کر سامنے آئیں گے۔ علمی وادبی حلقوں میں اس مجموعہ کو سراہا جائے گا۔ مطالعہ کی زینت بنایا جائے گا۔ آپ کی متنوع شخصیت کے کئی ابواب واں ہوں گے۔ ایسے موقع پر ہم **نبیرہ حضور فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ ومولانا محمد عبد العزیز خان ومرتب کتاب حضرت العلام مفتی ذوالفقار نعیمی صاحبان** کی بارگاہ میں تشکر وامتنان کے گل دستے پیش کرتے ہیں۔ آپ کی انتھک کوششوں سے آج یہ خوبصورت گلدستہ معرض

وجود میں آیا اور مکتوبات کی لڑی میں ایک اہم کڑی کا خوبصورت اضافہ ہوا۔

دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے اس کتاب کو عوام وخواص کے لیے نفع بخش بنائے اور اپنی بار گاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔

آمین یا رب العٰلمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سگ بار گاہ رضا:۔

محمد جاوید القادری الرضوی عفی عنہ

صدر شعبہ افتا ادارہ شرعیہ ناگپور مہاراشٹر الہند

مقدمہ

حضور صدر الافاضل فخر الاماثل مفسر قرآن حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین قادری جلالی محدث مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان کے منظور نظر، علماو مشائخ کرام اہل سنت کے محبوب ومعتمد، صاحب تسہیل المصادر، بانی جامعہ عربیہ ناگپور، فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد عبد الرشید خان نعیمی فتح پوری ثم ناگپوری علیہ الرحمۃ والرضوان، کی ذات گرامی خاص کر علمی حلقے میں کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ آپ کی خدمات جلیلہ اور کارنامہائے نمایاں رہتی دنیا تک یاد رکھے جانے کے قابل ہیں۔ یہ مقام آپ کی خدمات کی تفصیل کا نہیں ہے بس ہم یہاں آپ کی حیات وخدمات کا اجمالی خاکہ پیش کرنے پر اکتفا کریں گے نیز آپ کے مکتوبات و مراسلات کی تفصیل اور مکتوب نگار حضرات کا تعارفی خاکہ پیش کریں گے۔

پہلے فقیہ اعظم ہند کی حیات و خدمات ملاحظہ کریں بعد میں مکتوبات و مراسلات کی تفصیل اور مکتوب نگار حضرات کی سوانحات سے محظوظ ہوں۔

حیات فقیہ اعظم ہند مفتی عبد الرشید خان نعیمی فتحپوری ثم ناگپوری

ولادت باسعادت:

فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مفتی عبد الرشید خان نعیمی قدس سرہ، کی ولادت باسعادت، ۱۷/رمضان المبارک ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۵/نومبر ۱۹۰۵ء کو کان پور اور الہ باد کے درمیان جی ٹی روڈ پر واقع ضلع فتح پور کے ایک گاؤں ہسوہ کے زیدون محلہ میں ہوئی۔

خاندان:

آپ کا تعلق یوسف زئی پٹھان خاندان سے تھا۔ آپ کے والد گرامی محترم منشی عظیم داد خاں صاحب مرحوم فتح پور کے مشہور زمین داروں میں شمار کیے جاتے تھے۔ اہل علم سے بے پناہ محبت فرماتے تھے۔ آپ کا پورا خاندان نیک نامی کی اعلیٰ مثال تھا۔

تعلیم وتربیت:

ابتدائی تعلیم مقامی مکتب میں حاصل کی ،مناظر ہند حضرت علامہ سید قطب الدین صاحب سہسوانی سے بھی ابتدامیں شرف تلمذ حاصل کیا۔آپ کے برادر کبیر حضرت مولانا مفتی عبدالعزیز خاں نعیمی علیہ الرحمۃ جامعہ نعیمیہ میں پہلے سے داخل تھے لہٰذا آپ بھی ۱۹۲۰ء میں جامعہ نعیمیہ میں داخل ہوگئے۔وہاں رہ کرآپ نے حضور صدرالافاضل علیہ الرحمۃ اور دیگر اساتذہ سے اکتساب علم فرمایا۔

دستار فضیلت:

۲۲؍ شعبان المعظم ۱۳۴۵ھ مطابق ۲۵ فروری ۱۹۲۷ء کو جامعہ نعیمیہ سے سند فضیلت ودستار سے نوازے گئے۔آپ نے اپنی دستار فضیلت کے موقع پر جلسے میں تقریر بھی فرمائی۔

آپ کے استادگرامی مفتی عمرنعیمی علیہ الرحمۃ نے ماہنامہ السوادالاعظم مرادآباد میں آپ کی تقریر کا ذکران الفاظ میں فرمایاہے۔ملاحظہ فرمائیں:

”حضرت قبلہ (صدرالافاضل) مدظلہ العالی کی اس تقریر کے بعد طلبہ کی طرف سے مولوی عبدالرشید فتح پوری نے اٹھ کر برجستہ وبرمحل تقریر کی،جس میں مدرسہ اوراساتذہ اور خصوصیت کے ساتھ حضرت موصوف کا شکریہ ادا کیا۔اوراظہار کیاکہ ،درحقیقت آپ کے الطاف وعنایات وہ تھے کہ ہم والدین کی محبتوں کو بھول گئے۔اور ہمیں فراق کے کلمے بہت شاق گزرے۔ہم عاقبت میں بھی آپ کے دامنوں کے ساتھ وابستہ رہنے کے آرزومند ہیں۔ تمام ہدایات پر جان ودل سے عامل رہیں گے۔اور فرماں برداری میں کبھی قصور نہ ہوگا۔یہ تقریر مولوی عبدالرشید صاحب نے ایسی فصاحت وبلاغت کے ساتھ فرمائی،کہ ہر شخص آفرین کہہ رہاتھا۔“

[ماہنامہ السوادالاعظم مرادآباد،رمضان،۱۳۴۵ھ ص ۱۳،۱۴]

اسی سال آپ کے ساتھ حکیم الامت مفتی احمدیار خاں نعیمی بدایونی اور مفتی محمد یونس نعیمی سنبھلی سابق مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد کی بھی فراغت ہوئی۔

مادر علمی جامعہ نعیمیہ مرادآباد:

آپ نے علوم مروجہ کی تکمیل خصوصاً جامعہ نعیمیہ مرادآباد سے فرمائی۔ اپنی مادر علمی جامعہ نعیمیہ مرادآباد سے متعلق آپ کا درج ذیل تاثر قابل مطالعہ ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

فرماتے ہیں:

”ہندوستان بھر میں گنتی کے چند مدرسے بڑے مدرسے کہلانے کے مستحق ہیں ان میں سے ایک ہمارا مدرسہ ہے جس کا نام مدرسہ اہل سنت وجماعت (جامعہ نعیمیہ) مرادآباد ہے ....راجپوتانہ میں جب ارتداد کا سیلاب امڈا تو اس وقت سب سے پہلے میدان میں آنے والا یہی مدرسہ اور اس کے سرپرست وطلبا تھے جنہوں نے اپنے سرگرم مساعی سے میدان ارتداد میں آریوں کی کوششوں کو ناکام کردیا اور ان کے حوصلے پست ہو گئے۔ اسلام کے ولولے دلوں میں پیدا کیے۔ اسی مدرسہ کی سرگرمیوں نے ملک کی دوسری جماعتوں کو ابھارا اور انہیں میدان عمل میں لاکر خدمت اسلام کے لیے کھڑا کردیا۔“

[ماہنامہ السوادالاعظم مرادآباد، ذوالقعدہ ۱۳۴۷ھ ص ۱۵، ۱۷]

صدرالافاضل ودیگر اساتذہ کرام:

آپ کے اساتذہ میں صدرالافاضل کے علاوہ مفتی محمد عمر نعیمی، مولانا قطب الدین سہسوانی، علامہ مشتاق کانپوری، خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔

اپنے خصوصی مشفق وکرم فرما استاد گرامی حضور صدرالافاضل کی بے لوث شفقتوں اور محبتوں کا ذکر آپ نے جس خوبی سے کیا ہے وہ قابل ملاحظہ ہے۔ پڑھیں اور محظوظ ہوں۔

فرماتے ہیں:

”یہ تمام فیوض حضرت صدرالافاضل دامت برکاتھم کے وجود مبارک کے ہیں۔ اور اس مدرسے کے لیے سب سے زیادہ قابل فخر یہی ہے کہ اس کو حضرت ممدوح کی سرپرستی کی عزت حاصل ہے حضرت موصوف نے مدرسے کے لیے اپنا وقت ومال اور سب کچھ وقف کردیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کی ذات مبارک کو مدت ہائے دراز تک مسلمانوں کے سروں پر سایہ فگن رکھے۔ اور آپ کی برکات سے مسلمانوں کو مستفیض فرمائے۔“ [مرجع سابق]

شرف ارادت وخلافت:

۱۹۲۴ء میں حضور اشرفی میاں علیہ الرحمۃ سے بیعت ہوئے۔ اور ۱۰/ربیع الاول ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۶/اگست ۱۹۲۹ء بروز جمعہ تمغہ خلافت سے سرفراز فرمائے گئے۔

درس وتدریس:

فراغت کے بعد صدر الافاضل کے حکم پر ایک دو سال مادر علمی جامعہ نعیمیہ مرادآباد ہی میں تدریسی خدمات انجام دیں اور اس کے بعد جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف تشریف لے گئے۔ اور وہاں سے ناگپور اور پھر تادم حیات ناگپور ہی میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔

حضرت سید اظہار اشرف صاحب جامعہ اشرفیہ اور جامعہ عربیہ میں آپ کی تدریسی خدمات پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

”اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت کی پارسائی وجذبہ ذہنی کا سبھی کو اعتراف رہا ہے کچھ عرصے تک جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف میں بھی تدریسی خدمات انجام دیتے رہے اور موجودہ دور کے خانوادہ اشرفیہ کی جلیل القدر ہستیوں میں آپ سے اکتساب فیض کرنے والے موجود ہیں اور اتنا عرصہ گزر جانے کے بعد بھی کچھوچھا مقدسہ کا ہر وہ فرد جس کو حضرت کی صحبت میں رہنے کا کچھ بھی اتفاق ہو گیا ہے وہ آج بھی یاد کرتا ہے کچھوچھا مقدسہ سے تشریف لے جانے کے بعد سرزمین ناگ پور میں جامعہ عربیہ اسلامیہ کے نام سے ایک عربی ادارہ قائم فرما کر مدھیہ پردیش میں مسلک اہل سنت کا ایک مستحکم قلعہ تعمیر کر دیا اور آج بھی بحمدہٖ تعالیٰ وہ ادارہ سنیت کی اشاعت میں نمایاں کام انجام دے رہا ہے۔“

[حیات مخدوم الاولیاء، ص ۴۱۲، ۴۱۳]

حج وزیارت:

آپ نے دو حج ادا کیے۔ پہلا حج ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۹۴۸ء میں۔ اور دوسرا حج ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۹۶۸ء میں۔ پہلے حج سے متعلق الفقیہ اخبار میں ”دیار حبیب کا پیارا مسافر“ کے عنوان سے آپ کی روانگی کی خبر بھی شائع ہوئی۔ ہم یہاں اسے نقل کر دینا مناسب سمجھتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

”مسلمانان سی پی وبرار کو یہ خبر سن کر بے حد خوشی ہوگی ۔کہ ایک مدت سے شوق زیارت حرمین کی سلگتی آگ اپنے سینے میں لے کر حضرت مفتی اعظم شیخ الجامعہ عربیہ دامت برکاتھم القدسیہ اس سال ۲۹ر ستمبر کو محمدی جہاز سے بہ نیت حج وزیارت ارض حجاز کو روانہ ہو گئے ہیں۔ حضرت کا یہ مبارک سفر یکایک ہوا۔یہی وجہ ہوئی کہ ہمارے اکثر حضرات کو خبر نہیں ہوئی۔بوقت رخصت حضرت موصوف نے عقیدت کیش نیاز مندوں کے ہجوم میں نہایت درد بھرے انداز میں مسلمانان ہند کی فلاح واقبال کے لیے دعا فرمائی ۔اور چلتے وقت عربی درس گاہ کی ایک ملی امانت جس کی آبیاری خود حضرت موصوف نے فرمائی ہے، مسلمانان سی پی کے دینی التفات اور اسلامی وادیوں کے سپرد فرمایا۔

اپنی پر اثر دعا جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ مولائے کریم یہ دن تمام مسلمانوں کو نصیب فرمائے، کہ وہ دیار حبیب کی زیارت کریں۔اپنی سوختہ بختی کے ہم ہندی غلام بھی بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے ہیں کہ خداوند قدوس سی پی کے اس محسن اعظم اور ارض حجاز کے اس پیارے مسافر کو اپنی بے پناہ برکتوں کے ساتھ رحمت وفیضان کی سعادتوں میں بخیریت واپس لائے، تاکہ ہم مہجور نیاز کیشوں کو زائر حرم کی زیارت سے حصول تبرک کا موقع ملے۔فقط۔

ناظم نشرواشاعت جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور سی پی“

[اخبار الفقیہ، امرت سر، ۲۱/۲۸/ اکتوبر ۱۹۴۸ء ص ۹]

تبحر علمی:

آپ معقولات ومنقولات کے جامع تھے۔علوم مروجہ میں ہر علم پر کامل عبور حاصل تھا۔تفقہ فی الدین آپ کی طبیعت پر زیادہ غالب تھا۔فن تجوید وقراءت، منطق، فلسفہ، حدیث واصول، جملہ علوم وفنون میں ماہر اور یکتائے روزگار تھے۔

خدمات:

آپ نے مذہبی، ملی، سیاسی، سماجی، ادبی، علمی ہر میدان میں کارنامہائے نمایاں انجام دیے۔آپ کی خدمات کی تفصیل کے لیے دفتر درکار ہے۔ہم یہاں بیسویں صدی کی ایک عظیم الشان تحریک سنی کانفرنس میں آپ کی خدمات کا اجمالی خاکہ پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔سنی

کانفرنس میں آپ نے نمایاں کردار ادا فرمایا۔ سنی کانفرنس کے جلسوں، کانفرنسوں میں آپ کی شرکت کے تعلق سے چند حوالے پیش ہیں:

مرادآباد

۱۷تا۱۹/ جون ۱۹۴۷ء کو جامعہ نعیمیہ مرادآباد کے سالانہ جلسوں کے ساتھ سنی کانفرنس کا بھی جلسہ ہوا۔ ان اجلاس میں آپ نے شرکت فرمائی۔

[اخبار دبدبہ سکندری: ۲۳/ جون ۱۹۴۷ء۔ ص۷]

دین نگر مرادآباد

۲۰،۲۱/ اپریل ۱۹۴۷ء کو دین نگر ضلع مرادآباد میں درس نظامی میں کانگریس کی دخل اندازی کے خلاف سنی کانفرنس کے اجلاس ہوئے، جن میں آپ نے شرکت فرمائی۔ اور جن لوگوں کو درس نظامی میں ترمیم کا حق تھا ان کی فہرست میں آپ کا اسم گرامی بھی درج ہے۔

[اخبار دبدبہ سکندری: ۳۰/ اپریل ۱۹۴۷ء۔ ص۴]

ناگ پور

۲۲/ اکتوبر ۱۹۴۶ء کو ناگ پور میں آپ کی صدارت میں سنی کانفرنس کا جلسہ ہوا۔ آپ کا خطاب بھی ہوا۔ اور اس میں زکاۃ بل کے تعلق سے صدر الافاضل کی تجویز کردہ قرارداد کو منظور کیا گیا۔

[اخبار الفقیہ امرت سر: ۷، ۱۴/ نومبر ۱۹۴۶ء ص ۱۲]

صوبہ سی پی و برار

۲۲/ جنوری ۱۹۴۶ء کو جامعہ عربیہ ناگ پور صوبہ سی پی و برار میں آپ کی زیر صدارت سنی کانفرنس کا ایک جلسہ ہوا، جس میں آپ نے شرکت فرمائی اور سنی کانفرنس کی اہمیت و افادیت کو بیان فرمایا۔ اس اجلاس میں باتفاق علما صوبہ سی پی و برار کے لیے سنی کانفرنس کی ایک جمیعت منتظمہ منتخب ہوئی، اس جمیعت میں آپ کو صدر منتخب کیا گیا۔

[اخبار دبدبہ سکندری: ۱۵/ فروری ۱۹۴۶ء۔ بحوالہ تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس: ص ۱۰۸]

جبل پور

۱۲؍ جنوری ۱۹۴۶ء کو جبل پور میں مولانا سید محمد عبد الرب صاحب مفتی اعظم سی پی، کے مکان واقع دلیا ہی روڈ جبل پور، میں سنی کانفرنس کا جلسہ ہوا جس میں آپ بھی شریک ہوئے۔

[اخبار الفقیہ امرت سر: ۷، ۱۴؍ نومبر ۱۹۴۶ء ص ۱۲۔ اخبار دبدبہ سکندری: ۲۳؍ جنوری ۱۹۴۶ء ص ۶۔ بحوالہ تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس: ص ۱۰۳]

سنی کانفرنس کی تجویز اور مجلس مسائل نکاح میں آپ کا انتخاب

بنارس کانفرنس میں منعقدہ ۲۷ تا ۳۰؍ اپریل ۱۹۴۶ء میں بہت سی تجاویز پاس ہوئیں، جن میں ایک تجویز نکاح وغیرہ کے مسائل کے حل کے لیے علما کی ایک مجلس تشکیل دینے کے حوالے سے پاس ہوئی۔ اس مجلس میں آپ کا اسم گرامی بھی شامل کیا گیا۔

[تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس: ص ۲۵۸]

رشحات قلم:

درس و تدریس اور کار افتا کی طرف خاص توجہ تھی، اس لیے تحریری کام زیادہ نہ ہوا۔ مندرجہ ذیل کتابیں اور کچھ مضامین آپ نے تحریر فرمائے۔

تسہیل القرآن:

تعلیم قرآن کے حوالے سے بچوں کے لیے انتہائی اہم اور کارآمد و مفید کتاب ہے۔

تسہیل التوقیت۔ علم توقیت کے حوالے سے اہم اور معلوماتی کتاب ہے۔

تسہیل الاعراب:

عربی عبارت خوانی میں اصل کام اعراب ہی کا ہے۔ اس کتاب میں قواعد اعراب کو سہل و آسان انداز میں تحریر کیا گیا ہے۔

تسہیل المصادر:

فارسی ادب میں قواعد کے اعتبار سے بنیادی اور مفید کتاب ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ ہندو پاک کے مدارس اہل سنت میں یہ کتاب درس نظامی میں شامل ہے۔ اور یہاں یہ ذکر بے محل نہیں ہوگا کہ یہ کتاب آپ کے استاد گرامی حضور صدر الافاضل علیہ

الرحمۃ کی سعی مبارک سے درس نظامی میں شامل ہوئی۔ صدر الافاضل کا درج ذیل گرامی نامہ جو آپ نے مولانا سید عبد الواحد صاحب انسپکٹر تعلیم بریلی شریف کے نام تحریر فرمایا ہے جس پر گواہ ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ صدر الافاضل رقم طراز ہیں:

"مولانا عبد الرشید خاں صاحب سلمہ جے پور کے ہیں۔ تشریف لاتے ہیں۔ انہوں نے بچوں کی تعلیم کے لیے ایک ابتدائی قاعدہ تصنیف کیا ہے، جس کی خوبی آپ ملاحظہ سے معلوم فرمائیں گے۔ اگر آپ کے ماتحت مدارس میں یہ رائج ہو جائے تو مولانا موصوف کی حوصلہ افزائی ہوگی۔۔۔۔۔ والسلام۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ

فتاوی فقیہ اعظم:

سیکڑوں علمی و تحقیقی بیش قیمت فتاوی پر مشتمل مجموعہ ہے فی الحال زیر ترتیب ہے۔ جلد ہی ان شاء اللہ منظر عام پر ہوگا۔

کتبات برائے شرعی احکام:

مختلف موضوعات سے متعلق شرعی مسائل پر مشتمل لگ بھگ چالیس کتبات۔

جنتری:

پانچ ہزار سالہ جنتری بھی آپ نے تیار فرمائی تھی۔

صوم وصلاۃ کا دائمی نقشہ:

آپ کا تیار کردہ یہ نماز وروزے کے اوقات کا دائمی نقشہ ہے۔

نقشہ سمت قبلہ:

آپ کا مرتبہ، سمت قبلہ کے حوالے سے بہترین نقشہ ہے۔

ہندو پاک کے مشہور اخبارات ورسائل، جیسے اخبار "الفقیہ امرت سر" اور رسالہ "السواد الاعظم" مرادآباد، میں آپ کے مضامین بھی شائع ہوتے تھے۔ اگر یکجا کر کے ترتیب دیے جائیں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔

عظیم الشان یادگار جامعہ عربیہ ناگپور:

جامعہ عربیہ ناگپور آپ کا ایک بڑا کارنامہ ہے۔ اس ادارے کو آپ نے خود قائم کیا تھا۔ ۱۹/ ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۹/ جنوری ۱۹۴۰ء۔ بروز دوشنبہ محلہ نعل صاحب ناگپور میں یہ ادارہ معرض وجود میں آیا۔

ادارے کے افتتاح کے حوالے سے قدرے تفصیل حکیم تاج محمد خان صاحب کی درج ذیل تحریر میں ملاحظہ کریں۔ لکھتے ہیں:

(جامعہ عربیہ کا افتتاح)

۷۸۶۔ یافتاح

مسلمانانِ سی پی و برار بالخصوص اہلِ ناگپور کو مژدہ کہ ۲۹/ جنوری ۱۹۴۰ء یوم دوشنبہ کو محلہ نال صاحب میں بہ صدارت جامع شریعت وطریقت حضرت مولانا مولوی مفتی محمد عبدالرشید خان صاحب فتحپوری دامت برکاتہم العالیہ کے جامعہ عربیہ کا افتتاح کیا گیا۔

الحمدللہ کہ جلسہ افتتاح میں شہر ناگپور کے معتمد علیہ حضرات بکثرت شریک جلسہ تھے۔ اس دینی مدرسے میں صرف، نحو، علمِ کلام، منطق، علم القران (تفسیر)، حدیث، فقہ اور تجوید القرآن وغیرہ عربی زبان میں باقاعدہ پڑھائے جائیں گے اور طالبان علم ان شاء اللہ تعالیٰ عالم فاضل بن کر دین حق کی تبلیغ کریں گے۔ ہمیں شائقینِ علم سے اُمید ہے کہ وہ اس دینی چشمے سے سیراب ہونے کی کوشش بلیغ فرمائیں گے۔

(اور ساتھ ہی اس بات کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جامعہ عربیہ کے نام سے اگر کوئی صاحب چندہ طلب کریں تو اُن کو ہرگز نہ دیا جائے۔

(وَمَا علینا الی البلاغ)"

المشتہر۔ حکیم تاج محمد خان عفی عنہ۔ محمد گلاب خان۔ سید لالہ میاں متولّی۔ میر حق علی ٹال والے۔ محمد سراج الدّین عفی عنہ مدرس میونسپل اسکول۔ محمد شجاع الدین پیش امام۔ عبدالغنی مدرس میونسپل اسکول۔ تحصیل دار عبدالعزیز خان صاحب۔"

ادارے کے افتتاح کے بعد فقیہ اعظم نے شہر کے ذمے دار اور ارباب علم ودانش کو چاے پر بذریعہ تحریر دعوت پیش کی تاکہ یہ حضرات چاے نوشی کے بہانے مدرسے کا معائنہ کر سکیں۔
ملاحظہ کریں فقیہ اعظم کا دعوت نامہ:

۷۸۶۔ حامدا ومصلیا ومسلما!

مجھے ایک تقریب کے سلسلے میں سی پی حاضری کا اتفاق ہوا۔ معلوم ہوا کہ یہاں کوئی ایسی درس گاہ نہیں ہے، جس میں مکمل درس نظامی کی تعلیم کا انتظام ہو۔ لہذا بتوفیق الٰہی ۱۹/ذی الحجہ ۵۸ھ کو ناگپور میں جامعہ عربیہ کا افتتاح کر دیا گیا بمنہ طلبہ کثرت سے داخل ہو رہے ہیں۔

الطاف کریمانہ سے امیدوار ہوں کہ 5/مارچ کو 4 بجے جامعہ کی طرف سے چاے کی دعوت قبول فرماکر رہین کرم بنائیں گے۔ بعض ادارے بعد از دعوت اپنے مہمانوں سے مالی امداد طلب کرتے ہیں، لیکن یہاں کوئی ایسی تحریک نہ ہوگی۔

اگر اسماے گرامی کی ترتیب اندراج میں غلطی ہوگئی ہو تو معاف فرمائیں۔ والسلام۔

المکلف۔

ناچیز عبد الرشید فتحپوری جامعہ عربیہ محلہ نال صاحب ناگپور

جناب مولانا نواب بہادر یار جنگ صاحب۔

جناب مولانا عبد الحامد صاحب بدایونی۔

جناب مولانا شاہ حسین میاں صاحب پھلواری

جناب ڈاکٹر مولوی عبد الحق صاحب انجمن ترقی اردو۔

جناب مولانا حامد علی صاحب رائے پوری۔

جناب مولانا محمد حسین صاحب بہاری۔

جناب مولانا ابو الحسن صاحب ناطق۔

جناب مولانا اسرار احمد صاحب۔

جناب سید عبد الرؤف شاہ صاحب۔ صدر صوبہ مسلم لیگ۔

جناب عبد الرحمٰن صاحب ایم۔ ایل۔ اے۔

جناب نواب محی الدین خاں صاحب۔

جناب نواب صدیق علی خاں صاحب۔

جناب نواب عبدالوحید خان صاحب غازی گوردھا۔

جناب حافظ ولایت اللہ خاں صاحب۔

جناب عبدالسبحان خان صاحب سابق ڈپٹی کمشنر۔

جناب سیٹھ آدم بھائی صاحب لکی شاپ۔

جناب سیٹھ آئزک صاحب صدر جمیتہ انصار المسلین۔

جناب میر غلام احمد حسین صاحب ایم۔ایل۔اے۔

جناب وکیل شرف الدین صاحب۔

جناب وکیل سید یسین صاحب۔

جناب وکیل عبدالوہاب صاحب۔

جناب محمد ابراہیم خاں صاحب میونسپل کمشنر۔

جناب محمد قاسم صاحب ٹھیکیدار۔

جامعہ اور بانی جامعہ علما و مشائخ کی نظر میں

جامعہ عربیہ کی ترقی و شہرت میں آپ کی بے لوث خدمات اور انتھک جدوجہد کا بڑا کردار رہا ہے۔ یہ آپ کی مبارک کوششوں کا ہی نتیجہ تھا کہ آپ کے دور میں جامعہ کو مشہور مدارس کی صف میں ممتاز حیثیت حاصل ہوگئی تھی۔ جامعہ کے قیام، تعلیم اور انتظام اور جامعہ کی ترقی میں آپ کی بے لوث خدمات کے حوالے سے علما و مشاہیر کے بہت سے تحریری تاثرات اور جامعہ کے تعاون کے لیے لکھی گئی گزارشات جس پر شاہد ہیں۔

ہم یہاں چند اہم اور نایاب تاثرات و گزارشات پیش کیے دیتے ہیں۔ قارئین ملاحظہ کریں اور جامعہ عربیہ کی ترقیوں اور بانی جامعہ کی بے لوث خدمات کا اندازہ لگائیں۔

صدر الافاضل:

آپ کے استاد گرامی حضور صدر الافاضل علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"مبسملا وحامدا ومصلیا!

حقیقت امر یہ ہے کہ جامعہ اور اس کے بانی عزیزی مولوی محمد عبدالرشید صاحب سلمہ اس سے مدجہا زیادہ مدح وثنا کے مستحق ہیں جتنا ہم اپنی زبان سے کہیں یا قلم سے لکھیں۔ جو ایثار مولانا موصوف نے دیا اور اپنے آپ کو مٹا کر جس حیرت انگیز طریقے پر جامعہ کو اس قلیل عرصے میں ترقی کی منزل پر پہنچایا کوئی معائنہ نویس اس کو پوری طرح ادا نہیں کر سکتا۔ مولیٰ سبحانہ، مولانا کے عمر وحیات وجاہ واثر میں برکت فرمائے اور روزافزوں ترقیاں عطا کرے۔ آمین۔"

محمد نعیم الدین عفی عنہ المعین۔ ۱۹/ صفر ۱۳۶۳ھ

[حیات فقیہ اعظم: ص۶]

صدرالشریعہ:

"مفتی صاحب اور اساتذہ کی بے لوث خدمات قابل قدر ہیں"

[مرجع سابق]

محدث اعظم ہند:

"مجھے اچھی طرح یاد آگیا کہ اس وقت بانی جامعہ حضرت مولانا مفتی عبدالرشید خاں صاحب دامت برکاتھم کے ایثار وقربانی کی کرامت نے مجھ کو حیرت میں ڈال رکھا تھا۔"

[مرجع سابق: ص۱۴]

برہان ملت:

۷۸۶

اللہ رب محمد صل علیہ وسلم!

شیخ الجامعہ مولانا مفتی عبدالرشید خان صاحب دام بالمعالی والمواہب کی دعوت پھر اصرار شدید پر ناگپور جاتے ہی بنی۔ ۲ جمادی الاولی ۶۴ھ۔ ۱۶/ اپریل ۴۵ء۔ دوشنبہ کو ناگپور پہنچا مگر بے وقت بارش نے اجلاسہاے جامعہ میں شرکت سے محروم رکھا۔

۴/ جمادی الاولیٰ کو جامعہ عربیہ ناگپور کے مدرسین وطلبا اور حضرات علماے کرام (جو مجالس جامعہ میں شرکت کے لیے تشریف لائے تھے) کے برکات لقا سے مشرف ہوا۔ اگرچہ

بہت تھوڑے وقت میں طلبائے جامعہ سے قراءت سنی۔ مدرسے کے بعض حالات دیکھے مگر گلستان کے چیدہ چیدہ پھولوں سے ایمان افروز بہار کا لطف محسوس ہوا۔ الھم زد فزد۔

نہایت مسرت ہے کہ سی پی جیسے تاریک صوبے میں دینی مذہبی اسلامی عربی تعلیم کی روشنی کے ایسے بلیغ اہتمام وانصرام اور فرض کفایہ کی ادا کرنے میں، مولانا مفتی عبد الرشید خان صاحب کی مساعی جمیلہ قابل صد مبارک باد ہیں۔

مسلمانان صوبہ متوسط وبرار کو اس جامعہ عربیہ پر فخر کرنا اور اپنی امداد واِعانت کی آب پاشی سے اسے سرسبز وشاداب رکھنا چاہیے، کہ آج حوادث روزگار کے تھپیڑوں سے مضبوط ترین ادارے بھی لرز رہے ہیں۔

ثبتنا اللہ تعالیٰ وسائر المسلمین علے اتباع اھل السنۃ والجماعۃ ووفقنا لما یحب ویرضٰی وصل علی حبیبہ المصطفیٰ وآلہ وصحبہ الذین ارتضیٰ وغوثنا المجتبیٰ وبارك وسلم۔

فقیر برہان الحق رضوی غفرلہ (مفتی خطیب جبل پور)

مورخہ ۲؍ شعبان المحترم ۱۳۶۴ھ۔ ۳؍۷؍۱۹۴۵ء۔

جامعہ سے متعلق گزارشات:

جامعہ کی تعلیمی وتعمیری ترقی اور مستقبل کے خوش کن منصوبوں کے حوالے سے درج ذیل اپیلیں کافی مفصل ہیں، یہاں ان کا من وعن پیش کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

پہلی تحریر جامعہ عربیہ کے مدرس مولانا سراج الدین کی ہے جس میں انہوں نے جامعہ کے قیام کا سبب اور اس کی ترقی میں فقیہ اعظم کی مجاہدانہ اور بے لوث خدمات کی تفصیل پیش کی ہے اور جامعہ کے دوسرے جلسہ دستار بندی کا ذکر کرنے کے ساتھ نیز خود پر جامعہ کے حوالے سے حاسدین کی شر انگیزی کا جواب بھی تحریر کیا ہے۔

دوسری تحریر جامعہ کے اراکین کمیٹی کی طرف سے ہے جس میں جامعہ کے لیے تعاون کی اپیل ہے ساتھ ہی جامعہ کے تعلیمی نظام وآمد وخرچ وغیرہ کا کچھ ذکر کیا گیا ہے۔

تیسری تحریر مولانا پیر محمد یوسف شاہ تاجی، تاج آباد شریف کی ہے جو انہوں نے نواب حیدرآباد کے نام سے لکھی اور ان سے جامعہ کی سرپرستی اور تعاون کی درخواست کی ہے۔ اور

یہ تحریر آپ نے فقیہ اعظم کے توسط سے نواب حیدرآباد کو پہنچائی۔

چوتھی تحریر جناب صدیق علی خان، ممبر اسمبلی (مرکزی) ناگپور کی ہے۔ موصوف نے جامعہ کے تعلیمی نظام، مزید تین شاخوں کے قیام اور جامعہ کے اخراجات وغیرہ کا ذکر کرتے ہوئے مخیر حضرات کو جامعہ کی طرف متوجہ ہونے کی درخواست پیش کی ہے۔ بالترتیب چاروں تحریریں پیش ہیں ملاحظہ کریں:

مولانا سراج الدین مدرس جامعہ عربیہ:

۷۸۶

حضرات علمائے عظام وحاضرین کرام!۔۔۔۔۔۔ السلام علیکم

خدا کے فضل وکرم سے آج جامعہ عربیہ کا جلسہ دستار بندی ہے اور چمن جامعہ کی یہ دوسری بہار باشندگانِ ناگپور کے لیے بالخصوص اور اہالیان سی پی وبرار کے لیے بالعموم انتہائی فخر ومسرت کی بات ہے۔ ایسے خوشی کے موقع پر دل اظہار جذبات پر خود بخود ابھارتا ہے۔

حضرات! یہ بات بالکل الم نشرح ہے کہ سی پی وبرار میں صدیوں سے علم دین کی طرف سے محرومی چلی آتی ہے اور یہ خطہ زمین دینی تعلیمات سے ہر زمانے میں خالی رہا۔ مسلمانوں کی اس حالت پر اور مزید ظلم یہ ہے کہ اغیار نے ان کی اس عدم معلومات مذہبی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے جذبہ انتقامی کے تحت ان کے مذہبی جذبہ کو ایک دم فنا کر دینے کی غرض سے صوبے میں وارد ھا اسکیم ودیانہ اسکیم اور دوسری زہریلی اسکیمیں جاری کیں اور اس طرح ہماری بدنصیبی کے بادل ہم پر چھاگئے۔

لیکن پروردگار عالم نے اپنے دین پاک کی حمایت اور نجات کے لیے ہماری غیبی تائید فرمائی اور مجسمہ اخلاص وعلم پیکر صدق وعمل حضرت مولانا مفتی محمد عبدالرشید خان صاحب فتح پوری کو تبلیغ دینی اور ترویج علوم مذہبی کا سچا جذبہ عطا فرمایا لہذا صاحب موصوف نے اللہ پر بھروسہ کرکے یہاں اس جامعہ کو قائم فرمایا اور بذات خود ہر قسم کی جانی مالی قربانی فرمائی۔ وطن چھوڑا اعزا واحباب کو خیر باد کہا اور دھوراجی کاٹھیاواڑ کی ڈیڑھ سو روپیہ ماہانہ مشاہرہ کی باعزت خدمت دارالافتا اور پھر اس سے بھی زائد منفعت والی دارالافتا شاہی مسجد دارالسلطنت آگرہ کی

مسند افتا کو چھوڑ کر ناگپور میں رات دین محنت شاقہ فرما کر تعلیم دین شروع فرمائی۔
ہر قسم کی نرم گرم فضاؤں میں مستقل مزاجی اور ہر حوصلہ شکن حالات اور خوفناک، جھوٹی سازشوں میں بھی اپنے پہاڑوں سے زائد مستحکم عزم و استقلال سے کام لے کر اس صوبے میں اس دینی مذہبی واحد تعلیم گاہ کو نہ صرف زندہ رکھا۔ بلکہ اپنی نیک نیتی، لاطمعی، دیانت داری، راست بازی اور بے پناہ اخلاص و اخلاق کے ذریعے جامعہ عربیہ اور علوم دینیہ کی صوبے میں متعدّد شاخیں بھی قائم فرمائیں۔

اغراض نفسانی کے بندوں اور خواہشات دنیاوی کے پتلوں نے آپ کے ان پر خلوص جذبات دینیہ کو رشک و حسد سے دیکھا اور علوم دین کی اس ترقی کو دیکھ کر مفسدانہ منافقانہ انداز پر بالکل غلط اور جھوٹے پروپگنڈے اور بجائے شکر کے شکایات بے جا کرنی شروع کر دی حالاں کہ اس جھوٹ کو قدرت نے رسوا کر دیا اور حق کو روشن فرما دیا۔ اس زہریلی سازش میں مفسدین نے مجھے بھی نہ چھوڑا اور میرے متعلق مشہور کیا کہ میں جامعہ کے خلاف ہوں حالاں کہ میں جامعہ کے قطعی خلاف نہ تھا۔ اور نہ اب ہوں نہ مجھے پہلے اس ادارے کے مخلص دیانت دار، راست باز، سرپرست حضرت مفتی صاحب پر کوئی شبہ تھا اور نہ اب ان کی ذات بابرکات کی طرف کسی ادنیٰ قسم کی بھی بدگمانی ہے بلکہ آپ کی پر خلوص خدمت دین اور جذبہ ایثار کی دل سے قدر ہے۔ آپ نے برادرم حاجی شجاع الدین صاحب کے لڑکوں پر انتہائی شفقت، مروت اور محنت فرمائی اور ان کو نہایت کم سے کم وقت میں بہتر سے بہتر تعلیم دی۔

مجھے افسوس ہے ایسی جھوٹی مفسدانہ سازشوں کی ناپاک آندھی نے مجھے بھی نہ چھوڑا۔ میں آج آپ کے سامنے اس اظہار پر مجبور ہوں کہ آپ کو واضح کر دوں کہ میرے خیالات اور تعلقات جامعہ کے ساتھ مفسدانہ منافقانہ نہیں ہیں بلکہ میں بھی اُس کی انتہائی ترقیات کا آرزو مند ہوں اور مجھے بھی جامعہ اور بانی جامعہ کے ساتھ پورے خلوص و جذبات مذہبی کے ساتھ حسن عقیدت اور اعتماد ہے۔

میری اللہ تعالیٰ سے یہی التجا اور دعا ہے کہ اس جامعہ کو صوبے میں کامل مقبولیت ہو

اور اُس کے بانی کے برکات وفیوض سے ہم سب متمتّع ہوں۔ آمین۔

ناچیز۔ محمدّ سراج الدیّن عفی عنہ، مدرس

سریوسف علی رائٹر۔ سید ریاض الدین:

۷۸۶

ہمدرد ملت: سلام منون!

اس خط کے ذریعے ہم آپ سے اور آپ کے ذریعہ سے شہر کے ممتاز اراکین و عام برادران اسلام سے حضرت مولانا قاری اسد الحق صاحب کے تعارف کا فخر حاصل کرتے ہیں۔ مولانا موصوف جامعہ عربیہ کے مدرس ہیں اور آپ کی خدمت میں جامعہ کے طرف سے بھیجے جارہے ہیں۔

جامعہ ۴۰ء میں حضرت مولانا مولوی مفتی قاری عبد الرشید صاحب قبلہ دام اقبالہ نے قائم فرمایا ہے۔ آپ بڑے بزرگ اور نہایت مخلص دیانت دار آدمی ہیں، جن کی انتھک قربانیوں کی وجہ سے مدرسے کی روز بروز ترقی ہو رہی ہے۔ اس مدرسے کے لیے وسط شہر میں ایک خاص عمارت پانچ ہزار روپیے میں خریدی گئی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جنگ ختم ہونے اور سرمایہ جمع ہونے پر بہترین عمارت تیار کی جائے گی۔ جامعہ عربیہ میں تفسیر و حدیث، اصول وفقہ، فلسفہ و منطق ریاضی و قراءت کی تعلیم کا باقاعدہ انتظام ہے۔ چھ سال کا کورس ہے نادار و یتیم بچوں کے لیے قیام و طعام کا بھی مفت انتظام ہے۔ جامعہ عربیہ کو گورنمنٹ سے عن قریب رجسٹرڈ کرانے کا انتظام کیا جارہا ہے۔

آمد و خرچ کا بہت باقاعدہ حساب رکھا جاتا ہے، جو سالانہ روداد کے ساتھ شائع کیا جاتا ہے اس کی کاپیاں بھی حاضر ہیں۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ دور حاضر میں مسلمان عموماً اسلام کی بنیادی تعلیم سے بالکل بے بہرہ ہیں اور جو کچھ ہیں بھی تو وہ معدودے چند رسم و رواج کے مطابق اسلامی نام رکھ لیتے ہیں ورنہ تہذیب و معاشرت سب غیر اسلامی ہے اور اس کی وجہ صرف اسلامی تعلیم سے ناواقفیت ہے۔ جنگ ہونے کے بعد مسلم قوم کی فنا و بقا کا سوال درپیش ہے اور اس کا حل قرآن و حدیث کی روشنی میں متحدہ طور پر مقابلہ کرنے میں منحصر ہے جس کے

لیے علوم اسلامیہ سے واقف ہونا ازبس ضروری ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ جامعہ عربیہ ناگپور اس ضرورت کو بہترین طریقے سے انجام دے رہا ہے۔ صوبے کے ہر ضلع میں اس کی شاخیں قائم کرنے کی کوشش جاری ہے تاکہ صوبہ بھر میں اسلامی تعلیم سرعت سے پھیل جائے۔

لہذا ہم لوگ ملتمس ہیں کہ آپ ہماری آواز اپنے شہر کے تمام برادران اسلام تک پہنچادیں خواہ وہ تاجر ہوں یا ملازم، جاگیردار ہوں یا مال گذار تاکے یہ سب متحد ہوکر اس نیک کام میں فراخ دلی سے حصہ لیں اور جامعہ کی امداد فرماکر ثوابِ دارین حاصل کریں۔ فقط والسلام۔

ہم ہیں آپ کے بھائی:

سریوسف علی رائٹر۔ محمد یوسف شریف۔ سردار سوپ ورکس سی پی ناگپور

سید ریاض الدین

حضرت یوسف شاہ تاجی، تاج آباد شریف:

۷۸۶۔ ہو ہو الکل یا معین الاولیاء!

محبی جناب نواب صاحب زاد اللہ اقبالہ!

بعد دعاے ترقی درجات انفسی و آفاقی، آں کہ میں بعافیت رہ کر آپ کی عافیت کا خواہاں۔ باعث تحریر ایں کہ علامہ عبد الرشید صاحب حامل رقعہ کو بدیں غرض آپ کے پاس بھجتا ہوں کہ علامہ موصوف نے عرصہ تین سال سے ایک مدرسہ عربیہ کی بنیاد ڈالی ہے، جس کا نام جامعہ عربیہ ہے، کو ریاست حیدرآباد کی سرپرستی کی ضرورت ہے۔ جس کی تفصیل جامعہ عربیہ کی درخواست میں مفصل ملے گی۔ الدال علی الخیر کفاعلہ پر غور کرتے ہوئے مولانا موصوف کو آپ کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ فقط والدعا۔

از فقیر محمد یوسف شاہ تاجی عفی عنہ، تاج آباد شریف۔

۲۳ر محرم سہ شنبہ

محترم جناب صدیق علی خان، ممبر اسمبلی (مرکزی) ناگپور:

۷۸۶

اس خیر و برکت کے مہینے میں صوبہ ممالک متوسط و برار کے مخیر و درد مند دل مسلمانوں سے میری پرزور اپیل ہے کہ وہ دامے درمے جامعہ عربیہ ناگپور کی اعانت کریں۔

۱۹۴۰ء میں حضرت مولانا مفتی عبدالرشید صاحب نے عربی زبان و مذہبی تعلیم کی اشاعت کے لیے اس درس گاہ کی ناگپور شہر میں بنیاد ڈالی۔ ان کی انتھک کوششیں بارآور ثابت ہوئیں۔ اور الحمدُللہ اب نتائج حسب دل خواہ ظہور پذیر ہو رہے ہیں اور لوگوں کے دلوں میں اس کی اہمیت و وقعت روز افزوں ترقی پر ہے۔ لیکن اہل دول حضرات کی ابھی وہ توجہ نہیں ہے جس کا یہ ادارہ مستحق ہے۔

اس مرکز کے قائم کرنے کے بعد منتظمین جامعہ نے تین شاخیں اور کھولی ہیں جہاں صبح و شام قرآن و حدیث و تفسیر و فقہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ بلند حوصلہ و جفاکش مدرسین قلیل تنخواہوں پر خدمت انجام دے رہے ہیں۔

مجھے یقین کامل ہے کہ میری یہ التجا صدا بصحرا نہ ثابت ہوگی اور متمول حضرات کی امداد سے جامعہ عربیہ کی مالی مشکلات دور ہو جائیں گی اور یہ ادارہ مستحکم بنیادوں پر قائم ہو کر دین مبین کو پھیلانے سے مسلمانوں کو صحیح معنوں میں مسلمان بنانے میں ممد و معاون ہوگا۔

خادم ملت۔ صدیق علی خان۔ ممبر اسمبلی (مرکزی) ناگپور

مورخہ یکم ستمبر ۱۹۴۴ء

جامعہ کے شعبہ یتیم خانہ کا افتتاح:

فقیہ اعظم نے جامعہ کے قیام کے بعد اس میں مختلف شعبہ جات قائم کیے انہیں میں ایک شعبہ یتیم خانہ بھی تھا۔ اس شعبہ کے قیام کے وقت آپ نے اصحاب خیر حضرات کو درج ذیل دعوت نامے کے ذریعہ مدعو فرمایا۔ ملاحظہ کریں:

۷۸۶۔حامداً مصلیاً ومسلماً!

ہمدردان ملت۔السلام علیکم!

معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ خاص ناگپور میں بہت سے مسلمان یتیم بچے دشمنان اسلام کا شکار ہورہے ہیں اور اسلام کو خیرباد کہہ کر اسلام واہل اسلام کے ساتھ برسرپیکار ہیں۔بعض محبان قوم وملت کی تحریک سے آج ۱۴؍مارچ ۴۰ء کو ۴؍بجے جامعہ عربیہ شعبہ یتیم خانہ کا افتتاح قرار پایا ہے۔آپ حضرات کی قومی وملی ہمدردی سے امید ہے کہ شرکت فرماکر داخل حسنات ہوں گے۔(رسم افتتاح میں چندہ کی تحریک نہ ہوگی)

الدعی الی الخیر:۔ناچیز عبدالرشید فتحپوری جامعہ عربیہ،ناگپور

جناب مولانا حکیم تاج محمد خاں صاحب۔

جناب محمد ابراہیم خاں صاحب میونسپل کمشنر۔

جناب حافظ احمد علی صاحب امام مسجد کھدان۔

جناب حاجی عبدالرحمن صاحب۔

جناب رحیم بھائی صاحب موٹر والے۔

جناب ٹھیکہ دار محمد قاسم صاحب۔

جناب گپو صاحب۔

جناب حاجی شجاع الدین صاحب امام مسجد مولوی یعقوب صاحب۔

جناب میر حسن علی صاحب ٹال والے۔

جناب ملا حاجی محمد سراج الدین صاحب۔

جناب منیر الدین صاحب ہنر اجمیری۔

جناب ابوالحسن صاحب ناسق۔

جناب خواجہ طاہر اللہ خاں صاحب،

جناب یوسف علی صاحب عرف لالہ میاں۔

جناب مولوی خدابخش صاحب شیدا۔

جناب مہتاب خاں صاحب سوداگر۔

تلامذہ:

آپ تدریس سے پوری زندگی وابستہ رہے۔ ہزاروں قابل، باصلاحیت فاضل و مفتی پیدا کیے۔ چند مشہور تلامذہ کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہے۔

- حضرت علامہ مولانا سید مختار اشرف نعیمی کچھوچھوی
- حضرت علامہ مولانا سید مظفر حسین نعیمی کچھوچھوی۔
- حضرت مولانا آل حسن نعیمی سنبھلی
- حضرت علامہ ارشد القادری مصباحی بلیاوی
- حضرت علامہ عبد الرؤف مصباحی بلیاوی
- حضرت مولانا سید شاہ امیر اشرف کچھوچھوی

سفر آخرت:

۹/ذی الحجہ ۱۳۹۴ھ مطابق ۲۴/دسمبر ۱۹۷۴ء بعد نماز عصر آپ نے وصال فرمایا۔ دوسرے دن بقر عید کے دن بعد نماز ظہر آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ اور مومن پورہ مرکزی قبرستان میں واقع اولیاء مسجد سے متّصل آپ مدفون ہوئے۔ آپ کا آستانہ آج بھی مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔ اور وصال کی تاریخ میں آپ کے اخلاف عرس کی تقریبات بھی منعقد کرتے ہیں۔

آپ کے وصال پر اخبارات ورسائل میں بہت سی تعزیتی تحریریں شائع ہوئیں ہم یہاں ایک حضرت سید محمد جیلانی محامد مدیر المیزان بمبئی کا تحریر کردہ تعزیت نامہ نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:

"لیکن وہ مرد مجاہد جسے آج کی اسلامی دنیا بقیۃ السلف مفتی اعظم مہاراشٹر حضرت علامہ مفتی عبد الرشید صاحب کے نام سے جانتی ہے۔۔۔ ۲۴/دسمبر ۱۹۷۴ء کو دار فانی سے رخصت فرما کر محبوب حقیقی سے جا ملے۔۔۔ ۲۷/دسمبر ۱۹۷۴ء کو ایک کھلے اجلاس میں شیخ الجامعہ کے انتقال کو ملت اسلامیہ کا بھاری نقصان قرار دیا ہے۔"

[المیزان، جولائی، اگست، ۱۹۷۶ء ص ۱۹، ۲۳]

فقیہ اعظم کے مکتوبات و مراسلات

تحریر کی اہمیت وافادیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ یہ حقیقت ہے کہ تحریر کی بدولت صدیاں محفوظ ہیں۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ پاک نے قلم کو ''اکتب'' فرما کر لکھنے کا حکم دیا اور لوح محفوظ پر تمام ماکان ومایکون محفوظ فرمادیا۔

یوں ہی صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم فرمایا کہ وہ وحی الٰہی کو تحریراً محفوظ کریں اور اس طرح قرآن کریم جیسی مقدس کتاب ہمیں حاصل ہوئی۔

نیز تحریر کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی بخوبی ہوسکتا ہے کہ صحابہ کرام، تابعین، مجتہدین، فقہا، علما، محدثین اور مؤرخین نے احکام و مسائل شرعیہ، احادیث نبویہ، سیرت مصطفویہ، اور تاریخ اسلامیہ کو تحریری طور پر محفوظ فرما کر امت پر احسان عظیم فرمایا ہے۔

الغرض تحریر کسی بھی بات اور کسی بھی واقعہ کو ہمیشہ کے لیے محفوظ رکھنے کا واحد ذریعہ ہے۔ اور اپنی بات کو بیان کرنے کا احسن طریقہ بھی۔

مکاتبت و مراسلت کی اہمیت:

علاوہ ازیں کسی تک اپنی بات پہنچانے کے دو طریقے ہیں ایک زبانی اور ایک تحریری۔ زبانی بات میں ردوبدل کی کافی حد تک گنجائش ہوتی ہے۔ جب کہ تحریری بیان وواقعہ میں رد وبدل کی گنجائش نہیں ہوتی۔

یوں ہی اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی سے اپنا مافی الضمیر بیان کرنا زبانی طور پر دشوار معلوم ہوتا ہے لیکن تحریراً بیان کرنا بہت سہل اور آسان ہوتا ہے۔

اسی لیے خط وکتابت، مکاتبت و مراسلت کا ہر صدی میں چلن اور رواج رہا ہے، کہ جو بات زبانی کہنا مشکل یا غیر محفوظ معلوم ہو اسے قلم بند کر دیا جائے تو بات بھی محفوظ ہو جائے اور بیان بھی۔

ہدہد کے بیان کی تصدیق کی غرض سے ملک یمن کی ملکہ سبا کے نام حضرت سلیمان علیہ السلام کا دعوت و تبلیغ پر مشتمل خط اسلامی تاریخ میں صدیوں سے محفوظ ہے۔

یوں ہی رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غیر مسلم حکمرانوں کے نام ارسال کردہ گرامی نامے آج بھی کتب احادیث وسیر میں ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں۔

زیر نظر کتاب **"مکتوبات فقیہ اعظم ہند"**

فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالرشید نعیمی فتح پوری ثم ناگپوری علیہ الرحمۃ والرضوان کے تحریر کردہ مکتوبات و مراسلات اور آپ کے نام آئے ہوئے خطوط و مراسلات کا خوبصورت مجموعہ ہے۔

یہ یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ اس مجموعے میں آپ کے لکھے ہوئے تمام خطوط و مراسلات شامل نہیں ہیں، بلکہ وہی جو بآسانی دستیاب ہوسکے اس مجموعے کی زینت بن گئے۔ اور بہت سے خطوط جو ہمیں حاصل نہ ہوسکے یا تو ضائع ہوگئے ہوں گے یا کہیں کسی لائبریری وغیرہ میں پرانی کتابوں اور فائلوں میں دبے اشاعت کے منتظر ہوں گے۔ اللہ کرے حضرت علیہ الرحمۃ کے لکھے تمام خطوط اور آپ کی تمام تحریریں دستیاب ہوکر اشاعت کا جامہ پہن لیں اور اہل سنت کو مستفیض کریں۔

مکتوبات و مراسلات کی تفصیل:

مکتوبات و مراسلات کو ہم نے دو حصوں میں رکھا ہے۔ پہلے حصے میں عام مکتوبات ہیں اور دوسرے حصے میں جامعہ عربیہ کی تعلیم وانتظام وغیرہ اندرونی معاملات سے متعلق تحریریں ہیں۔ ہم یہاں اس کی قدرے تفصیل پیش کیے دیتے ہیں:

پہلے حصے میں علما و مشائخ اور چند مخلص متعلقین کے خطوط ہیں، جن کی ترتیب ہم نے مکتوب نگار حضرات کی سن ولادت کے حساب سے رکھی ہے۔ ترتیب کے ساتھ تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

فقیہ اعظم کے نام پہلا خط پیر جماعت علی شاہ علی پوری علیہ الرحمۃ کا ہے۔

خط میں آپ نے فقیہ اعظم کی فرمائش پر جامعہ عربیہ ناگپور کی رکنیت کی منظوری تحریر فرمائی ہے۔ اور ادارے کے لیے دعا بھی کی ہے۔

دوسرا خط مرزا یار جنگ کی طرف سے لکھا گیا ہے۔

صاحب خط کے مکان پر تین علمائے کرام کی آمد، اور ضیافت اور وہاں سے صدر بازار کی مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔

تیسرا خط مولانا ابوالسلم اسلم فرنگی محلی نے تحریر کیا ہے۔

خط میں جامعہ عربیہ کی مجلس علما کی رکنیت سے متعلق عذر پیش کرتے ہوئے اپنے منجھلے بیٹے اور قائم مقام، مولانا ابوالفخر محمد ناصر فرنگی محلی کو رکن بنانے کی پیش کش کی ہے۔ نیز اکثر شہر ناگپور جانے کے باوجود فقیہ اعظم سے ملاقات نہ کرنے پر اظہار افسوس جتایا ہے۔

چوتھا خط اور اس کے بعد مسلسل چھ خطوط آپ کے استاذ مکرم صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین محدث مرادآبادی قدس سرہ کے ہیں۔

ان ساتوں خطوط میں فقیہ اعظم پر صدر الافاضل کی شفقتوں، محبتوں اور نوازشات پیہم کی حلاوت آمیز تفصیل پڑھی جاسکتی ہے۔

فقیہ اعظم کی علالت پر صدرالافاضل کی فکر مندی، اور علاج و معالجے کی طرف رہنمائی، صحت وشفایابی کے لیے دوائیں تجویز کرنا، تدبیریں تحریر فرمانا اورآپ کی صحت وسلامتی کے لیے دعائیں کرنا، یہ سب کچھ ان خطوط میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

گیارہواں خط مفتی مظہر اللہ دہلوی کی طرف سے آپ کو لکھا گیا ہے، جس میں صدر الافاضل کے حکم کو بسر وچشم منظور کرنے کی بات کہی گئی ہے۔غالباً یہ خط سنی کانفرنس میں رکنیت وغیرہ سے متعلق ہے۔

بارہواں خط اجمیر شریف کے سجادہ نشین ونبیرہ خواجہ غریب نواز، حضرت سید دیوان آل رسول علی خان علیہ الرحمۃ نے آپ کو تحریر فرمایا ہے۔ خط میں جامعہ عربیہ کی روداد کی وصول یابی کا ذکر، جامعہ اور آپ کی خدمات پر خوشی کا اظہار اور ضعف وعلالت کی وجہ سے عملی طور پر مجلس علما کی رکنیت کا عذر پیش کیا ہے، البتہ صدر الافاضل کے حکم سے یہ تجویز تھی اس لیے انکار کی گنجائش نہ ہونے کا ذکر کرتے ہوئے رکنیت وعدم رکنیت کا معاملہ فقیہ اعظم کے اختیار میں دے دیا ہے۔ مزید مقامی علما واہل خیر حضرات کو رکن بنانے کا مشورہ بھی پیش کیا ہے۔

تیرہواں اور چودہواں خط برہان ملت علامہ برہان الحق جبل پوری کی طرف سے بھیجا

گیا ہے۔ پہلے خط میں سید العلما کی ممبئی تشریف آوری اور مفتی اعظم ہند کے ساتھ آپ کی آمد اور مفتی اندور کے ممبئی نہ پہنچنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور پھر ممبئی سے جبل پور پہنچنے اور کسی مقام پر قل شریف میں شرکت نہ کرنے کے سلسلے میں وجوہات بیان کی ہیں۔

دوسرے خط میں مفتی رضوان الرحمٰن مفتی اندور کے سلسلے میں ادارے کے ایک مسئلہ پر مفتی اعظم ہند اور برہان ملت کے نام خط بھیجے گئے جس کے جواب میں آپ نے کاروائی کی قدرے تفصیل خط میں تحریر کی ہے۔ اور پھر مفتی اعظم ہند کے سفر بمقام شہر ستنا کا تذکرہ کیا ہے۔

پندرہواں اور سولہواں خط محدث اعظم ہند کچھوچھوی علیہ الرحمۃ نے آپ کے نام تحریر فرمایا ہے۔

پہلے خط میں آپ نے بھوپال، اٹارسی، بنارس، الہ آباد، جون پور، شہزاد پور، اکبرپور، بسکھاری اور کچھوچھہ شریف تک کے سفر کا ذکر کیا ہے۔ پھر عرس مقدس کے دوران بارش اور عرس میں پیش آمدہ دشواریوں نیز بمشکل مراسم عرس کی ادائیگی کی تفصیل پیش کی ہے۔ ساتھ ہی کچھوچھہ شریف کے غریبوں کی زمینوں پر غاصبانہ قبضہ کرنے والے سنگھی غیر مسلم ظالم باسدیو ساؤ، کے مظالم اور اس کے خلاف قانونی کاروائیوں اور مقدمات کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ نیز فقیہ اعظم سے اس معاملے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے اور اپنے تمام متعلقین سے چندا اکٹھا کرنے کا حکم دیا ہے۔ تفصیل خط میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

دوسرے خط میں بھی اسی مقدمے سے متعلق گفتگو کی گئی ہے۔

سترہواں اور اٹھارہواں خط حافظ ملت علامہ عبد العزیز مرادآبادی علیہ الرحمۃ کا ہے۔

پہلے خط میں فقیہ اعظم کے صاحب زادے مولانا عبد المتین صاحب کی علالت پر اظہار افسوس اور دعاے صحت کی گئی ہے۔ اس خط سے قبل ارسال کردہ خطوط کا ذکر ہے۔ نیز مبارک پور کے جلسے کی تاریخ اور صدر الشریعہ و محدث کبیر کے گرامی نامے کا تذکرہ اور اس جلسے میں حاضر ہونے کے بعد جامعہ عربیہ میں حاضری کا ارادہ ظاہر کیا گیا ہے۔

دوسرے خط میں مبارک پور کے جلسے میں شرکت اور محدث اعظم ہند و صدر الشریعہ

کے حکم سے مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم کی خدمت کے لیے دوبارہ تقرری کا ذکر اور ناگپور مدرسے میں نہ پہنچ پانے کا عذر پیش کیا گیا ہے۔

انیسواں خط ابوالبرکات مفتی اعظم پاکستان علامہ سید احمد نعیمی کا ہے۔

خط کے ذریعے مجلس علما کی رکنیت کی منظوری دی گئی ہے۔

بیسواں خط فقیہ اعظم کے بڑے بھائی، علامہ عبدالعزیز نعیمی فتح پوری علیہ الرحمۃ کا ہے۔

خط میں اپنے متعلقین میں سے کسی حاجی جی کے صاحب زادے کی طبیعت پر اظہار افسوس اور شفایابی کے لیے دعا کی ہے اور تعویذ ارسال کرنے کا ذکر کیا ہے۔

کچھ کتابوں کی تقسیم واشاعت کے حوالے سے لکھا ہے۔ اور پھر حاجی صاحب کی خدمات دینیہ کی تعریف کی ہے۔ اور فقیہ اعظم کے پوچھے جانے پر قرض اور اپنی معاشی مشکلات کی قدرے تفصیل پیش کی ہے۔ مزید اپنے آبائی وطن فتح پور میں دیوبندی ماحول سازی پر اظہار افسوس فرماتے ہوئے وہاں کسی نہ کسی کے قیام کی ضرورت کو بیان کیا ہے۔

اکیسواں خط لکڑ گنج، ناگپور کے جناب عبدالعزیز اشرفی صاحب کا ہے۔

خط میں مولانا سہیل صاحب سے متعلق بریلی شریف کے کسی فتوے کے بھیجے جانے کا ذکر اور اس فتوے کی زد میں آنے والوں کو حکم شرع پر عمل کرانے کی بات کی گئی ہے۔ خط کا تیور تلخ آمیز ہے۔

بائیسواں خط مجلس علمائے دکن کے صدر سید محمد بادشاہ حسینی علیہ الرحمۃ کا ہے۔

خط میں غالباً مجلس علما کے حوالے سے چند مفید مشورے تحریر کیے گئے ہیں۔

تیئیسواں خط مفتی یونس نعیمی سنبھلی سابق مہتمم جامعہ مرادآباد کا ہے۔

اس خط میں مفتی صاحب نے فقیہ اعظم کو خط نہ لکھنے پر اپنی مصروفیات اور اعذار تحریر کیے ہیں۔ اور فقیہ اعظم کی طرف سے بذریعہ خط خیریت پرسی پر شکریہ ادا کیا ہے۔ اور فقیہ اعظم کے مطالبے پر کسی اچھے مدرس کے نہ ملنے کا المیہ بیان کیا ہے اور مل جانے پر مطلع کرنے کی بات لکھی ہے۔ اساتذہ جامعہ کی طرف سے سلام لکھا ہے۔ اور آخر میں جامعہ نعیمیہ کے جلسہ دستار بندی سے متعلق اظہار خیال فرمایا ہے۔

چوبیسواں خط محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد خاں علیہ الرحمۃ کا تحریر کردہ ہے۔

خط میں جامعہ عربیہ کے افتتاح پر آپ کو اور دیگر منتظمین کو دعائیہ مبارک باد پیش کرتے ہوئے۔ نیز بدمذہبوں کے مقابل سنی مدارس کے نظام تعلیم وغیرہ ناگفتہ بہ حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے مدرسے کے حسن نظم ونسق کی ضرورت کو بیان کیا ہے۔ ساتھ ہی مدرسہ مظہر العلوم کی تعلیمی ترقی کا ذکر کیا ہے۔ مفتی اعظم ہند کے بدایوں شریف جانے اور ان کی خیریت کے بارے میں لکھا ہے۔ اور آخر میں بارہویں شریف کے جلسہ فتح پور میں شرکت کا خیال ظاہر کیا ہے۔

۲۵۔۲۶/ یہ دو خط حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی علیہ الرحمۃ کے لکھے ہوئے ہیں۔

پہلے خط میں، فقیہ اعظم کے خط کے تاخیر سے پہنچے کا ذکر ہے۔ پھر والدہ کے وصال کی خبر دی گئی ہے۔ اور والدہ کے انتقال کی خبروں پر مشتمل تار و خطوط وقت نہ ملنے سے والدہ کے آخری دیدار کی حسرت پر اظہار افسوس جتایا ہے۔

۱۹۴۷ء میں دنگوں کے دوران لگ بھگ چھ لاکھ مسلمانوں کی شہادت، مشرقی پنجاب کے مہاجرین کے مغربی پنجاب میں پہنچنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ چند علما کی مدرسے اور مسجد میں تقرری کا ذکر کرتے ہوئے منظر نامے کو محشر کا نمونہ لکھا ہے۔ اور پھر فقیہ اعظم سے کاٹھیاواڑ، جبل پور، حیدرآباد کے مسلمانوں کی ہجرت سے متعلق تفصیل معلوم کی ہے نیز فقیہ اعظم سے بھی ہجرت سے متعلق دریافت کیا ہے اور مشورہ دیا ہے کہ اگر ہجرت کریں تو پاکستان میں آجائیں یہاں سکون ہے۔ میرا مدرسہ اور انجمن اور اہل شہر سب حتی الامکان خدمت کریں گے۔

فقیہ اعظم نے دو سو روپے تنخواہ پر مدرسے کی خدمت کے لیے آپ کو پیش کش کی جس پر آپ نے حالات کی سنگینی کا ذکر کرتے ہوئے عذر پیش کیا ہے۔ آخر میں عند الملاقات حالات بیان کرنے کا ذکر ہے اور اپنی بے وطنی پر غم کا اظہار کیا گیا ہے۔

دوسرے خط میں فقیہ اعظم کی والدہ ماجدہ کے وصال کی خبر پر تعزیت پیش کی ہے۔ اور

پاکستان میں مولانا آل حسن نعیمی سنبھلی کی خبر پر اظہار خوشی فرمایا ہے۔

فقیہ اعظم سے اپنی تصنیفات کی خرید و فروخت اور طباعت و اشاعت کے حوالے سے لکھا ہے۔

۲۷۔ تا ۳۰/ چار خطوط مولانا آل حسن نعیمی سنبھلی علیہ الرحمۃ نے آپ کو لکھے ہیں۔

پہلے خط میں گجرات پاکستان پہنچنے کی اطلاع، پھر مختلف شہروں میں آمد و رفت کی تفصیل، غالباً مدرسے کے چندے کے لیے جانا ہوا اس لیے مبہم الفاظ میں اس کی دشواریوں کا تذکرہ اور حالات کے ناسازگار ہونے پر اظہار افسوس کیا گیا ہے۔

اس کے بعد حکیم الامت کے صاحب زادے محمد میاں کے ساتھ فقیہ اعظم کی صاحب زادی کے نکاح کے سلسلے میں کی گئی بات کا ذکر ہے۔ اپنی اہلیہ کی مالی شکایت کا تذکرہ کیا ہے۔ پھر ادارے کی رپورٹ کی عدم اشاعت پر تکلیف کا اظہار کرتے ہوئے جلد از جلد طباعت کرانے کا مشورہ دیا ہے۔ نیز قرآن پاک بلاک والے کی اشاعت کے حوالے سے لکھا ہے۔ آخر میں محدث اعظم کی لاہور تشریف آوری کا ذکر کیا ہے۔ اور احباب کی طرف سے حضرت کو سلام اور اپنی طرف سے متعلقین کو سلام لکھا ہے۔

دوسرے خط میں مولانا محمد میاں صاحب کچھوچھوی کی کراچی کے لیے روانگی، محدث اعظم ہند کے ساتھ گجرات و لاہور کے جلسوں میں شرکت اور محدث اعظم ہند سے کسی مسئلہ پر تبادل خیال کا ارادہ ظاہر فرمایا ہے۔

مولانا محمد میاں، مولانا عبد المتین کی جسمانی خوبیوں کا مفصل تذکرہ، اور پھر مولانا عبد المتین صاحب کے بلانے پر راولپنڈی جانے نہ جانے اور جامعہ سے ان کی وابستگی سے متعلق کچھ باتیں لکھی ہیں۔ پھر فقیہ اعظم سے کراچی کے اہل خیر حضرات کی فہرست طلب کی ہے اور ان سب کے نام خط لکھنے کو کہا ہے۔ اور رپورٹیں چھپنے کے بعد بھیجنے کو لکھا ہے۔ اور کراچی میں چند دن رکنے کے بعد کلکتہ و ڈھاکہ جانے کا ذکر کیا ہے۔ مزید جامعہ کے جلسہ دستار بندی کے بارے میں معلوم کیا ہے۔

تیسرے خط میں فقیہ اعظم کے خط کی وصول یابی کا ذکر، جامعہ کے چندے اور حساب کی

تفصیل، مولانا حسن خان صاحب کے بارے میں معلومات کا مطالبہ، سنبھل میں بارش اور فصلوں کا ذکر۔ بیرون ملک سے کتابوں کی آمد و برآمد سے متعلق الجھن کا تذکرہ، فقیہ اعظم کو بھیجے گئے دو استفتا کے جواب کا مطالبہ، رمضان شریف میں دو حفاظ کے لیے قرآن سنانے کی جگہ کا مطالبہ، احباب کے لیے سلام کی سوغات۔

چوتھے خط میں گجرات میں محدث اعظم ہند کے جلسوں کا تذکرہ اور اپنی بواسیر کے مسوں کی بیماری اور اس کے علاج کی تفصیل، حکیم الامت کے صاحب زادے محمد میاں صاحب کا حکیم الامت کے داماد کی بھانجی کے ساتھ نکاح ہونے سے متعلق اطلاع دی گئی ہے۔

اکتیسواں گرامی نامہ فقیہ اعظم کی طرف سے مولانا آل حسن نعیمی کو جواب میں لکھا گیا ہے جوابی خط کے موصول ہونے کا ذکر، فرمائش کردہ چیزیں لے آنا کا وعدہ، مولانا عبد المتین صاحب کے حوالے سے چندے کی رسید کا ذکر، مولانا بشیر صاحب کا بجائے ناگپور، پنجاب جانے سے متعلق اطلاع، مولانا مظہر کے ناگپور پہنچنے کے بارے میں سوال اور خود بھی مقررہ تاریخ پر ناگپور کے لیے روانگی کی اطلاع اور آخر میں جملہ احباب کو سلام و دعا۔

۳۲ تا ۳۹/ آٹھ خطوط سرکار کلاں سید مختار اشرف کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کی طرف سے ہیں۔

پہلے خط میں ناگپور جلسے میں حاضری کے حوالے سے عذر پیش کیا گیا ہے، ساتھ ہی پہنچنے کا امکان بھی تحریر فرمایا ہے۔

دوسرے خط میں ناگپور جلسے میں یقینی طور پر پہنچنے کی اطلاع تحریر کی گئی ہے۔

تیسرے خط میں ادارے کے ایک داخلی مختلف فیہ معاملے کے حوالے سے مفتی اعظم ہند کے فیصلے اور اپنی تائید کا ذکر کیا ہے اور سب کو اس فیصلہ پر عمل کرنے اور مخالفت کی صورت میں مفتی اعظم ہند اور خود کو آگاہ کرنے نیز فقیہ اعظم سے فیصلہ پر سبقت فرمانے کی بات لکھی ہے۔

چوتھے خط میں اسی اختلاف کے حوالے سے کاپیاں مفتی اعظم ہند کے پاس ارسال کرنے اور تصدیق کرانے کا ذکر ہے۔

پانچواں خط دراصل مولانا عبد الحلیم صاحب کے نام ہے مگر فقیہ اعظم کو بھی ملاحظہ کرنے کو لکھا ہے۔

اس خط میں بھی مذکورہ معاملہ سے متعلق مفتی اعظم ہند کے پاس روداد پر مشتمل کاپیاں بھیجنے اور خود دستخط کرنے نیز مفتی اعظم ہند کی دستخط کرانے سے متعلق لکھا ہے۔ نیز یہ بھی لکھا ہے کہ اگر مفتی اعظم کے دستخط نہیں ہوئے تو میری دستخط و مہر پر فیصلہ نافذ نہ ہو گا۔

چھٹے خط میں بھی مذکورہ اختلاف سے متعلق دو کاپیاں مفتی اعظم ہند کے پاس بھیجنے کا ذکر، مفتی اعظم ہند کی طرف سے مصدقہ فیصلہ آنے پر حتمی کاروائی کی اطلاع، اور مفتی اعظم ہند کی تصدیق و مہر کے بغیر خود کی تصدیق و مہر پر فیصلہ نافذ نہ ہونے کی بات تحریر کی گئی ہے۔ نیز فقیہ اعظم سے بھی مفتی اعظم کے پاس معاملے کی ایک کاپی بھیجنے کی گزارش تحریر ہے۔

ساتواں خط، بھی اسی اختلاف سے متعلق ہے۔ خط میں مفتی اعظم ہند کے فیصلہ کرنے نہ کرنے اور ان کے دستخط و عدم دستخط پر فیصلہ کے عدم و کالعدم ہونے کے حوالے سے لکھا گیا ہے۔

آٹھویں اور آخری خط میں اسی داخلی اختلاف میں فیصلہ کا مسودہ تیار ہونے کے بعد کسی وجہ سے مفتی اعظم ہند کے دستخط نہ ہونے، پھر مرادآباد میں ملاقات کے دوران دستخط کی کوشش اور مفتی اعظم ہند کی طرف سے بجائے دستخط ایک تحریر لکھنے اور سرکار کلاں کا اس تحریر کی نقل فقیہ اعظم کو ارسال کرنے کی اطلاع ہے۔ نقل خط کے ساتھ موجود ہے،

مفتی اعظم ہند کی تحریر میں اختلاف کے حوالے سے جانبین کو چند نصیحت آمیز کلمات درج ہیں۔ بعدہ فیصلہ کی نقل بھی درج کی گئی ہے، جو سرکار کلاں اور مفتی اعظم ہند قدس سرہما نے گزشتہ تاریخوں میں کیا تھا۔

۴۰۔۴۱ر یہ دونوں خط علامہ حبیب اللہ نعیمی کی طرف سے لکھے گئے ہیں۔

پہلے خط میں ایک عزیز کے والد کے حج سے واپس نہ آنے اور ان کے ناگپور ہونے کے امکان پر تفتیش کے لیے لکھا گیا ہے۔ اور ان کے بارے میں خبر ملنے پر اطلاع دینے کی گزارش کی گئی ہے۔

دوسرے خط میں جامعہ نعیمیہ اور مدرسہ اجمل العلوم کے سالانہ جلسوں میں مولانا اعجاز کامٹوی کو مدعو کرنے اور ان کے ٹکٹ وغیرہ کے حوالے سے گزارشات تحریر ہیں۔

بیالیسواں خط مولانا سید محبوب اشرف علیہ الرحمۃ کی طرف سے ہے۔ خط میں ناگپور کے جلسے میں پہنچنے کا وعدہ درج ہے۔

۴۳۔۴۴/ یہ دونوں خط مجاہد دوراں سید مظفر حسین کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کے تحریر کردہ ہیں۔

پہلے خط میں ناگپور اور دیگر مقامات پر جلسوں میں شرکت کی اطلاع تحریر ہے۔

دوسرے خط میں دہلی سے ناگپور پہنچنے، وہاں سے بھلائی نگر جانے اور عدم مہلت کے سبب مدرسے میں حاضر نہ ہونے کا عذر اور واپسی میں جلد پہنچنے کی اطلاع درج ہے۔

پینتالیسواں خط مفتی اعظم راجستھان مفتی اشفاق حسین نعیمی سنبھلی علیہ الرحمۃ کی طرف سے ہے۔ خط میں مجلس علما کی رکنیت کی منظوری کی اطلاع درج ہے۔

۴۶۔۴۷۔۴۸/ تین خطوط رئیس القلم علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ کے تحریر کردہ ہیں۔

پہلے خط میں جواب خط پر شکریہ اور کلکتہ کے کسی استفتا کے جواب میں فقیہ اعظم کے مدلل فتوے کی تعریف لکھی گئی ہے۔ نیز جامعہ عربیہ کے سالانہ اجلاس میں شرکت کی اطلاع بھی تحریر ہے۔

دوسرا خط ناگپور پہنچنے کی اطلاع پر مشتمل ہے۔

تیسرے خط میں کلکتہ کے فتوے کو بطور اشتہار شائع کرنے کی خبر دی ہے نیز اصل فتوے کی نقل کا مطالبہ کیا ہے۔

انچاسواں خط شہزادہ تاج العلما مفتی اطہر نعیمی حفظہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ خط کے ذریعے مزاج پرسی کی گئی ہے۔

۵۰۔۵۱۔۵۲/ تینوں خطوط امین شریعت مفتی سبطین رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمائے ہیں۔

پہلے خط میں امین شریعت نے فقیہ اعظم کی ناسازی طبیعت پر اظہار تشویش اور دعاے صحت کی ہے۔ نیز اپنے مدرسے میں مدرس کی ضرورت کا ذکر اور ایک عالم مدرس سے متعلق کچھ دریافت طلب باتیں تحریر کی ہیں۔

دوسرے خط میں ناگپور کے سفر اور التواے سفر سے متعلق لکھا ہے۔ اور اپنی صاحب زادی کی طبیعت علیل ہونے کی خبر دی ہے۔ اور روبہ صحت ہونے پر ان کے ساتھ ناگپور پہنچنے کے بارے میں لکھا ہے۔ نیز فقیہ اعظم کی دفع کمزوری کے لیے کچھ دوائیں تجویز کی ہیں۔ علاوہ ازیں احباب کے ہاتھ مکتبے سے قرآن پاک بھیجنے کی درخواست لکھی ہے۔

تیسرے خط میں ناگپور کے سہ روزہ اجلاس کی دعوت پر شکریہ کے ساتھ جلسے میں شرکت کا وعدہ کیا ہے۔ جبل پور میں حضور مفتی اعظم ہند کی تشریف آوری اور وہاں سے ناگپور شادی کی تقریب اور آکولہ میں تعلیمی کانفرنس میں شرکت کی اطلاع دی گئی ہے۔

ترپنواں خط اشرف العلما سید حامد اشرف حسین کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کا ہے۔ خط میں مجلس علما کی رکنیت کی منظوری تحریر ہے۔

چونواں خط آپ کے صاحب زادے مولانا عبدالمتین صاحب کی طرف سے ہے۔ جس میں آپ کے سب سے چھوٹے صاحب زادے محترم مفتی عبدالقدیر خان صاحب دام ظلہ کے تقریب عقیقہ کی تکمیل اور والدہ ماجدہ کی خیریت کی اطلاع دی گئی ہے۔ نیز کتاب کے لیے کاغذ کی تفصیل لکھ کر جلد از جلد کاغذ بھیجنے کی درخواست اور والدہ کے حکم سے چاول بھیجنے کی عرضی درج ہے۔

۵۵۔۵۶/ یہ دونوں خط مفتی محمد احمد جہانگیر مفتی منظر اسلام بریلی شریف کی جانب سے ہیں۔

پہلے خط میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت کی بارگاہ اور منظر اسلام چھوڑ کر ناگپور جانے سے متعلق عذر آمیز باتیں لکھی گئی ہیں۔ نیز منظر اسلام میں اپنی خدمات کے حوالے سے قدرے تفصیل پیش کی گئی ہے۔

دوسرے خط میں منظر اسلام سے پائے جانے والے مشاہرہ اور جلسوں سے حاصل

شدہ آمدنی کا ذکر کرتے ہوئے ناگپور نہ جانے کی وجوہات تحریر ہیں۔

ستاونواں خط حضور سید محمد مدنی میاں حفظہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ خط میں جلسے میں ہاشمی میاں کی تاریخ کے سلسلے میں اطلاع دی گئی ہے۔

۵۸۔۵۹/ دونوں خط مفتی اعظم برار مفتی عبد الرشید رضوی علیہ الرحمۃ کی طرف سے لکھے گئے ہیں۔

پہلے خط میں ناگپور وغیرہ کے جلسوں میں ہاشمی میاں کی دعوت و شرکت سے متعلق دریافت کیا گیا ہے۔

دوسرے خط میں جلسے کے اشتہار کی طباعت، اس میں سجادہ نشین کچھوچھہ شریف کے نام درج نہ ہونے پر اظہار تشویش، اور ان کے ٹکٹ و نذرانے سے متعلق باتیں درج ہیں۔ نیز کچھ پریشانیوں کا ذکر اور کانفرنس کی کامیابی کے لیے دعا کی درخواست کی گئی ہے۔

ساٹھواں خط حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان ازہری میاں قدس سرہ کا تحریر کردہ ہے۔ خط میں فقیہ اعظم کی مزاج پرسی، دعا اور آپ کی مطلوبہ دستیاب کتابیں بھیجنے کی اطلاع تحریر ہے۔

۶۱۔۶۲/ یہ دو خط فقیہ اعظم کے صاحب زادے مفتی عبد القدیر خان صاحب کی طرف سے بھیجے گئے ہیں۔

پہلے خط میں جامعہ نعیمیہ سے بریلی شریف عرس اعلیٰ حضرت میں حاضری کا ذکر، شہزادہ استاذ زمن علامہ حسن رضا خان، حضور مفتی اعظم ہند، علیہما الرحمۃ والرضوان اور خاندان اعلیٰ حضرت کے دیگر معزز حضرات نیز اپنی ہمشیرہ صاحبہ یعنی علامہ حسنین رضا خان علیہ الرحمۃ کی بہو اور امین شریعت علامہ سبطین رضا خان علیہ الرحمۃ کی اہلیہ محترمہ سے ملاقات اور مشائخ بریلی شریف کی نوازشات کی تفصیل۔

حضور مفسر اعظم ہند کے وصال اور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے جامعہ ازہر میں زیر تعلیم ہونے کے سبب تدفین وغیرہ میں عدم شرکت اور چہلم میں شرکت کا ذکر۔ علاوہ ازیں ہلدوانی مدرسے میں امین شریعت کی ملازمت اور خالد میاں نواسہ مفتی اعظم ہند، کے رشتہ

نکاح سے متعلق، ہمیشرہ کی باتوں کو تحریر کیا گیا ہے۔

دوسرے خط میں ناگپور سے جامعہ نعیمیہ کے درمیان سفر کی روداد، جامعہ نعیمیہ پہنچنے کی اطلاع، اساتذہ جامعہ نعیمیہ سے ملاقات، رہائش و تعلیم سے متعلق تفصیلات، چند ساتھیوں کا ذکر، بیماری و علاج سے متعلق تفصیل اور اہل خانہ کو سلام وغیرہ۔ تحریر ہے۔

تریسٹھواں خط مفتی سید افضل الدین کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کا لکھا ہوا ہے۔

خط میں فقیہ اعظم کے گرامی نامے کا فوری جواب نہ دینے پر معذرت خواہی، مولانا عبد العزیز نعیمی فتح پوری کی آمد و رفت کا ذکر، اجمیر شریف جانے کی خبر، خدمت تدریس کے لیے جامعہ عربیہ یا کسی مدرسے میں تقرری کی درخواست، جلسہ دستار فضیلت کی تفصیل لکھی ہے۔ نیز ریحان ملت اور تاج الشریعہ کی طرف سے سلام اور لفافہ میں قاری علی حسن کے نام الگ سے موجود خط ان تک پہنچانے کی درخواست کی گئی ہے۔

۶۴۔۶۵/ / یہ دو خط مفتی علی حسن علی آبادی کی طرف سے لکھے گئے ہیں۔

پہلے خط میں فقیہ اعظم کے گرامی نامے کی وصول یابی پر اظہار مسرت، مدرسے میں وقت پر نہ پہنچنے پر معذرت اور جلد ہی مدرسے پہنچنے کی خبر تحریر ہے۔ جامعہ میں افریقہ کے کچھ طلبہ کے داخلے وغیرہ سے متعلق استفسار کیا گیا ہے۔

دوسرے خط میں کسی مقام پر جگہ خریدنے کا ذکر ہے۔ اور ناگپور میں پیش آمدہ اختلافی واقعات کی تفصیل اور وہاں نہ جانے کی وجہ تحریر کی گئی ہے۔ اور خط تاخیر سے لکھنے پر معذرت پیش کی گئی ہے۔

چھیاسٹھواں خط قاضی اچلپور سید محمد کرم الدین صاحب کی طرف سے لکھا گیا ہے۔ خط میں ناگپور کے جلسہ دستار بندی کے دعوت نامے کی وصول یابی کی اطلاع، اور ضعیفی کے سبب حاضر نہ ہونے کی پیشگی معذرت پیش کی گئی ہے۔ نیز رو بہ صحت ہونے پر حاضری کا وعدہ درج ہے۔ علاوہ ازیں قمری تاریخ اور ماہ رجب کی رویت ہلال سے متعلق تحقیق طلب کی گئی ہے۔

سڑسٹھواں خط پیر سید قمر قادری کی طرف سے لکھا گیا ہے۔ خط میں کسی جامعہ کے اراکین سے متعلق استفتا اور فقیہ اعظم تک صحیح حالات پہنچانے کا ذکر ہے۔

اڑسٹھواں خط مفتی صدیق اعظم گڑھی کا ہے۔ خط میں فقیہ اعظم کی ناسازی طبع پر اظہار غم اور دعاے صحت وشفا کرتے ہوئے خود کی علالت وصحت اور دوا وغیرہ کی تفصیل لکھی ہے۔

پھر مدرسے کی چھٹیوں اور مدرسے سے ملنی والی تنخواہ وغیرہ کی تفصیل ذکر ہے۔ فقیہ اعظم کے مشفقانہ سلوک پر اظہار تشکر اور اس کے بعد جامعہ عربیہ کی شاخ دار العلوم اہل سنت جبل پور میں اپنی خدمت تدریس وتعطیل وغیرہ کی تفصیل لکھی ہوئی ہے۔

انہترواں خط مولانا انوار الحق کا تحریر کردہ ہے۔ خط میں کتابوں کی خرید وفروخت کا ذکر، کچھ شکایتیں نیز بدمذہبوں کی ترقی اور اہل سنت کی تنزلی کی وجہ بیان کی گئی ہے۔

۷۰۔۷۱/ یہ دونوں خط مولانا عبد الخالق ہاشمی کے لکھے ہوئے ہیں۔

پہلے خط میں غالبًا دار العلوم اہل سنت جبل پور کی تعمیر وانتظام تعلیم کی تفصیل ہے۔ نقشہ سحر وافطار، زکاۃ وفطرے وغیرہ کے کتابچے واشتہار کی طباعت کا ذکر، جبل پور وناگپور کے جلسوں کی تاریخوں اور خطبا کے حوالے سے تفصیل موجود ہے۔

دوسرے خط میں جبل پور، راے پور اور جامعہ عربیہ کے جلسوں اور مقررین کی تاریخ کی تفصیل درج ہے۔

بہترواں خط مولانا سلمان امانی نعیمی کا لکھا ہوا ہے۔ خط میں دو حفاظ کے قرآن سنانے کے لیے پہنچنے اور ان کی جگہ لگنے کی اطلاع، اور فقیہ اعظم کی علالت طبع پر اظہار تاسف اور کسی ادارے ومسجد کی معقول جگہ کی تقرری کی درخواست پیش کی گئی ہے۔

تہترواں خط مولانا ابو علی سعد الدین راے پوری کی طرف سے ہے۔ خط میں ناگپور میں جمیعت العلما کی تعلیمی کانفرنس پر اظہار تشویش اور اس کے خلاف اہل سنت کی طرف سے تبلیغی کارروائی نیز مذہبی تعلیمی کانفرنس کے انعقاد وغیرہ سے متعلق گزارشات اور جمیعۃ العلما کی سرگرمیوں کے خلاف فقیہ اعظم سے قائدانہ مظاہرہ کرنے کی درخواست پیش کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں جامعہ کے چندے کی تفصیل درج ہے۔

چوہتراوں خط مدیر اخبار ”وطن“، بمبئی کی طرف سے لکھا گیا ہے۔ خط میں فقیہ اعظم کے خط کی وصول یابی کا ذکر، جامعہ عربیہ کی امداد پر اور جامعہ سے متعلق خبروں کی اخبار میں

اشاعت پر اظہار خوشی، اور جامعہ کی رپورٹس وغیرہ گجراتی زبان میں تحریر کر کے بھیجنے کی گزارش کی گئی ہے۔

پچہتر واں خط سیٹھ عبد الشکور ناگپوری کی جانب سے ہے۔ تحریر میں کچھ ضروری کاغذات کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

چھہتر اوں خط فقیہ اعظم کی طرف سے ہے جس میں سیٹھ عبد الشکور کے مراسلے کا جواب دیا گیا ہے۔

ستتر واں خط سیٹھ عبد الشکور صاحب کی طرف سے لکھا گیا ہے۔ خط میں شام تک کاغذات بھیجنے کا مطالبہ ہے اور مسجد کھدان میں جماعت ثانیہ سے متعلق اختلاف اور حضور مفتی اعظم ہند و برہان ملت سے فیصلہ کرانے کی بات تحریر ہے۔

اٹھہتر واں خط فقیہ اعظم کے حکم سے سیٹھ عبد الشکور صاحب کے نام مولانا عبد الوکیل نعیمی صاحب نے لکھا ہے۔ خط میں کاغذات کا ذکر ہے۔ اور مسجد میں جماعت ثانیہ سے متعلق علمائے کرام کی آرا کی قدرے تفصیل درج ہے۔

اناسیواں خط سیٹھ عبد الشکور صاحب کی طرف سے ہے، جس میں حضور مفتی اعظم ہند کو حکم بنانے پر فریقین کی رضامندی کا اظہار ہے اور مقررہ تاریخ کو جبل پور مفتی اعظم ہند کی تشریف آوری پر فریقین کے حاضر ہونے کی اپیل۔

۸۰۔۸۱/ یہ دونوں خط فقیہ اعظم کی طرف سے ایڈوکیٹ سید ریاض الدین صاحب کے نام لکھے گئے ہیں۔

پہلے خط میں چاندہ میٹا ضلع چھندواڑہ میں جامعہ کی شاخ کے سلسلے میں کسی مسئلے کی قدرے تفصیل ہے۔

اور دوسرے خط میں ایک عزیز کے خط کی وصول یابی اور اسے وکیل صاحب کے پاس بھیجنے کا ذکر ہے۔ نیز دختر نیک اختر جنابہ شاہدہ صاحبہ کی علالت و صحت کی خبر اور دعا و سلام تحریر ہے۔

بیاسیواں خط وکیل صاحب کی طرف سے ہے۔ خط میں جنابہ شاہدہ صاحبہ کی صحت

یابی پر اظہار اطمینان اور شفا و صحت کی دعا تحریر ہے۔ نیز اندور جانے نہ جانے کا ذکر، بھینس کی خریداری اور اس کا دودھ پیش کیے جانے کی اطلاع درج ہے۔

تراسیواں خط آپ کی صاحب زادی طاہرہ بیگم کی طرف سے ہے۔ خط میں سسرال سے میکے آنے کی تفصیل، بچوں کی ناسازی طبیعت اور دیگر خانگی باتوں سے متعلق تفصیل درج ہے۔

چوراسیواں خط دار العلوم شاہ عالم اہل سنت و جماعت حیدرآباد کی طرف سے ہے۔ خط میں کسی استفتا کا ذکر ہے، جسے جواب کے لیے مفتی عزیز الرحمن صاحب کے حوالے کر دیا گیا ہے۔

کتاب کا دوسرا حصہ، ادارہ جامعہ عربیہ کے درسگاہی و انتظامی امور اور منتظمین و مدرسین کے مابین داخلی تنازعات سے متعلقہ تحریرات و گزارشات پر مشتمل ہے۔

اس دوسرے حصے میں اساتذہ جامعہ، طلبہ۔ اور جامعہ سے وابستہ حضرات کے نام جامعہ کے داخلی معاملات سے متعلق فقیہ اعظم کے ۲۷/ مراسلات ہیں۔

یہ تمام مراسلات جامعہ کے داخلی معاملات، درسگاہ ،نظام تعلیم اور مدرسین و طلبہ کے مطالبات کے حوالے سے ہیں۔

اس کے علاوہ جامعہ کے اندرونی و داخلی تنازعات اور درسگاہی معاملات سے متعلق درج ذیل مدرسین علما اور طلبہ کی تحریریں ہیں۔

اساتذہ جامعہ کے ۷/ مراسلات ہیں، جو اراکین کمیٹی اور فقیہ اعظم کے نام ہیں۔

علاوہ ازیں فقیہ اعظم کے نام مفتی مجیب اشرف کے ۹/ مفتی غلام محمد خاں کے ۶/ مولانا عبد الجلیل نعیمی کے ۷/ مولانا عبد الحفیظ کے ۲/ مولانا سہیل نعیمی کے ۲/ مولانا شبیر احمد کا ایک مولانا سید محمد حسینی کا ایک / مولانا عبد الرشید کوٹپاڑی کا ایک / صوفی غلام حبیب اللہ کا ایک / مولانا اسرائیل کا ایک / مولانا شفیع احمد کا ایک / مولانا شریف خاں کا ایک / مولانا اکرام اللہ خاں کا ایک / سید محمد حنیف کا ایک / سید احمد علی کا ایک / احمد مستری کا ایک / عثمان بھائی مینیجر کا ایک مراسلہ ہے۔

اس طرح فقیہ اعظم اور اراکین کمیٹی کے نام مدرسین وطلبا وغیرہ کے ۴۶؍ مراسلات ہیں۔

علاوہ ازیں اساتذہ جامعہ کے استعفا سے متعلق ایک تحریر منیر حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی بھی شامل ہے۔

بالجملہ دونوں حصوں میں ایک سو چھپن (۱۵۶) مکتوبات و مراسلات درج ہیں۔

مکتوب نگار حضرات کا تعارف

اب ہم اکثر مکتوب نگار حضرات کا باعتبار سن ولادت سوانحی خاکہ پیش کر رہے ہیں۔ کچھ حضرات کے بارے میں کوشش کے باوجود معلومات حاصل نہ ہوسکی، جس کا افسوس ہے، اور کچھ حضرات کا بس قدرے تعارف حاصل ہوا جسے پیش کردیا گیا ہے۔

احباب اگلے صفحے سے ملاحظہ کریں:

امیر ملت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری

امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ بن سید کریم شاہ ۱۸۳۴ء علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ پنجاب میں پیدا ہوئے۔

کم عمری میں قرآن پاک کا حفظ مکمل فرمالیا تھا۔درس نظامی کی تکمیل بھی فرمائی۔دنیوی تعلیم بھی حاصل کی۔علوم مروجہ خاص کر علم حدیث میں زبردست عبور حاصل تھا۔دس ہزار احادیث صیحہ مع اسناد آپ کو یاد تھیں۔

ابتدا میں اورینٹل کالج لاہور میں تدریسی خدمت پر مامور ہوئے بعد میں والد گرامی کے حکم کی تعمیل میں دنیاداری ترک فرماکر دینی خدمات کی طرف اپنی مکمل توجہ مبذول فرمائی۔اور تاحیات مذہبی، مسلکی، مشربی، قومی اور سیاسی خدمات انجام دیتے رہے۔تحریک شدہی کے دوران ملک میں لگ بھگ نوسو (۹۰۰) چھوٹے بڑے مدرسے قائم فرمائے۔انجمن خدام الصوفیہ اور دیگر کئی اہم انجمنوں کی بنیاد ڈالی۔بہت سی تحریکات وتنظیمات میں بحیثیت سرپرست حصہ لیا۔تحریک سنی کانفرنس میں خصوصی طور پر شریک رہے۔ الفقیہ وغیرہ اخبارات ورسائل کی سرپرستی فرمائی۔ حضرت بابا فقیر محمد چوراہی نقشبندی سے مرید ہوئے۔

صوفیانہ مزاج رکھتے تھے۔آپ کے ہاتھوں پر سیکڑوں غیر مسلموں نے کلمہ پڑھ کر مذہب اسلام قبول کیا۔ملک وبیرون ملک مذہب ومسلک کی خوب خوب ترویج واشاعت فرمائی۔۲۶۔۲۷/ذیقعدہ ۱۳۷۰ھ مطابق ۳۰۔۳۱/اگست ۱۹۵۱ء جمعرات اور جمعہ کی شب میں آپ نے وصال فرمایا۔

نواب مرزا یار جنگ بہادر مولوی سمیع اللہ بیگ

آپ کی پیدائش ۱۸۷۵ء کو لکھنؤ کے قصبہ امیٹھی میں ہوئی۔ابتدا میں دینی تعلیم حاصل کی۔اور اس کے بعد دنیاوی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے۔گورنمنٹ ہائی اسکول بانس بریلی میں آپ نے انگریزی تعلیم حاصل کی اور ۱۸۹۰ء میں انٹرنس کے امتحان میں کامیاب ہوئے۔اس کے بعد لکھنؤ کے کرسچن کالج میں ایف،اے جماعت میں داخلہ لیا اور ۱۸۹۲ء

میں کورس مکمل کیا۔ اور پھر کینگ کالج سے ۱۸۹۴ء میں بی اے کیا۔ اور یہیں سے ایم اے کرنے لگے ساتھ ہی وکالت کی تعلیم بھی شروع کردی۔

تعلیم ہی کے سلسلے میں ۱۹۱۲ء میں آپ نے ولایت کا سفر کیا۔ اور پھر ۱۹۱۶ء میں کونسل میں ملازم ہوئے۔ ڈیڑھ سال تک ملازمت کی اور پھر واپس ہندوستان آگئے۔ ملک کے سیاسی معاملات میں دخل انداز ہوئے اور خوب حصہ لیا۔ اور بیسویں صدی کی دوسری دہائی میں حیدرآباد پہنچ گئے۔ اور ہائی کورٹ حیدرآباد کے میر مجلس کے عہدے پر فائز ہوئے۔

نواب حیدرآباد سے ”مرزا یار جنگ“ کا خطاب حاصل ہوا۔ غالباً ۱۹۴۴ء سے ۱۹۴۸ء کے درمیان وفات پائی۔

مولانا ابوالسلم محمد اسلم فرنگی محلی

آپ کی پیدائش ۴؍ ربیع الاول ۱۲۹۷ھ ؍ فروری ۱۸۸۰ء میں ہوئی۔ لکھنؤ فرنگی محل سے آپ کا تعلق ہے۔ بحر العلوم ملا عبد العلی فرنگی محلی لکھنوی کے نبیرہ ہیں۔ آپ کا شجرہ نسب ان تک اس طرح پہنچتا ہے:

ملا محمد اسلم بن ملا محمد اکرم بن ملا عبد الحکیم بن ملا محمد عبد الرب بن بحر العلوم ملا عبد العلی فرنگی محلی۔

ابتدائی کتابیں والد گرامی اور اپنے جد امجد سے پڑھیں۔ درس نظامی کی متوسطات تک کتابیں اپنے ماموں ملا عبد المجید اور مولانا عبد الحمید سے اور بقیہ کتابیں خاص کر کتب حدیث رامپور میں مولانا محمد شاہ رامپوری اور مولانا شعیب الدین کے پاس رہ کر مکمل کیں۔ پھر لکھنؤ میں درس و تدریس، تصنیف و تالیف میں مشغول ہوکر تاحیات خدمت دین کرتے رہے۔

درجن بھر کتابیں تصنیف فرمائیں۔ دو بار حج و زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ دو شادیاں کیں۔ پہلی شادی مولانا قیام الدین بن حافظ وجیہ الدین کاکوروی کی صاحب زادی سے ہوئی۔ ان سے ایک بیٹا ہوا اور اسی بیٹے کی پیدائش کے وقت بیوی کا انتقال ہوگیا۔ اور بعد میں بیٹے کا بھی انتقال ہوگیا۔ دوسرا نکاح مولانا افضل الدین بن مولوی شیخ امیر الدین کاکوروی کی صاحب زادی سے ہوا جن سے ایک بیٹی اور چھ بیٹے تولد ہوئے۔

صدر الافاضل حضور سید محمد نعیم الدین قادری جلالی مراد آبادی

فقیہ اعظم کے استاد گرامی حضور صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین قادری جلالی محدث مراد آبادی، تغمدہ اللہ الھادی۔

۲۱؍ صفر المظفر ۱۳۰۰ھ۔ یکم جنوری ۱۸۸۳ء بروز دوشنبہ مبارکہ کو آپ کی ولادت ہوئی۔ ۱۳۰۴ھ میں رسم بسملہ ہوئی۔ ۱۳۰۸ھ میں حفظ قرآن مکمل فرمایا۔ فضیلت و افتا کی تکمیل ۱۳۲۰ھ۔ ۱۹۰۲ء۔ میں ہوئی۔

اساتذہ کرام میں یہ نام مشہور ہیں۔

والد گرامی علامہ سید معین الدین نزہتؔ۔ علامہ محمد گل جلال آبادی۔ مولانا ابو الفضل فضل احمد۔ حافظ سید نبیہ حسین۔ حافظ حفیظ اللہ خاں۔ حافظ انعام اللہ۔ علیہم الرحمۃ والرضوان۔

آپ کا سلسلہ سند علامہ محمد گل خاں کابلی کے توسط سے علامہ طحطاوی و شرقاوی وغیرہما عرب کے جید علما سے مربوط ہے۔

استاد گرامی علامہ محمد گل خاں جلال آبادی علیہ الرحمۃ سے شرف اجازت و خلافت حاصل ہوئی۔ علاوہ ازیں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت اور حضور اشرفی میاں قدس سرہما سے بھی اجازت و خلافت حاصل ہے۔ ۱۳۲۲ھ۔ میں نکاح ہوا۔ ۱۹۰۲ء سے تدریسی آغاز۔ مدرسہ طبیہ مراد آباد میں طب کی تدریس کے ساتھ مکان میں درس نظامی کی تدریس بھی شروع فرمائی۔ ۱۹۱۱ء میں کرایے کے مکان میں درس گاہ منتقل ہوگئی اور پھر ۱۹۲۱ء میں جامعہ نعیمیہ میں مدرسہ منتقل ہوگیا۔ جہاں آپ نے تاحیات تدریسی خدمات انجام دیں۔

دو مرتبہ حج و زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ پہلی بار ۱۳۵۴ھ۔ ۱۹۳۶ء۔ دوسری مرتبہ ۱۳۵۷ھ۔ ۱۹۳۹ء۔

شہرت یافتہ تلامذہ:۔

تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی، علامہ عبد العزیز خان فتح پوری، حکیم الامت احمد یار خاں نعیمی، مجاہد ملت، علامہ حبیب الرحمٰن نعیمی، صدر العلماء علامہ غلام جیلانی میرٹھی، حافظ ملت علامہ عبد العزیز مراد آبادی، قاضی شمس الدین جونپوری، مفتی رفاقت حسین کانپوری، مفتی

یونس نعیمی، مفتی غلام معین الدین نعیمی، مفتی عبد الرشید نعیمی فتح پوری، سرکار کلاں سید مختار اشرف کچھوچھوی۔ مجاہد دوراں سید مظفر حسین کچھوچھوی۔ ابو الحسنات علامہ سید محمد احمد نعیمی، مفتی حبیب اللہ نعیمی۔ وغیرہم۔

لگ بھگ تیس کتابیں تصنیف فرمائیں۔ جن کے نام یہ ہیں۔

خزائن العرفان فی تفسیر القرآن۔ الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ۔ فیضان رحمت بعد ازدعاے برکت۔ مختصر الاصول یعنی اصول حدیث۔ تسکین الذاکرین وتنبیہ المنکَرین۔ فرائد النور فی جرائد القبور۔ احقاق حق۔ ترک الموالات عن جمیع الکفرۃ واھل الضلالات۔ اسواط العذاب علے قوامع القباب۔ سوانح کربلا۔ اسلام اور ہندوستان۔ اطیب البیان فی ردتقویۃ الایمان۔ التحقیقات لدفع التلبیسات۔ کشف الحجاب عن مسائل ایصال ثواب۔ زاد الحرمین۔ آداب الاخیار فی تعظیم الآثار۔ ہدایت کاملہ برقنوت نازلہ۔ العقائد۔ القول السدید فی مسائل الختم ومعانقۃ العید۔ ثبت نعیمی۔ نعیم ادب۔ تعلیقات بخاری۔ حاشیہ میر ایساغوجی۔ ریاض نعیم (مجموعہ کلام) شرح شرح مائۃ عامل۔ احسن الکلام فی استحباب عمل المولد والقیام۔ گلبن غریب نواز۔ پراچین کال۔ فن سپاہ گری۔ شرح قطبی۔

ساٹھ سے زیادہ مقالات ومضامین تحریر فرمائے۔

۱۳۲۰ھ سے آخر عمر تک فتوی نویسی فرماتے رہے۔ ”فتاوی صدر الافاضل“ آپ کے چند فتاوی کا مجموعہ ہے۔

مشہور ہندو پنڈتوں، آریہ سماجیوں، نجدیہ ودیابنہ سے بہت سے مناظرے ومباحثے فرمائے۔ ملک وبیرون ملک سیکڑوں جلسوں، کانفرسوں میں شرکت وخطابت فرمائی۔

آل انڈیا سنی کانفرنس، الجمیعۃ العالیہ۔ تحریک خلافت، تحریک موالات، تحریک کھدر، تحریک شدھی، تحریک التواے حج، وغیرہم، تحریکات میں نمایاں خدمات انجام دی۔

عربی، فارسی اردو تینوں زبانوں میں حمدیہ، نعتیہ، غزلیہ کلام لکھا۔ چند کلاموں کا مجموعہ بنام ”ریاض نعیم“ عام ہے۔

۱۸/ ذو الحجۃ المکرمۃ ۱۳۶۷ھ مطابق ۲۳/ اکتوبر ۱۹۴۸ء۔ رات ساڑھے بارہ بجے وصال

ہوا۔ تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں مسجد کی بائیں جانب مزار پاک ہے۔

مفتی اعظم دہلی علامہ مظہر اللہ دہلوی

۱۵؍رجب المرجب ۱۳۰۳ھ ۲۱؍اپریل ۱۸۸۶ء بروز بدھ، دہلی میں آپ کی ولادت ہوئی۔ چار سال کی عمر میں آپ کے والد گرامی مولانا محمد سعید دہلوی کا وصال ہوگیا آپ کے دادا گرامی مفتی محمد مسعود شاہ نے آپ کی پرورش و تربیت فرمائی۔ چھ سال کی عمر میں دادا گرامی کے انتقال کے بعد عم محترم مولانا عبد المجید کی زیر تربیت رہے۔ حافظ و قاری حبیب اللہ امام مسجد کپی والا، کے پاس حفظ قرآن اور تجوید و قراءت کی تعلیم حاصل کی۔

مولانا حکیم عبد المجید جو آپ کے سوتیلے چچا تھے ان سے درس نظامی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں اور مولانا عبد الکریم امام و خطیب مسجد تیلی داڑہ دہلی کے پاس درس نظامی کی مابقی تعلیم مکمل کی۔ ان کے علاوہ ملک کی کئی مقتدر و مشہور شخصیات سے مروجہ و غیر مروجہ بہت سے علوم و فنون سیکھے۔ فتحپوری دہلی کی مشہور جامع مسجد میں امامت کے منصب پر فائز ہوئے۔

درس و تدریس اور افتا نویسی کے ساتھ تا حیات تبلیغ و خطابت، تصنیف و تالیف کی خدمات انجام دیتے رہے۔ سید شاہ صادق علی حسنی الحسینی نقشبندی سے مرید تھے اور ان کے مجاز و خلیفہ بھی۔ خانقاہی مزاج رکھتے تھے ملک و بیرون ملک بہت سے افراد حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ درجن بھر کتابیں تصنیف فرمائیں۔ بدمذہبوں کی ریشہ دوانیوں کے سدباب میں اہم کردار ادا کیا۔

۱۴؍شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۸؍نومبر ۱۹۶۶ء دوشنبہ کے دن دہلی میں وفات پائی۔ جامع مسجد فتحپوری دہلی میں صحن کے مشرقی جانب آپ کا مزار ہے۔

دیوان سید آل رسول علی خان سجادہ نشین اجمیر شریف

ضلع گڑگاؤں میں ۱۸۹۳ء میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ اپنے والد ماجد خواجہ سید خورسند علی المعروف بہ ”پیر جی“ اور مولانا عبد المجید سے اکتساب علم کیا۔ والد ماجد ہی سے بیعت

ہوئے اور انہیں سے خلافت و اجازت حاصل ہوئی۔ اس کے علاوہ بسی شریف کے میاں علی محمد خان چشتی نظامی سے بھی اجازت و خلافت حاصل تھی۔

اجمیر شریف کے سجادہ نشین سید شرف الدین چشتی چوں کہ لا ولد فوت ہوئے اس لیے ان کے انتقال کے بعد ۱۹۲۲ء میں آپ مسند سجادگی پر فائز ہوئے۔ اور ۱۹۴۷ء تک اس عہدے پر قائم رہے۔ اور پھر بٹوارے کے بعد آپ پاکستان چلے گئے۔ پہلے سرگودھا اور پھر پشاور میں اقامت اختیار کی۔ قیام اجمیر کے دوران آپ اعزازی مجسٹریت اور وزیٹر سنٹرل جیل بھی رہے۔ آپ تاحیات خدمت خلق کا فریضہ انجام دیتے رہے۔

۸/ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ/ ۹/ جون ۱۹۷۳ء کو آپ کا انتقال ہوا۔ پشاور کے قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ اور پھر ۱۹۴۴ء کو آپ کا تابوت، راماں تحصیل فتح جنگ ضلع اٹک کے قبرستان میں منتقل کر دیا گیا۔

برہان ملت علامہ محمد عبد الباقی برہان الحق جبل پوری

۲۱/ ربیع الاول ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۳/ اکتوبر ۱۸۹۴ء جمعرات کے دن بعد نماز فجر آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ کا اسم گرامی محمد عبد الباقی تجویز کیا گیا، لیکن امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے عطا کردہ خطاب ''برہان الحق'' نے علم کی حیثیت حاصل کی اور اسی سے آپ نے شہرت پائی۔ برہان ملت، برہان الدین، برہان السنۃ، یہ آپ کے القاب ہیں۔ جن میں برہان ملت زیادہ مشہور ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلے خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ ۲۱/ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ میں آپ کی رسم بسملہ ادا کی گئی۔ ابتدائی کتابوں سے لے کر درس نظامی کی تکمیل تک مکمل تعلیم والد ماجد، خلیفہ اعلیٰ حضرت عید الاسلام علامہ عبد السلام جبل پوری اور اپنے چچا حافظ بشیر الدین سے حاصل کی۔

شوال المکرم ۱۳۳۲ھ میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اور امام اہل سنت کی بارگاہ سے تین سال تک فقہ و افتا اور دیگر علوم و فنون میں مہارت حاصل کی۔ اور خوب کسب علم و اکتساب فیض فرمایا۔ امام اہل سنت سے مرید ہوئے

اور ۲۶/ جمادی الاخریٰ ۱۳۴۳ھ کو جبل پور عید گاہ کلاں کے جلسہ عام میں اعلیٰ حضرت نے آپ کو ۴۵/ علوم اور ۱۱/ سلسلوں کا مجاز و ماذون فرمایا۔ آپ نے درس و تدریس کے علاوہ بہت سے فتاوی اور کتابیں تحریر فرمائیں۔ مذہبی و مسلکی کی سرگرمیوں میں خوب حصہ لیا۔ ملک کی مشہور تنظیمات و تحریکات میں شامل رہے۔ تاحیات احقاق حق و ابطال باطل کا فریضہ سر انجام دیا۔ سیکڑوں تلامذہ پیدا کیے۔ لاکھوں مرید اور بیسیوں خلفا بنائے۔ چار صاحب زادے اور چار صاحب زادیاں چھوڑیں۔ اعلیٰ حضرت کے خاندان سے باہر آپ کے والد اعلیٰ حضرت کے پہلے خلیفہ اور آپ آخری خلیفہ تھے۔

آپ کا وصال ۲۶/ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ ۲۰/ دسمبر ۱۹۸۴ء شب جمعہ سوا چھ بجے ہوا۔ خانقاہ سلامیہ جبل پور مدھیہ پردیش میں آپ کی تدفین ہوئی۔

محدث اعظم ہند کچھوچھوی

سید محمد احمد بن مولانا سید نذر اشرف الملقب بہ محدث اعظم ہند ۱۵/ ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۴ء بروز بدھ قصبہ جائس ضلع بریلی میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی سے ابتدائی تعلیم حاصل کی، مدرسہ نظامیہ فرنگی محل لکھنؤ سے فضیلت کی تکمیل فرمائی۔ حضور محدث سورتی کی بارگاہ سے علم حدیث حاصل کیا۔ فن فتوی نویسی امام اہل سنت اعلیٰ حضرت محدث بریلوی قدس سرہ کی بارگاہ میں رہ کر حاصل کیا۔ اساتذہ میں علامہ عبد الباری فرنگی محل، علامہ لطف اللہ علی گڑھی، حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، علامہ عبد المقتدر قادری بدایونی، علامہ وصی احمد محدث سورتی، کے اسمائے مبارکہ مشہور ہیں۔

حضرت ابو المحمود سید شاہ احمد اشرف کچھوچھوی سے بیعت ہوئے۔ مذہبی، سیاسی، ملی اور سماجی میدان میں بہت سی نمایاں خدمات انجام دیں۔ تحریک شدھی، تحریک التوائے حج، وغیرہ میں خوب حصہ لیا۔ ملک و بیرون ملک بہت سے تبلیغی دورے فرمائے۔

پچاس کے قریب کتابیں یادگار چھوڑیں۔ آخری ایام میں علیل ہوگئے۔ لکھنؤ اسپتال میں زیر علاج رہے اور آخر ۲۵/ دسمبر ۱۹۶۱ء کو وصال ہوا۔ جنازہ لکھنؤ سے کچھوچھہ لایا گیا

اور سرکار کلاں سید مختار اشرف کچھوچھوی نے نماز جنازہ پڑھائی اور وہیں کچھوچھہ شریف خانقاہ اشرفیہ میں تدفین ہوئی۔

حافظ ملت علامہ عبدالعزیز مبارکپوری

حافظ ملت حضرت علامہ عبدالعزیز محدث مبارک پوری، قصبہ بھوج پور مرادآباد میں ۱۸۹۴ء دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے۔ 1915ء میں تکمیل حفظ قرآن فرمایا۔ جامعہ نعیمیہ مرادآباد، مدرسہ معینیہ اجمیر شریف اور منظر اسلام میں تعلیم حاصل کی۔ اور ۱۹۳۲ء میں منظر اسلام میں دستار بندی ہوئی۔

حضور اشرفی میاں سے بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ صدرالشریعہ کے حکم سے مبارک پور مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ بعدہ مدرسے کی تعمیر جدید کے ذریعہ مدرسہ کو فروغ دیا۔ مذہبی و مسلکی سرگرمیوں میں خوب حصہ لیا۔ چند اہم کتابیں تحریر فرمائیں۔ بہت سے علما و فضلا یادگار چھوڑے۔ یکم جمادی الاخریٰ ۱۳۹۶ھ مطابق ۳۱/ مئی ۱۹۷۶ء دوشنبہ کو وصال فرما گئے۔

مفتی اعظم پاکستان ابوالبرکات سید احمد نعیمی

آپ کی پیدائش الور شہر میں ۱۳۱۶ھ میں ہوئی۔ مقامی مکتب میں قرآن شریف وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔ بعدہ، والد گرامی، خلیفہ اعلیٰ حضرت علامہ دیدار علی شاہ الوری علیہ الرحمۃ سے اردو، فارسی وغیرہ درس نظامی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ پھر جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں داخل ہوکر علوم مروجہ کی تکمیل فرمائی۔ ۲۰/ شعبان المعظم ۱۳۳۷ھ مطابق ۲۰/ مئی ۱۹۱۹ء میں جامعہ نعیمیہ سے ہی دستار و سند فضیلت حاصل کی۔ اس کے بعد خصوصی طور پر علم حدیث اپنے والد گرامی سے پڑھا۔ اساتذہ میں والد گرامی کے علاوہ خاص کر صدر الافاضل قدس سرہ کی ذات گرامی قابل ذکر ہے۔

بعد فراغت آگرہ کی جامع مسجد میں مفتی و واعظ مقرر ہوئے۔ ۱۳۴۲ھ مطابق ۱۹۲۳ء میں جامع مسجد حضرت داتا گنج بخش لاہور پہنچ گئے۔ حضور اشرفی میاں سے شرف بیعت

وتمغہ خلافت حاصل ہوا۔امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے بھی شرف اجازت وخلافت حاصل کیا۔۱۳۵۴ھ/۱۹۳۶ء میں حج وزیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ مذہبی ومسلکی تحریکات خاص کر سنی کانفرنس میں خاص طور پر شریک رہے ۔۱۳۴۳ھ/ ۱۹۲۴ء میں مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور کی بنیاد ڈالی۔سنی کانفرنس اور دیگر دینی ومذہبی تحریکات میں خوب حصہ لیا۔مفتی اعظم پاکستان کے لقب سے مشہور ہوئے۔

۲۰/شوال ۱۳۹۸ھ مطابق ۲۴/ستمبر ۱۹۷۸ء اتوار کے دن آپ نے وصال فرمایا۔ حزب الاحناف کی نئی عمارت گنج بخش روڈ،لاہور (پاکستان) میں مدفون ہوئے۔

شیخ النحو والصرف علامہ عبدالعزیز نعیمی فتح پوری

حضرت علامہ عبدالعزیز خان نعیمی کی ولادت اپنے آبائی وطن فتح پور ہسوہ میں ۱۹۰۰ء میں ہوئی۔آپ صاحب تسہیل المصادر مفتی عبدالرشید نعیمی کے بڑے بھائی ہیں اور ان سے پانچ سال بڑے ہیں ۔ دینی ودنیاوی ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی ۔درس نظامی کی ابتدائی عربی وفارسی کتابیں علامہ قطب الدین برہمچاری سے پڑھیں ۔اوراس کے بعد جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں داخل ہوگئے ۔یہیں سے فراغت ہوئی۔جامعہ نعیمیہ اور ملک کی دیگر مشہور درس گاہوں میں تدریسی خدمات انجام دیں ۔ حضور اشرفی میاں سے مرید ہوئے۔اورآپ سے شرف اجازت وخلافت بھی حاصل کیا۔علاوہ ازیں حضور مفتی اعظم ہند سے بھی سند اجازت وخلافت حاصل ہوئی۔

امام النحو علامہ غلام جیلانی میرٹھی،حافظ ملت، مجاہد ملت، قاضی شمس الدین جونپوری صاحب قانون شریعت وغیرہ علماے مشاہیر آپ کے مخصوص شاگردوں میں ہیں۔۱۹۶۱ء میں اپنے آبائی وطن فتح پور میں مستقل سکونت اختیار کی۔اوروہیں ایک مدرسہ عربیہ میں پڑھانا شروع کیا۔اورآخروقت تک سلسلہ تدریس جاری رکھا۔تدریسی مصروفیات کے سبب تصنیف وتالیف کی طرف خاص توجہ ملتفت نہ ہوئی پھر بھی درج ذیل کتابیں تحریر فرمائیں۔

(۱)زیارت قبور (۲)عطیہ جامعہ (۳)احکام عقیقہ وختنہ (۴)اعمال عزیز۔

۱۱/رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ مطابق ۸/جون ۱۹۸۴ء جمعہ مبارکہ کے دن گیارہ بج

کر ۵۵۔منٹ پر آپ کا وصال ہوا۔فتح پور ہسوہ ہی میں آپ کا مزار شریف ہے جو آج بھی مخلوق پر فیض افشانی کر رہا ہے۔

مولانا سید محمد بادشاہ حسینی

قاضی پورہ حیدر آباد میں ۱۷/ ذیقعدہ ۱۳۱۷ھ مطابق مارچ ۱۹۰۰ء کو آپ کی پیدائش ہوئی۔ابتدائی تعلیم ۱۳/ سال کی عمر تک والد گرامی حضرت مولانا حافظ سید شاہ محمد عمر حسینی قادری خلیق علیہ الرحمۃ سے حاصل کی اس کے بعد جامعہ نظامیہ میں داخل ہو کر درس نظامی کی تعلیم مکمل کی۔حیدر آباد کی مشہور مکہ مسجد میں طویل مدت تک وعظ و خطابت کی خدمت سرانجام دی۔ہر سال محرم الحرام کی پہلی تاریخ سے دس تاریخ تک عاشورہ کی مجالس، یکم ربیع الاول سے ۱۲/ ربیع الاول تک میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محافل، یکم ربیع الغوث سے گیارہ تک جلسوں میں آپ کے خصوصی خطابات ہوتے تھے۔تاحیات مذہبی وملی خدمات انجام دیں اور ۱۷/ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ / اگست ۱۹۶۴ء کو آپ کا وصال ہوا۔قادری چمن فلک نما قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔

مفتی محمد یونس نعیمی سنبھلی

مفتی محمد یونس نعیمی سابق مہتمم جامعہ نعیمیہ مراد آباد، ۱۹۰۱ء میں محلہ دیپا سرائے سنبھل کے ایک دین دار گھرانے میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد گرامی ابرار حسین صاحب، حافظ قرآن، متبع شرع اور صوفی صفت شخص تھے۔اپنے والد کے حکم سے ۱۹۱۱ء میں آپ نے جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں داخلہ لیا اور ۲۲/ شعبان المعظم ۱۳۴۵ھ مطابق ۲۵/ فروری ۱۹۲۷ء بروز جمعہ دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔جامعہ ہی سے تدریسی آغاز فرمایا۔ چند سالوں بعد نائب مہتمم کے عہدے پر فائز ہوئے اور ۱۹۵۲ء میں مستقل مہتمم قرار پائے۔یوں تاحیات جامعہ نعیمیہ میں تدریس و اہتمام کے منصب پر فائز رہے۔

علاوہ ازیں ۱۹۶۳ء سے تادم حیات آپ مدرسہ اہل سنت اجمل العلوم سنبھل کے متولی و ناظم اعلیٰ بھی رہے۔دار العلوم غریب نواز غوثیہ بلاری کی سرپرستی بھی فرمائی اور دار العلوم

اشرفیہ مبارک پور کی پانچ رکنی مجلس علما کے اہم رکن بھی تھے۔

شعبان ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۸ر ستمبر ۱۹۷۳ء منگل کے دن آپ کا وصال ہوا۔

محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد خاں

ابو الفضل مفتی اعظم پاکستان علامہ سردار احمد بن چودھری میراں بخش دیال گڑھ ضلع گورداس پور میں ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۰۴ء میں پیدا ہوئے۔ اسلامیہ ہائی اسکول، بٹالہ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ لاہور میں f.a کے امتحانات کی تیاری کے لیے پہنچے مگر مرکزی انجمن حزب الاحناف، لاہور کے زیر اہتمام ایک جلسہ میں شرکت کی تو وہاں حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان قدس سرہ کا دیدار کیا تو اس قدر متاثر ہوئے کہ انگریزی تعلیم چھوڑ کر بریلی شریف آگئے اور یہاں رہ کر حضور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان اور حضور مفتی اعظم ہند مصطفی رضا خان نوری سے اکتساب فیض کیا، مدرسہ معینیہ میں صدر الشریعہ سے علم دین حاصل کیا۔ مدارس اسلامیہ منظر اسلام اور مظہر اسلام میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ علماے وہابیہ ودیابنہ سے مناظرے بھی کیے۔ بہت سے نام وَر تلامذہ چھوڑے، چند اہم کتابیں تصنیف فرمائیں، تبلیغی میدان میں نمایاں کارنامے انجام دیے۔

قیام پاکستان کے بعد پاکستان چلے گئے، وزیر آباد اور سارو کی میں کچھ عرصہ گزارا، پھر لائل پور تشریف لے گئے اور وہاں مدرسہ جامعہ رضویہ مظہر الاسلام قائم کیا اور درسِ حدیث میں مصروف ہو گئے۔ ۱۹۴۵ء اور ۱۹۵۶ء میں دو بار سفر حج کیا۔

یکم شعبان ۱۳۸۲ھ ۲۹ر دسمبر ۱۹۵۱ء جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب کو کراچی میں وفات پائی، شاہین ایکسپریس کے ذریعہ جسدِ مبارک لائل پور لایا گیا۔ سنی رضوی جامع مسجد لائل پور میں تدفین ہوئی۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی بدایونی

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں بن محمد یار خاں، نعیمی قدس سرہ شوال ۱۳۲۴ھ مطابق ۱۹۰۶ء کو مدینۃ الاولیاء بدایوں شریف کے قصبہ اجھیانی محلہ قلعہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم

وہیں حاصل کی۔اس کے بعد بدایوں شریف، مینڈھو علی گڑھ، مرادآباد، میرٹھ وغیرہ مختلف مدارس میں رہ کر درس نظامی کی تعلیم مکمل فرمائی۔ جامعہ نعیمیہ مرادآباد کے اسمائے فارغین کے رجسٹر کے مطابق ۱۳۴۵ھ میں آپ کی جامعہ نعیمیہ سے فضیلت سے فراغت ہوئی۔ فراغت کے بعد جامعہ نعیمیہ کے علاوہ ہندوپاک کے کئی مدارس میں تدریسی خدمات انجام دی۔

بدمذہبوں، غیر مسلموں سے بہت سے کامیاب مناظرے فرمائے۔پچاس سے زیادہ علمی و تحقیقی کتابیں تصنیف فرمائیں، جن میں سے جاء الحق، رسائل نعیمیہ، تفسیر نعیمی، شان حبیب الرحمن اور مراۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، کو خاصی شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی۔ صدرالافاضل سے شرف بیعت اور خصوصی شرف تلمذ حاصل کیا۔

۳/رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ مطابق ۲۴/اکتوبر ۱۹۷۱ء کو لاہور پاکستان کے ”میو اسپتال“ میں وصال فرمایا۔

مفتی اعظم علامہ سید ابوالبرکات احمد نعیمی نے نماز جنازہ ادا فرمائی۔ گجرات پنجاب میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

مفتی اہل حسن نعیمی سنبھلی

۲۰/جمادی الثانی ۱۳۲۵ھ مطابق یکم اگست ۱۹۰۷ء جمعرات کے دن سنبھل کے محلہ دیپاسرائے میں شیخ محمد حسین کے یہاں آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ کے آباواجداد حضرت سید سالار مسعود غازی قدس سرہ کے ساتھ سنبھل آئے تھے اور یہیں کے ہو کے رہ گئے۔ مذہبی تعلیم مقامی مکتب میں حاصل کرتے ہوئے دنیاوی تعلیم بھی حاصل کرتے رہے اور اچھی پوزیشن میں مڈل پاس کرلیا۔ سرکاری ٹیچرس کی نوکری کے لیے کوشش کی۔ البتہ دو سال عمر کم ہونے کے سبب نوکری نہیں ملی۔

اسی دوران آپ نے اجمل العلماء مفتی اجمل حسین نعیمی سنبھلی کی بارگاہ میں رہ کر درس نظامی کی تعلیم شروع کردی۔ نحو، صرف، منطق اور ادب کی ابتدائی کتابیں اجمل العلماء سے پڑھیں۔اور پھر جامعہ نعیمیہ میں درس نظامی کی تکمیل فرمائی۔

جامع اشرف کچھوچھہ شریف، دارالعلوم نقشبندیہ علی پور شریف جامعہ عربیہ ناگپور، جامعہ نعیمیہ مرادآباد، دارالعلوم شاہ عالم احمد آباد اور اجمل العلوم سنبھل، اہل سنت کے ان مشہور مدارس میں ۲۹/ سال تک تدریسی خدمات انجام دیں۔ بدمذہبوں سے بہت سے مناظرے کیے۔ حضرت سید احمد اشرف جیلانی کچھوچھوی سے بیعت ہوئے۔ ۱۹۷۴ء میں زیارت حرمین شریفین کے لیے تشریف لے گئے۔ بہت سے فتاوی اور چند کتابیں تحریر فرمائیں۔ شاعری کا بھی شوق تھا حسن تخلص تھا۔ مذہبی وملی معاملات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ بہت سے نامور تلامذہ یادگار چھوڑے۔

۷/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۴ھ ۸/ جولائی ۲۰۰۳ء کو آپ کا وصال ہوا۔ اور سنبھل کی سرزمین پر ہی تدفین عمل میں آئی۔

مفتی عبدالحفیظ خان ناگپوری

فقیہ اعظم کے چھوٹے بھائی ہیں۔ آپ کی پیدائش آبائی وطن فتح پور ہسوہ میں ۱۹۰۸ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم برادر اکبر حضرت مفتی عبدالعزیز خان نعیمی علیہ الرحمۃ سے حاصل کی۔

حضرت سید شاہ نجم الدین کے یہاں حفظ قرآن مکمل کیا پھر مدرسہ مسکینیہ دھوراجی گجرات کے مدرسہ مسکینیہ میں داخلہ لیا اور حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی وغیرہ اساتذہ سے درس نظامی کی کتابیں پڑھیں اور فضیلت سے فراغت پائی۔ بعد فراغت درس وتدریس میں مصروف ہوگئے۔ کچھ سال کے بعد تجارت کی طرف طبیعت کا میلان ہوا تو تدریس کے ساتھ کپڑے کی تجارت کی شروع کردی لیکن چند سال بعد تجارت چھوڑ کر مستقل تدریس کی طرف متوجہ ہوگئے۔

تدریس کے ساتھ جامعہ عربیہ کے انتظامی امور بھی دیکھتے رہے۔ اسی لیے اراکین جامعہ نے آپ کو نائب متولی بنادیا۔ علاوہ ازیں جامعہ کی مجلس علما نے آپ کو مجلس شوری کا رکن منتخب کردیا۔ تاحیات دینی وعلمی خدمات انجام دیتے رہے۔

۱۹/ شوال المکرم ۱۴۲۸ھ مطابق یکم نومبر ۲۰۰۷ء کو آپ کا وصال ہوا۔ مدرسہ مدینۃ

العلوم اشوکا گارڈن بھوپال میں تدفین عمل میں آئی۔

سرکار کلاں مختار اشرف نعیمی کچھوچھوی

حضرت سید محمد مختار اشرف بن مولانا ابو محمود سید شاہ احمد اشرف اشرفی کچھوچھوی کی ولادت ۲۶/ جمادی الآخرۃ ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۲/ مئی ۱۹۱۴ء بدھ کے دن ہوئی۔ تاریخی نام بمطابق سن ہجری ۱۳۳۳ ''محمد مختار'' اور بمطابق سن عیسوی ۱۹۱۴ ''محمد مختار اشرف'' تجویز ہوا۔ سرکار کلاں کے لقب سے شہرت پائی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہی کی۔ اور پھر مولانا عماد الدین سنبھلی اور مولانا عبد الرشید نعیمی سے درس نظامی کی میزان سے شرح وقایہ تک کی کتابیں پڑھیں۔ جامعہ نعیمیہ میں بھی تحصیل علم فرمایا۔ ۱۳۵۵ھ میں جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف میں دستار فضیلت ہوئی۔ جد امجد حضور اشرفی میاں قدس سرہ سے شرف بیعت حاصل ہوا۔ اور ۲۵/ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۷ھ کو جد امجد سے تمغہ خلافت پا کر جانشین مقرر ہوئے۔ چار مرتبہ حج وزیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ آپ نے بہت سے تبلیغی دورے فرمائے۔

جامع اشرف اور ملک کے کئی مشہور مدارس کی سرپرستی فرمائی۔ بہت سے نامور خلفا یادگار چھوڑے۔ ۲۱/ نومبر ۱۹۹۶ء مطابق ۹/ رجب المرجب ۱۴۱۷ھ بروز جمعرات دن کے ایک بجے آپ نے وصال فرمایا۔ کچھوچھہ شریف میں بزرگوں کے مزارات کے پاس آپ کی تدفین ہوئی۔ آپ کا مزار شریف آج بھی مرجع خلاق بنا ہوا ہے۔

مفتی حبیب اللہ نعیمی

عمدۃ المحققین حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ نعیمی بن نور محمد قدس سرہ کا تعلق فتح پور ضلع بھاگل پور سے ہے۔

۱۹۱۷ء میں آپ کی ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم فتح پور میں ہی حاصل کی۔ بعدہ ۱۹۲۸ء میں مدرسہ اشرفیہ نظامیہ، فتح پور داخلہ لیا اور شرح جامی تک وہاں پڑھائی کی۔ جامعہ نعیمیہ سے درس نظامی کی تکمیل فرمائی۔ اور یہیں آخر وقت تک تدریسی خدمت انجام دی۔ بہت سے نامور تلامذہ یادگار چھوڑے۔ بے شمار فتاوی تحریر فرمائے۔ آپ کے فتاوی کی چار جلدیں

بنام ''حبیب الفتاوی'' ماضی قریب میں شائع ہوئی ہیں۔ سرکار کلاں سے شرف بیعت حاصل ہوا۔ ۸/ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۵ھ مطابق ۲۰/ مئی ۱۹۷۵ء منگل کے دن غروب آفتاب کے وقت آپ داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوگئے۔ جامعہ نعیمیہ کے صحن میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ آپ کے مخدوم زادے اور تلمیذ رشید حضرت مولانا سید اظہار اشرف کچھوچھوی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور جامعہ نعیمیہ کے اندر صدر دروازے کے قریب آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

محبوب العلماء سید محبوب اشرف کچھوچھوی

کچھوچھہ شریف میں سید مقبول اشرف کچھوچھوی کے دین دار گھرانے میں ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۹۱۹ء کو آپ کی پیدائش ہوئی۔ ابتدا سے درس نظامی تک علوم مروجہ کی تکمیل فرمائی۔ فقیہ اعظم مفتی عبد الرشید نعیمی، حضور آسی پیا اور حضور مفتی شمس الدین جونپوری علیہم الرحمۃ خصوصی اساتذہ میں شامل ہیں۔ سرکار کلاں علیہ الرحمۃ سے شرف بیعت اور تمغہ اجازت وخلافت حاصل ہوا۔ مختلف اداروں خاص کر جامعہ اشرفیہ مسعودیہ بہرائچ شریف،، دار العلوم اہل سنت اشرف نگر مدار ٹیکری جبل پور، دار العلوم اہل سنت کھتیا سرائے جونپور میں درس وتدریس، نظامت وصدارت کے فرائض سرانجام دیے۔ بہت سی دینی وعلمی خدمات انجام دیں۔ یکم ذی قعدہ ۱۴۳۱ھ ۱۰/ اکتوبر ۲۰۱۰ء کو آپ کا وصال ہوا۔

مفتی غلام محمد خان ناگپوری

۲۳/ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ / ۵/ دسمبر ۱۹۲۰ء صبح کے وقت ناگپور میں پیدائش ہوئی۔ ابتدائی دینی تعلیم مکتب میں حاصل کی اس کے بعد کانونٹ اسکول سے مڈل، اردو، ریاضی اور انگلش پڑھی۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے منشی فاضل کیا اور وہیں سے فارسی کے اساتذہ سے فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ درس نظامی کی کتابیں فقیہ اعظم کے ادارے جامعہ عربیہ ناگپور میں پڑھیں۔ اساتذہ میں امام النحو والصرف علامہ عبد العزیز نعیمی فتح پوری، فقیہ اعظم مفتی عبد الرشید نعیمی اور حضرت شاہ احمد اللہ رامپوری کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

۱۹۴۵ء میں فضیلت سے فراغت پاکر جامعہ عربیہ میں فقیہ اعظم سے ہی تربیت افتا کا شرف حاصل کیا۔ اور بعد تکمیل افتا جامعہ عربیہ میں ہی آپ کا تقرر ہوگیا۔ ۱۹۶۴ء تک آپ جامعہ عربیہ میں مسند تدریس اور شیخ الحدیث کے عہدے پر قائم رہے اس کے بعد دار العلوم امجدیہ ناگپور پہنچ گئے۔ جہاں بحیثیت شیخ الحدیث اور مفتی برسوں خدمات انجام دیں۔

۱۹۵۳ء میں اپنے استاد گرامی فقیہ اعظم کی ترغیب پر سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہ سے بیعت ہوئے۔ اور ۱۹۵۴ء میں اپنے پیرو مرشد سے تمغہ خلافت حاصل کیا۔

بہت سی مذہبی، مسلکی علمی اور تحقیقی خدمات انجام دیں۔ درجن بھر کتابیں لکھیں۔

۲۴/ محرم الحرام ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۸/ مارچ ۲۰۰۳ء شب جمعہ چار بجے دار فنا سے دار بقا کو کوچ کر گئے۔ جامعہ رضویہ ناگپور میں مدفون ہوئے۔

مجاہد دوراں سید مظفر حسین کچھوچھوی

حضور اشرفی میاں کے برادر کبیر و مرشد مجازی حضرت علامہ سید شاہ اشرف حسین کے گھر ۱۳۴۰ھ میں آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ کی عمر سات سال ہوئی تو والد ماجد کا سایہ شفقت سر سے اٹھ گیا۔ ابتدائی دور بہت تنگی و عسرت سے گزرا۔ مدرسہ اشرف العلوم کچھوچھہ شریف میں رسم بسملہ ادا کی گئی۔ ابتدائی تعلیم بھی اسی مدرسے میں اساتذہ کرام خصوصًا فقیہ اعظم مفتی عبد الرشید نعیمی سے حاصل کی۔ اور پھر اعلیٰ تعلیم کے لیے جامعہ نعیمیہ مراد آباد تشریف لے گئے اور وہیں سے فارغ ہوئے۔ تین بار حج بیت اللہ و زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے۔ خطابت و سیاست کی طرف توجہ مائل تھی اس لیے اسی کو ترجیح دیتے ہوئے دونوں میدانوں میں خوب زور آزمائی فرمائی۔ ملک بھر میں مذہبی و سیاسی خوب جلسے اور کانفرنسیں کیں۔ بہت سے مذہبی و رفاحی مدارس، اداروں، تنظیموں کی سرپرستی فرمائی۔

سیاست کی تعلیم چوں کہ سرزمین مراد آباد سے حاصل کی تھی اس لیے باضابطہ سیاسی سفر بھی یہیں سے شروع فرمایا۔ ۱۹۶۲ء میں مراد آباد سے ری پبلکن پارٹی کی طرف سے لوک سبھا کے الیکشن میں کھڑے ہوئے اور اچھی پوزیشن سے کامیابی حاصل کر کے پارلیمنٹ کے

ممبر منتخب ہوئے۔

پارلیمنٹ کے ممبروں میں آپ سب سے کم عمر کے ممبر تھے۔ ممبر بننے کے بعد آپ نے پارلیمنٹ میں مسلم مسائل پر بے باکی سے آواز اٹھانا شروع کی۔ اور پھر یہ آواز تیز سے تیز تر ہوتی چلی گئی اور آپ کی خدمات کا دائرہ بھی وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ بابری مسجد، نسبندی وغیرہ بہت سے مذہبی وملی مسائل میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اوران خدمات کی پاداش میں کئی بار قید وبند کی صعوبتیں بھی اٹھانا پڑیں۔ مگر آپ کے پائے ثبات پر ذرا سا بھی فرق نہ پڑا۔

الغرض آپ کی مکمل حیات مذہب ومسلک کی نشرواشاعت اور مذہبی وملی سرگرمیوں میں گزری۔ آخری ایام میں ضعف ونقاہت اور مختلف امراض نے آگھیرا۔

۹/ رجب المرجب ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۰/ نومبر ۱۹۹۷ء بروز دوشنبہ مبارکہ لکھنؤ میں وصال فرمایا۔ اور اپنے آبائی وطن کچھوچھہ مقدسہ میں اپنے بزرگوں کے درمیان مدفون ہوئے۔

مفتی اعظم راجستھان مفتی اشفاق حسین نعیمی

اترپردیش کے شہر امروہہ کے گاؤں شیونالی میں ۱۹/ دسمبر ۱۹۲۱ء مطابق ۱۳۴۰ھ کو آپ کی پیدائش ہوئی۔

ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں شیونالی میں حاصل کی۔ اس کے بعد سنبھل میں مفتی اجمل حسین نعیمی سنبھلی علیہ الرحمہ کے، مدرسہ اہل سنت اجمل العلوم میں داخل ہوکر درس نظامی کی تکمیل کی۔ ۱۹۴۳ء میں دستار وسند فضیلت حاصل کی۔ اور یہیں سے افتا کی تعلیم مکمل کی۔

اساتذہ میں حضور صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی، اجمل العلماء مفتی اجمل حسین سنبھلی، مفتی محمد حسین نعیمی سنبھلی، حضرت علامہ مصطفی علی حضرت مفتی تقدس علی، اور منشی سید حشمت علی علیہم الرحمۃ والرضوان، کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

اجمل العلماء سے مرید ہوئے۔ حضور مفتی اعظم ہند، حضور محدث اعظم ہند، قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین مدنی اور سرکار کلاں حضرت سید مختار اشرف کچھوچھوی علیہم الرحمہ سے شرف خلافت حاصل ہوا۔

۱۹۴۴ء میں قصبہ دڑھیال ضلع مرادآباد کے ایک ادارے سے تدریسی خدمات کا آغاز کیا اور پھر دسمبر ۱۹۴۵ء میں حضرت اجمل العلماء کے حکم پر جودھ پور کے مشہور شہر پالی کے محلہ ناڈی کے ایک اسلامی مدرسہ بنام محافظ الاسلام میں تدریس کے لیے تشریف لے گئے، دو سال کے بعد آپ کے والد گرامی کا وصال ہو گیا جس کے سبب گھر تشریف لے آئے اور اس کے بعد جب اہل پالی نے آپ پر زور ڈالا تو پھر آپ پالی تشریف لے گئے لیکن کچھ ہی دنوں بعد اہل جودھ پور کے اصرار پر دسمبر ۱۹۴۸ء میں جودھ پور کے مدرسہ اسلامیہ المشہور مدرسہ اسحاقیہ میں، آپ کا تقرر ہو گیا۔ جہاں تاحیات آپ تدریس وافتا وغیرہ کی خدمات انجام دیتے رہے۔ ۱۹۶۳ء میں زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔

راجستھان اور بیرون راجستھان بہت سے مدارس اور تنظیموں کی بنیاد ڈالی اور بہت سے مدارس کی قیادت وسربراہی فرمائی۔ نیز ماہنامہ ماہ طیبہ جودھ پور، نیک خاتون کوٹہ، لیس کوٹہ، صراط مستقیم اودے پور اور ماہنامہ بہار مدینہ چتور گڑھ وغیرہ سنی جرائد ورسائل کی سرپرستی فرمائی۔

چند کتابیں تصنیف فرمائیں۔ بہت سے مضامین ومقالات لکھے اور دسیوں رجسٹروں پر مشتمل فتاوی تحریر کیے۔ بہت سے نامور تلامذہ چھوڑے۔

۹/ ذوالحجہ ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۵/ اکتوبر ۲۰۱۳ء بروز منگل دن کے تین بجے سرزمین جودھ پور میں آپ کا وصال ہوا۔ اور وہیں آپ کا مزار شریف ہے۔

رئیس القلم علامہ ارشد القادری

ضلع بلیا کے گاؤں سید پورہ میں ۹/ جنوری ۱۹۲۳ء کو آپ کی ولادت ہوئی۔ غلام رشید نام تجویز ہوا، لیکن اپنے قلمی نام "ارشد القادری" سے شہرت پائی۔ والد گرامی حضرت مولانا شاہ عبد اللطیف رشیدی علیہ الرحمۃ کی زیر تربیت ایام طفلی گزارے۔ انہیں کی آگوش محبت میں رہ کر ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ درس نظامی کی ابتدائی کتابیں گورہٹی بنگال میں مولانا عظیم اللہ سے پڑھیں۔ اسی درمیان آٹھ سال کی عمر میں آپ کی والدہ رحلت فرماگئیں، جس کی وجہ سے تعلیمی سلسلہ منقطع ہو گیا۔

کئی سال تک والد گرامی کے ساتھ کتاب کی دکان چلاتے رہے اور پھر چند سالوں کے بعد مدرسہ سبحانیہ الہ آباد تشریف لے گئے۔ یہاں چار مہینے پڑھائی کی اور پھر اپنے بڑے بھائی حضرت غلام آسی پیا کے مشورے سے جامعہ اشرفیہ مبارکپور پہنچ گئے۔ آٹھ سال اسی ادارے میں تعلیم حاصل کی اور درس نظامی کی تکمیل فرمائی۔ ۱۹۶۰ء میں سند و دستار فضیلت سے نوازے گئے۔

آپ کے اساتذہ میں حضور حافظ ملت، حضرت علامہ سلیمان نعیمی بھاگل پوری، علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی علیہم الرحمۃ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ سے مرید ہوئے اور مجاز وماذون بھی۔ نیز علامہ ضیاء الدین مدنی اور سرکار پٹنہ حضرت فدا حسین علیہما الرحمۃ سے بھی اجازت وخلافت حاصل ہوئی۔ مدرسہ شمس العلوم ناگ پور اور کئی اداروں میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ ہند وبیرون ہند بہت سے تعلیمی اداروں، دینی، فلاحی ورفاحی تنظیموں کی بنیاد رکھی اور تاحیات سرپرستی فرمائی۔ ملکی وغیر ملکی سیکڑوں تبلیغی دورے کیے۔ دیوبندی وغیرہ بدمذہبوں سے بہت سے کامیاب مناظرے فرمائے۔ دو درجن سے زیادہ علمی، تحقیقی، ایمان افروز اورادب آمیز کتابیں تصنیف فرمائیں۔ مذہبی ومسلکی معاملات میں آپ کی ترقیوں سے پریشان اعدائے دین کی بے جا وبے بنیاد الزام تراشیوں کی وجہ سے کئی بار قید وبند کی صعوبتوں سے بھی آپ کو گزرنا پڑا۔

۱۵؍ صفر المظفر ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۹؍ اپریل ۲۰۰۲ء بروز دوشنبہ آپ کا وصال ہوا۔

مفتی اطہر نعیمی

۲۷؍ شعبان المعظم ۱۳۴۵ھ مطابق مارچ ۱۹۲۷ء۔ کو آپ کی پیدائش ہوئی۔

آپ صدر الافاضل کے شاگرد خاص، جامعہ نعیمیہ مرادآباد کے پہلے فارغ التحصیل عالم دین، جامعہ نعیمیہ کے مہتمم ومدرس، اور ماہنامہ السواد الاعظم مرادآباد کے مدیر حضرت مفتی محمد عمر نعیمی مرادآبادی علیہ الرحمۃ کے بڑے صاحب زادے ہیں۔

قاعدہ بغدادی اور ناظرہ قرآن پاک والدہ ماجدہ سے پڑھا۔ اردو کی ابتدائی تعلیم ملا سید

مہدی علی سے حاصل کی۔ پھر والد گرامی نے جامعہ نعیمیہ میں داخلہ کرادیا۔ جہاں آپ نے درس نظامی کی مروجہ کتابیں والد گرامی، مفتی یونس نعیمی، علامہ وصی احمد محدث سہسرامی اور جامعہ نعیمیہ کے دیگر اساتذہ سے پڑھیں۔ صدر الافاضل سے بھی اکتساب علم وکسب فیض کیا۔

۲۸/رجب المرجب ۱۳۶۶ھ /۱۹/جون ۱۹۴۷ء کو جامعہ نعیمیہ کے سینتیسویں سالانہ اجلاس میں آپ کی دستار بندی ہوئی۔ حضور اشرفی میاں سے شرف بیعت اور صدر الافاضل سے شرف اجازت وخلافت حاصل کیا۔

بٹوارے کے بعد ۱۹۵۰ء میں آپ پاکستان ہجرت کر گئے۔ اولاً لاہور قیام کیا ایک ماہ بعد کراچی تشریف لے گئے۔ چند پرائیویٹ اور سرکاری محکموں میں ملازمت کی۔ درس وتدریس کا سلسلہ بھی قائم رکھا۔ جامع مسجد آرام باغ کراچی میں برسوں سے امامت وخطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ چند کتابیں تحریر کیں۔ بہت سی مذہبی وملی تنظیموں کے سرپرست ہیں۔ فی الحال ضعف ونقاہت کے سبب بہت سی ذمہ داریوں سے معذور ہیں۔

اللہ پاک شفاوصحت وسلامتی عطا فرمائے۔

امین شریعت حضرت علامہ محمد سبطین رضا خان بریلوی

آپ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت کے منجھلے بھائی استاذ زمن علامہ حسن رضا خان علیہ الرحمۃ کے صاحب زادے علامہ حسنین رضا خان علیہ الرحمۃ کے بیٹے ہیں۔ آپ کی ولادت جمادی الاولیٰ ۱۳۴۶ھ مطابق ۲/نومبر ۱۹۲۷ء بروز بدھ محلہ سوداگران بریلی شریف میں ہوئی۔ چار سال کی عمر میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے چھوٹے بھائی علامہ محمد رضا خان علیہ الرحمۃ نے آپ کے ماموں مولانا عبد الہادی کے مکان پر آپ کی رسم بسملہ ادا فرمائی۔

حافظ سید شبیر رضوی کے پاس قرآن پاک پڑھا۔ اردو، فارسی کی ابتدائی کتابیں والد گرامی علیہ الرحمۃ سے پڑھیں نیز فن خوش نویسی بھی والد گرامی سے ہی سیکھا۔ ماموں سے بھی فارسی وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔ میزان ومنشعب وغیرہ درس نظامی کی چند اہم ابتدائی کتابیں جامعہ رضویہ واقع مرزائی مسجد پرانا شہر بریلی میں قاضی شمس الدین نعیمی جونپوری علیہ الرحمۃ

سے پڑھیں۔ بعدہ دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف میں داخلہ لیا اور یہیں سے درس نظامی کی تکمیل فرمائی۔

والدگرامی کے علاوہ صدر الشریعہ حضور علامہ امجد علی اعظمی، محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد خاں، قاضی شمس الدین جونپوری وغیرہم کئی نامور مدرسین سے بھی شرف تلمذ حاصل ہے۔

حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ سے مرید ہوئے اور اجازت وخلافت کا شرف بھی حاصل کیا۔ شعبان المعظم ۱۳۷۶ء مطابق ۲۸/ مارچ ۱۹۵۷ء بروز بدھ، حضور فقیہ اعظم مفتی عبدالرشید نعیمی علیہ الرحمۃ کی صاحب زادی طاہرہ بیگم سے آپ کا نکاح ہوا۔ چار بیٹے اور تین بیٹیاں ہوئیں۔ مظہر اسلام بریلی شریف، مدرسہ اشاعت الحق ہلدوانی، جامعہ عربیہ ناگپور، مدرسہ فیض الاسلام کیش کال ضلع بستر مدھیہ پردیش وغیرہا مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیں۔

آپ کے ہاتھوں کئی اداروں وتنظیموں کا قیام عمل میں آیا۔ کئی مشہور اداروں کی نظامت و سرپرستی فرمائی۔ مذہبی وملی بہت سے نمایاں کارنامے انجام دیے۔ مختلف موضوعات پر بیسیوں مضامین تحریر فرمائے جو ملک کے مشہور رسائل میں شائع ہوئے۔ ملک کے مختلف حصوں میں بکثرت تبلیغی دورے فرمائے۔ ملک وبیرون ملک خصوصًا مدھیہ پردیش میں لاکھوں مسلمانوں کو داخل سلسلہ فرمایا۔ چھ مرتبہ حج وزیارت حرمین شریفین کا شرف حاصل ہوا۔

۲۶/ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ مطابق ۹/ نومبر ۲۰۱۵ء بروز دوشنبہ مبارکہ آپ اس دار فانی سے کوچ فرما گئے۔ اسلامیہ انٹر کالج بریلی شریف میں نماز جنازہ ادا کی گئی حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان علیہ الرحمۃ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ محلہ کانکر ٹولہ بریلی شریف کے قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔

اشرف العلما سید حامد اشرف کچھوچھوی

آپ کی پیدائش کچھوچھہ شریف میں ۱۱؍ جولائی ۱۹۳۰ء صفر المظفر ۱۳۴۹ھ جمعہ کے دن ہوئی۔ ابتدائی تعلیم و تربیت جد کریم حضور اشرفی میاں اور والد گرامی حضرت سید شاہ مصطفیٰ علیہما الرحمۃ کی بارگاہ سے پائی۔ ۱۰؍ شوال المکرم ۱۳۶۵ھ میں درس نظامی کے لیے جامعہ اشرفیہ مبارکپور تشریف لے گئے۔ اساتذہ ادارہ خصوصاً بانی ادارہ حضور حافظ ملت کی بارگاہ میں رہ کر علوم مروجہ کی تکمیل فرمائی۔ اور اسی ادارے سے شعبان المعظم ۱۳۷۱ھ مئی ۱۹۵۲ء میں آپ نے فراغت حاصل کی۔ محدث اعظم ہند، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، حضرت علامہ عبد الرؤف بلیاوی اور حضرت مولانا محمد سلیمان بھاگلپوری علیہم الرحمۃ سے بھی شرف تلمذ حاصل ہے۔

فراغت کے بعد ۱۳۷۱ھ میں مدرسہ فاروقیہ حمیدیہ بنارس سے تدریسی خدمات کا آغاز کیا اور ایک سال بعد حضور حافظ ملت کے حکم پر اپنے مادر علمی جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں تشریف لے آئے۔ ۱۳۸۶ھ تک مسلسل ۱۴؍ سال اس ادارے میں خدمت تدریس انجام دی۔ حضور مدنی میاں، علامہ محمد احمد مصباحی، علامہ قمر الزماں اعظمی، ڈاکٹر فضل الرحمن شرر مصباحی اور بہت سے نامور تلامذہ چھوڑے۔

۱۳۸۷ھ ۱۹۶۷ء میں زکریا مسجد ممبئی میں امامت و خطابت کے لیے تشریف لے گئے۔ ایک سال رہ کر آپ نے ایک عظیم الشان ادارہ "دار العلوم محمدیہ" کی بنیاد رکھی اور اس ادارے میں آپ خود بھی تاحیات درس و تدریس کی خدمت انجام دیتے رہے۔ عموماً صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہما کتب احادیث پڑھاتے تھے۔ اس ادارے کے علاوہ مہاراشٹر کے مختلف اداروں اور تنظیموں کی سرپرستی فرمائی۔ بہت سی مذہبی و ملی خدمات سرانجام دیں۔

۱۸؍ صفر المظفر ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۹؍ اپریل ۲۰۰۴ء جمعہ کے دن آپ خالق حقیقی سے ملے۔

مفتی عبدالمتین خان

فقیہ اعظم کے بڑے صاحب زادے ہیں۔ محرم الحرام ۱۳۴۹ھ مطابق ۵؍جون ۱۹۳۰ء بروز جمعرات کچھوچھہ شریف میں آپ کی ولادت ہوئی۔ جامعہ عربیہ سے درس نظامی اور دیگر علوم وفنون سے فراغت پائی۔ اور پھر غالباً والد گرامی کے وصال کے بعد کراچی تشریف لے گئے۔ وہاں ایک ادارہ جامعہ رشیدیہ اسلامیہ کے نام سے قائم کیا۔ فی الحال کراچی میں مقیم ہیں۔ اور دینی خدمات میں مصروف۔

مفتی محمد احمد جہانگیر خاں اعظمی

۱۰؍محرم الحرام ۱۳۵۲ھ مطابق مئی ۱۹۳۳ء میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ اصل نام ”محمد“ تجویز ہوا۔ عرفی نام ”جہانگیر“ اور ”احمد“ تخلص ہوا۔ آپ کے والد گرامی فصاحت حسین خان متصلب سنی اور نہایت ہی پرہیز گار شخص تھے۔ آپ نے اپنے والد گرامی سے بہترین تربیت پائی۔ چار سال کی عمر رسم تسمیہ خوانی ادا ہوئی۔ مولانا حافظ علیم اللہ نقش بندی سے ناظرہ قرآن پڑھا اور دس پارے حفظ کیے۔ باقی بیس پارے مدرسہ انوار العلوم جین پور میں حافظ ریاض الدین اعظمی کے پاس حفظ کیے۔ حفظ کے دوران ہی حضرت علامہ بدرالدین رضوی سے فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ اور مولانا خلیل احمد کچھوچھوی سے گلستان، بوستاں، شرح ماۃ عامل وغیرہ نحوی وصرفی چند کتابیں پڑھیں۔ حفظ قرآن کی تکمیل کے بعد درس نظامی کی مابقی تعلیم کے لیے مظہر اسلام حاضر ہوئے، یہاں کچھ مدت تعلیم حاصل کی پھر کسی وجہ سے یہاں سے جامعہ اشرفیہ مبارکپور اور پھر وہاں سے دارالعلوم شاہ عالم احمد آباد گجرات چلے گئے اور یہیں رہ کر درس نظامی کی تکمیل فرمائی۔ ۱۳۷۳ھ ۱۹۵۴ء میں دستار وسند فضیلت سے سرفراز ہوئے۔

صدر الشریعہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی، مفتی اعظم ہند حضرت مصطفیٰ رضا خان بریلوی، بحر العلوم مفتی افضل حسین مونگیری، حافظ ملت علامہ عبد العزیز مرادآبادی وغیرہم علمائے کرام علیہم الرحمۃ سے اکتساب علم وکسب فیض فرمایا۔

بعد فراغت تدریسی خدمات کی طرف متوجہ ہوئے۔ دارالعلوم شاہ عالم احمد آباد گجرات میں بارہ سال، مدرسہ انوار العلوم جین پور میں دو سال، ادے پور میں بحیثیت مفتی راجستھان لگ بھگ پانچ سال، مدرسہ تدریس الاسلام بستی میں ایک سال، منظر اسلام میں ایک سال اور تین سال مینارہ مسجد ممبئی میں درس وتدریس، خطابت وامامت، نظامت وصدارت وغیرہ علمی خدمات انجام دیں۔

حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان علیہ الرحمۃ، حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ اعظمی، اور بہت سے نامور علمائے کرام کو آپ سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ سے مرید ہوئے۔ حضور مفتی اعظم ہند اور علامہ ضیاء الدین مدنی علیہما الرحمۃ سے شرف اجازت وخلافت حاصل ہوا۔ علمی میدان میں خوب شہرت پائی۔ بہت سے مذہبی وعلمی نمایاں کام کیے۔ کئی علمی وتحقیقی کتابیں اور مضامین تحریر فرمائے۔

سید محمد حسینی ناگپوری

کرناٹک کے شہر رائچور میں ۱۳/ ذوالحجہ ۱۳۶۰ھ یکم جنوری ۱۹۳۴ء کو آپ کی پیدائش ہوئی۔ دینی تربیت گھر میں ہوئی۔ چار سال چار ماہ چار دن کی عمر میں رسم بسملہ خوانی ادا ہوئی۔ سن شعور کو پہنچنے کے بعد گورنمنٹ اردو اسکول میں داخلہ ہوا، جہاں آٹھویں کلاس تک تعلیم حاصل کی۔ بعدہ والد گرامی حضرت علامہ سید چندا حسینی اشرفی علیہ الرحمۃ کی خواہش پر درس نظامی کی ابتدائی کتابیں والد گرامی ہی سے پڑھیں۔ اور پھر ۱۹۵۸ء میں والد گرامی نے جامعہ عربیہ ناگپور میں داخلہ کرادیا۔ ۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۳ء تک جامعہ عربیہ اسلامیہ میں تعلیم حاصل کرتے رہے پھر والد گرامی نے ۱۹۶۳ء میں الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور بھیج دیا۔ ۱۳/ جنوری ۱۹۶۵ء کو جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں اکابر علماو مشائخ کے ہاتھوں دستار بندی ہوئی۔

آپ کے اساتذہ میں والد گرامی کے علاوہ خصوصی طور پر

فقیہ اعظم ہند، علامہ مفتی عبد الرشید خان نعیمی، امین شریعت مفتی سبطین رضا خان بریلوی، حافظ ملت علامہ عبد العزیز مرادآبادی، بحرالعلوم مفتی عبد المنان اعظمی، علامہ عبد الرؤف بلیاوی علیہم الرحمۃ، کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

۱۹۶۶ء سے ۲۰۱۰ء تک مسلسل دارالعلوم امجدیہ ناگپور میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ ملک بھر میں سیکڑوں تلامذہ پیدا کیے۔ درجن بھر سے زیادہ کتابیں تصنیف فرمائیں۔ ۱۹۸۰ء میں رسالہ "ماہنامہ سنی آواز" جاری کیا۔ جو اب تک آپ کی سرپرستی میں شائع ہو رہا ہے۔ ۶/ مرتبہ حج وزیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ تین عمرے کیے۔

۱۹۷۸ء میں شادی ہوئی، اولاد میں دو بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔ حضرت علامہ سید چندا حسینی اشرفی علیہ الرحمۃ سے شرف بیعت وخلافت حاصل ہوا۔ مزید تاج العلما محمد میاں مارہروی اور شہزادہ حضرت علامہ ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمۃ، حضرت علامہ فضل الرحمن مہاجر مدنی علیہ الرحمۃ سے بھی شرف خلافت حاصل ہے۔ آپ نے مذہبی ومسلکی اور علمی بہت سی خدمات انجام دیں اور اب بھی اسی میں مصروف ہیں۔

مفتی عبدالجلیل نعیمی

آپ کی پیدائش ۱۵/ شوال المکرم مطابق یکم فروری ۱۹۳۴ء میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی ایک بہترین عالم دین تھے۔ فارسی میں خوب مہارت حاصل تھی۔ میلاد خوانی کا شوق تھا جو تاحیات طبیعت پر غالب رہا۔ آپ نے اپنے والد گرامی سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ مختلف مدارس میں تعلیم حاصل کی آخر میں جامعہ نعیمیہ میں داخل ہو کر درس نظامی کی مابقی تعلیم مکمل کی۔ جامعہ نعیمیہ سے فراغت پائی۔ حضور مفتی اعظم ہند سے شرف بیعت حاصل تھا۔ ۱۵/ ربیع الاول ۱۳۹۲ھ کو حضور مفتی اعظم ہند نے آپ کو اجازت وخلافت سے نوازا تھا۔

جامعہ عربیہ ناگپور سمیت کئی دینی مدارس میں تدریسی خدمات انجام دی۔ اور کئی بڑے اداروں کی سرپرستی فرمائی۔ آپ کی بہت سی مذہبی وعلمی خدمات ہیں۔ ۲/ جمادی الثانی ۱۴۰۹ھ، مطابق ۱۱/ جنوری ۱۹۸۹ء بروز جمعرات شب ۹ بج کر ۴۰ منٹ پر آپ کا وصال ہوا۔

اشرف الفقہاء مفتی مجیب اشرف رضوی

آپ کی پیدائش ۲/ رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ/ ۶/ نومبر ۱۹۳۷ء کو گھوسی اعظم گڑھ کے محلہ کریم الدین میں ہوئی۔ گھوسی کے مدرسہ شمس العلوم میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ درس

نظامی کی شرح جامی تک کی کتابیں مدرسہ رحمانیہ گونڈہ میں پڑھیں اور اس کے بعد مدرسہ مظہر اسلام بریلی شریف میں رہ کر تعلیم مکمل فرمائی اور یہیں سے ۱۹ شوال ۱۹۵۷ء کو سند و دستار فضیلت حاصل فرمائی۔

علامہ رضاء المصطفٰی قادری ابن صدر الشریعہ، صدر العلماء علامہ تحسین رضا خان، شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی، شیخ العلماء علامہ غلام جیلانی اعظمی علیہم الرحمۃ مخصوص اساتذہ میں شامل ہیں۔ ۱۹۵۵ء میں حضور مفتی اعظم ہند سے شرف بیعت اور ۱۹۶۰ء میں تمغہ اجازت و خلافت حاصل ہوا۔ نیز ہند و بیرون ہند کے چند اور مشائخ کرام سے مختلف سلاسل کی اجازت و خلافت حاصل فرمائی۔ ۳۲؍ مرتبہ حج و زیارت حرمین شریف اور بہت سے عمروں کے مبارک سفر کیے۔

۱۹۵۲ء میں نکاح ہوا۔ ۱۹۷۱ء میں اہلیہ محترمہ انتقال فرماگئیں۔ ۱۹۷۲ء میں آپ نے دوسرا نکاح فرمایا۔ پہلی بیوی سے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہوئیں جب کہ دوسری بیوی سے کوئی اولاد نہیں ہے۔ ۱۹۵۹ء میں آپ نے جامعہ عربیہ ناگپور کی ایک شاخ میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے اور ساتھ ہی مسجد میں امامت و خطابت بھی فرماتے رہے۔ ۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۵ء تک جامعہ عربیہ میں نائب شیخ الحدیث کے عہدے پر رہ کر خدمت تدریسی انجام دی اور اس کے بعد جامعہ سے مستعفی ہوکر ۱۹۶۶ء میں ناگپور میں ہی دار العلوم امجدیہ کی بنیاد ڈالی۔ اور تاحیات اسی مدرسے میں تدریس، افتا اور نظامت کے فرائض انجام دیتے رہے۔

بدمذہبوں سے بہت سے کامیاب مناظرے فرمائے۔ بہت سی علمی و تحقیقی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ خطابت میں بھی خوب شہرت حاصل تھی۔ ہند و بیرون ہند بہت سے تبلیغی دورے فرمائے۔ مذہبی، علمی بہت سی نمایاں خدمات انجام دیں۔ مذہب اہل سنت، مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ اور ترویج و اشاعت کے حوالے سے آپ کی بے لوث خدمات کے اہل علم معترف و مداح ہیں۔ ۱۵ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۶ اگست ۲۰۲۰ء بروز جمعرات صبح کے ساڑھے دس بجے آپ دنیائے فانی سے رحلت فرماگئے۔ ناگپور کے مومن پورہ مسلم قبرستان میں آپ مدفون ہیں۔

مولانا سہیل احمد نعیمی

ضلع بھاگل پور بہار کے گاؤں سبحان پور کٹوریہ میں سن ۷ ۱۹۴۳ء میں آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا اسم گرامی محمد کمال الدین تھا۔ ابتدائی تعلیم بستی کے مکتب میں حاصل کی۔ مدرسہ خیر المدارس عمرپور ضلع بھاگل پور میں حافظ محمد زبیر مرحوم کے پاس حفظ قرآن مکمل کیا۔ درس نظامی کی تعلیم کے لیے جامعہ نعیمیہ مرادآباد پہنچے۔ ۶/ اپریل ۱۹۶۲ء میں علوم مروجہ سے تکمیل پائی۔ جامعہ نعیمیہ ہی سے سند و دستار فضیلت حاصل کی۔ مخصوص اساتذہ میں مفتی حبیب اللہ نعیمی بھاگل پوری اور مفتی طریق اللہ نعیمی علیہما الرحمۃ کے نام شامل ہیں۔

فضیلت کے بعد تجوید و قراءت کی ضرورت محسوس ہوئی اس لیے مدرسہ تجوید الفرقان لکھنؤ میں داخل ہوکر دو سال رہ کر قراءت کا کورس مکمل فرمایا۔ اور پھر مدرسہ عالیہ خانقاہ کبیریہ سہسرام بہار میں مسند تدریس پر فائز ہوئے۔ اس ادارے میں ایک سال تفسیر و حدیث اور فقہ کی مخصوص کتابوں کا درس دیا۔ اس کے بعد جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور آ گئے۔ چند سال یہاں تدریسی خدمات انجام دیں بعدہ دار العلوم امجدیہ ناگپور میں آپ کا تقرر ہوگیا۔ جہاں آپ تاحیات درس و تدریس میں مشغول رہے۔ ساتھ ہی ناگپور کی کھدان والی مسجد میں امامت وخطابت بھی فرماتے رہے۔ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ سے شرف بیعت حاصل ہوا اور انہیں کے خلیفہ و ماذون ہوئے۔

آپ ایک ماہر مدرس، بہترین خوش الحان قاری، باکمال شاعر اور عمدہ خطیب ہونے کے ساتھ زبردست صاحب قلم بھی تھے۔ مطبوعہ و غیر مطبوعہ لگ بھگ دو درجن علمی و تحقیقی کتابیں تصنیف فرمائیں۔

یکم ربیع الاول ۱۴۰۰ھ مطابق ۲۰/ جنوری ۱۹۸۰ء جمعرات کے دن بوقت چاشت آپ دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ مفتی شمس الضحیٰ بھاگل پوری نے نماز جنازہ ادا کی اور علاقائی قبرستان میں مدفون ہوئے۔

شیخ الاسلام سید محمد مدنی میاں کچھوچھوی

آپ کی ولادت یکم رجب ۱۳۵۷ھ مطابق ۲۷/ اگست ۱۹۳۸ء بروز اتوار اپنے آبائی وطن کچھوچھہ شریف میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں حاصل کی۔ درس نظامی کی تعلیم کے لیے ۱۰/ شوال المکرم ۱۳۷۱ھ ۱۹۵۱ء کو جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں داخل ہوئے۔ اور یہیں سے درس نظامی کی تکمیل فرمائی۔ ۱۰/ شوال المکرم ۱۳۸۲ھ جنوری ۱۹۶۳ء میں سند و دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔

اساتذہ میں والد گرامی کے علاوہ حضور حافظ ملت، حضرت مفتی شمس الدین جونپوری ، حضرت علامہ عبدالرؤف بلیاوی اور بحر العلوم حضرت علامہ عبدالمنان اعظمی علیہم الرحمۃ سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ ۲۶/ شوال المکرم ۱۳۸۱ھ ۱۹۶۱ء میں سرکار کلاں حضرت سید محمد مختار اشرف کچھوچھوی علیہ الرحمۃ سے بیعت کا شرف حاصل کیا اور تمغہ خلافت سے نوازے گئے۔ حضور اشرفی میاں علیہ الرحمۃ کے صاحب زادے حضرت سید مصطفیٰ اشرف جیلانی علیہ الرحمۃ سے بھی شرف اجازت و خلافت حاصل ہے۔

۲۶/ شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ مطابق ۲/ دسمبر ۱۹۶۴ء میں رسم نکاح ادا کی گئی خطبہ نکاح سرکار کلاں نے پڑھا۔ افسوس کہ آپ کے یہاں اب تک کوئی اولاد نہیں ہے۔ ۱۹۷۳ء میں پہلی مرتبہ حج و زیارت حرمین شریفین کے لیے سفر کیا۔ ملک و بیرون ملک بہت سے تبلیغی دورے فرمائے۔ لگ بھگ دو درجن کتابیں تصنیف فرمائیں۔ بہت سے مدارس و اداروں کے سرپرست اور بہت سی تنظیموں کے بانی ہیں۔ مذہبی، مسلکی، مشربی اور قومی بہت سی خدمات انجام دیں اور اب بھی مذہب و ملت کی خدمات کا سلسلہ جاری ہے۔

مفتی اعظم برار مفتی عبدالرشید کارنجوی

کارنجہ ضلع آکولہ میں ۱۳۵۷ھ، مطابق ۱۹۳۸ء کو آپ کی پیدائش ہوئی۔ ابتدائی تعلیم بستی ہی میں مکتب میں حاصل کی۔ پھر جامعہ عربیہ ناگپور میں داخلہ لیا اور درس نظامی کی تعلیم یہیں رہ کر مکمل کی۔ ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء میں فضیلت سے فراغت پائی۔ اپنے استاد گرامی حضور

فقیہ اعظم کے حکم پر اپنے علاقے میں دارالعلوم اہل سنت کی بنیاد رکھی۔

حضور مفتی اعظم ہند سے شرف اجازت و خلافت حاصل تھا۔ درس و تدریس سے خاص لگاؤ تھا، لیکن خطیب بھی بہت عمدہ تھے۔ بہت سی مذہبی و مسلکی خدمات سرانجام دیں۔ یادگار کے طور پر سیکڑوں تلامذہ چھوڑے۔ مفتی اعظم برار کے لقب سے شہرت پائی۔ ۲۴/ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۴ھ، مطابق ۲۰/ نومبر ۲۰۲۲ء بروز اتوار بعد نماز مغرب آپ کا وصال ہوا۔

شہزادی حضرت فقیہ اعظم

محترمہ مرحومہ طاہرہ بیگم فقیہ اعظم کی تیسرے نمبر کی بیٹی ہیں۔ آپ کی پیدائش یکم جنوری ۱۹۴۰ء میں اپنے ننیہال جہاں گیر آباد بھوپال میں ہوئی۔ والد گرامی اور تایا حضور، حضرت علامہ مفتی محمد عبدالعزیز نعیمی علیہ الرحمۃ سے مکمل درس نظامی وغیرہ دینی تعلیم حاصل کی۔ ناگپور یونیورسٹی سے مولوی فاضل اور جامعہ اردو علی گڑھ سے ادیب کامل کے امتحان دے کر امتیازی نمبرات سے کامیابی حاصل کی۔

مدرسۃ البنات جامعہ عربیہ اسلامیہ کی صدرالمدرسات کے عہدے پر مقرر ہوئیں۔ لڑکیوں کو درس نظامی کی بہت سی اہم کتابیں پڑھائیں۔ فتوی نویسی کی بھی خدمت انجام دی۔ مستورات میں خطابت کے لیے مشہور تھیں۔ عمدہ قسم کے پکوان پکانے کا شوق اس قدر طبیعت پر غالب تھا کہ بچیوں کو تعلیم کے ساتھ کھانے پکانے کی ٹریننگ بھی دیا کرتی تھیں۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے منجھلے بھائی استاذ زمن علامہ حسن رضا خان علیہ الرحمۃ کے صاحب زادے علامہ حسنین رضا خان علیہ الرحمۃ کے بیٹے حضور امین شریعت علامہ سبطین رضا خان علیہ الرحمۃ سے آپ کا نکاح ہوا۔ پوری زندگی شریعت مصطفیٰ کے مطابق گزاری۔ مذہب و مسلک کی خوب خوب خدمات انجام دیں۔

۹ ربیع الآخر ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۵/ نومبر ۲۰۲۱ء دوشنبہ کے دن آپ کا وصال ہوا۔

تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان

شہزادہ اعلیٰ حضرت، تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خان بریلوی کی ولادت ۲۴؍ ذی قعدہ ۱۳۶۲ھ ۲۳؍ نومبر ۱۹۴۳ء کو اپنے آبائی مکان محلہ سوداگران بریلی شریف میں ہوئی۔ اصل نام ''محمد'' رکھا گیا اور اسی نام پر عقیقہ ہوا۔ اہل خاندان نے ''محمد اسماعیل رضا'' نام تجویز کیا اور عرفی نام ''اختر رضا'' رکھا گیا۔ عوام میں آپ ''ازہری میاں'' اور خواص میں ''تاج الشریعہ'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔

چار سال چار ماہ چار دن کی عمر شریف میں نانا محترم کے ذریعہ رسم بسم اللہ خوانی ادا ہوئی۔ والدین خاص کر نانا جان مفتی اعظم ہند کی آغوش محبت میں تربیت پائی۔ بچپن ہی میں نانا حضور سے شرف بیعت حاصل کیا اور بعد میں تمغہ اجازت و خلافت بھی۔ اردو کی ابتدائی کتابیں والد ماجد سے پڑھیں۔ ناظرہ قرآن مجید والدہ ماجدہ سے مکمل کیا۔ نانا محترم کی بارگاہ سے اسباق شرع اور دروس تصوف و سلوک کی تکمیل فرمائی۔

عصری علوم کے لیے ۱۹۵۲ء میں بریلی کے فضل الرحمن اسلامیہ انٹر کالج میں داخلہ لیا اور علوم عصریہ کی تحصیل فرمائی۔ درس نظامی کی مکمل تعلیم جد کریم حضور اعلیٰ حضرت کے قائم کردہ مدرسہ ''منظر اسلام'' میں حاصل کی اور ۱۹۶۲ء میں دستار و سند سے نوازے گئے۔

بعد فراغت ۱۹۶۳ء میں جامعہ ازہر مصر تشریف لے گئے اور وہاں سے عربی ادب وغیرہ مختلف علوم و فنون کی تحصیل سے فارغ ہو کر ۱۹۶۶ء میں اپنے وطن ہندوستان مراجعت فرمائی۔

۱۹۶۷ء سے آپ نے باضابطہ تدریسی خدمات کا آغاز فرمایا۔ منظر اسلام میں قریب گیارہ سال تک مدرس کی حیثیت سے خدمات انجام دی اور پھر ۱۹۷۸ء میں صدر المدرسین منتخب کیے گئے۔ اور پھر اس کے بعد ذاتی و مذہبی مصروفیات اور مسلسل ملک و بیرون ملک تبلیغی دوروں کے سبب تدریسی خدمات سے دوری اختیار کرنی پڑی۔ البتہ گاہے بگاہے علما و طلبا کو کبھی دولت خانہ پر کبھی اپنے آباد کردہ مدرسہ ''جامعۃ الرضا'' میں مختلف علوم و فنون کی کتب خاص کا درس دیتے رہے۔ اور یہ سلسلہ آخری وقت جاری رہا۔ ہند و بیرون ہند کے بے

شمار نامور ومشاہیر علماو فضلانے آپ کی بارگاہ سے اکتساب علم کیا۔

۳/ نومبر ۱۹۶۸ء میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت کے منجھلے بھائی استاذ زمن علامہ حسن رضاخاں کی پوتی علامہ حسنین رضاخاں کی دختر نیک اختر کے ساتھ آپ کا نکاح ہوا۔ اولاد میں ایک بیٹااور پانچ بیٹیاں ہوئیں۔

۱۹۸۳ء۔ ۱۹۸۵ء۔ ۱۹۸۶ء۔ ۲۰۰۸ء۔ ۲۰۰۹ء۔ ۲۰۱۰ء۔ ان سالوں میں چھ بار سفر حج کی سعادت سے سرفراز ہوئے۔ اور بے شمار عمرے ادا فرمائے۔

ملک وبیرون ملک بہت سی تحریکات میں حصہ لیا۔ تحریک جماعت رضائے مصطفیٰ کی دنیا بھر میں بہت سی شاخیں قائم فرمائیں۔ اوراسی کی سرستی فرماتے ہوئے اس کے زیر اہتمام بہت سی خدمات انجام دیں۔ مجلس شرعی مبارکپور اور آل انڈیا سنی جمیعۃ العلما ممبئی کے صدارت عظمیٰ کے منصب پر بھی فائز ہوئے۔ ۱۹۸۰ء میں مرکزی دارالافتاء بریلی شریف کی بنیاد ڈالی۔

۲۰۰۰ء میں ادارہ جامعۃ الرضا متھراپور بریلی شریف کا افتتاح فرمایا۔ ۲۰۰۳ء میں آپ کے ہاتھوں شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کا قیام عمل میں آیا۔ ملک وبیرون ملک بہت سی تحریکات وتنظیمات اور مدارس کی سرپرستی فرمائی۔ اور بہت سی مساجد ومدارس کی بنیاد ڈالی۔ ۱۹۸۳ء میں خود ایک ماہنامہ بنام سنی دنیا کا اجرا فرمایا جس میں مستقل طور پر باب الاستفتا کی ذمہ داری خود قبول فرمائی۔ ماہنامہ اعلیٰ حضرت میں آپ کے مضامین کے علاوہ فتاوی بھی شائع ہوتے تھے۔ ساٹھ سے زیادہ اردو اور عربی کتابیں تحریر فرمائیں۔ جن میں کچھ خالص علمی اور پیچیدہ بحثوں پر مشتمل ہیں۔ جدید مسائل پر آپ نے تحقیقی انداز میں کئی کتابیں تحریر فرمائیں جن سے ارباب علم خوب مستفید ہوئے اور ہوتے رہیں گے۔

۶/ ذوالقعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰/ جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ مبارکہ بوقت شام غروب آفتاب کے وقت آپ دنیائے فانی سے رحلت فرماگئے۔

مولانا محمد شفیع

منشی مولانا محمد شفیع صاحب ابن محمد عثمان صاحب علاقہ بدنیتی ضلع امراوتی مہاراشٹر سے تعلق رکھتے تھے۔ پیدائش ۱۹۵۰ میں ہوئی- دستار فضیلت جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور سے سن ۱۹۷۰ میں ہوئی۔

مولانا عبدالرشید کوٹپاڈی

مولانا عبدالرشید ابن محمد اکبر حسن کی پیدائش ۱۹۵۵ء میں ہوئی۔آپ علاقہ کوٹپاڈ ضلع کوراپٹ اڑیسہ سے تعلق رکھتے تھے۔۱۹۸۵ء میں جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور سے درس نظامی کی تکمیل کی۔اسی ادارے میں مدرس اور سفیر کی حیثیت سے تقرر ہوا۔جولائی ۲۰۰۷ء میں آپ کا وصال ہوا۔

شہزادہ فقیہ اعظم، مفتی عبدالقدیر خان صاحب دام ظلہ

آپ فقیہ اعظم کے چوتھے نمبر کے سب سے چھوٹے صاحب زادے ہیں۔آپ کی ولادت ۸/ اگست ۱۹۵۸ء کو ناگپور میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم والد گرامی کی بار گاہ میں حاصل کی۔ درس نظامی کی ابتدائی تعلیم والد گرامی کے قائم کردہ ادارہ "جامعہ عربیہ"میں حاصل کی۔اس کے بعد شرح جامی، مشکاۃ المصابیح اوران کے علاوہ فقہ، منطق وفلسفہ وغیرہ علوم وفنون مروجہ کی اہم کتابیں "جامعہ نعیمیہ ،مرادآباد"میں پڑھیں۔سال فضیلت جامعہ عربیہ میں تعلیم حاصل اور یہیں سے فراغت پائی۔۱۹۷۰ء سے ۱۹۷۴ء تک والد گرامی کی زیر نگرانی افتا کی کتابیں پڑھیں، مشق افتا کی۔اور اس کے بعد باضابطہ فتوی نویسی کا آغاز فرمایا۔

اس درمیان ۱۹۷۲ میں ناگپور یونیورسٹی سے مولوی فاضل، ۱۹۷۳ء میں جامعہ اردو علی گڑھ سے ادیب کامل اور ناگپور یونیورسٹی سے ۱۹۷۵ء میں بی اے کیا۔ ایم اے (اردو) کی ڈگری ۱۹۹۰ء میں عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد سے لی۔نیز ۱۹۹۲ء مین الہ آباد بورڈ سے فاضل طب کی سند حاصل کی۔بعد فراغت جامعہ عربیہ میں تدریسی خدمت پر مامور ہوئے۔والد گرامی کے وصال کے بعد جامعہ کے نظم ونسق کی ذمے داریاں بھی آپ کے کاندھوں پر آگئیں۔اور

تادم تحریر آپ جامعہ عربیہ کی تعلیمی و تعمیری ترقیوں کے لیے کوشاں ہیں۔اس درمیان آپ نے عصری تعلیم کے لیے کئی اسکول بھی قائم کیے۔ جہاں مذہبی اصول کی پابندی کے ساتھ عصری تعلیم کا سلسلہ جاری ہے۔

۱۹۸۲ء میں آپ کا نکاح ہوا۔ اولاد میں تین بیٹے اور ایک بیٹی ہوئیں۔

نصرت فاطمہ آپ کی سب سے بڑی بیٹی۔

عبدالکلیم، جو بچپن ہی میں نمونیہ کے سبب انتقال کر گئے۔

صوفی محمد عبدالعظیم خان صاحب

مولانا عبدالعزیز خان صاحب

آخر الذکر صاحب زادے اس وقت مجلس علما، جامعہ عربیہ کے سکریٹری و ناظم اعلیٰ ہیں۔ زیر نظر کتاب محترم موصوف کے اہتمام سے ہی شائع ہو رہی ہے۔ موصوف کی ہی کوشش رہی کہ فقیر کے ذریعے یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔

مناسب ہوگا کہ یہاں آپ کا قدرے تعارف پیش کر دوں۔

آپ کی پیدائش ۱۲/ ذوالقعدہ ۱۴۱۰ھ۔ ۶/ جون ۱۹۹۰ء بدھ کے دن ناگپور میں ہوئی۔

ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔ درس نظامی کی تعلیم جامعہ عربیہ میں مکمل کی۔ منطق، فلسفہ اور علم سیاسیات سے خاص لگاو ہے۔ بعد فراغت جامعہ عربیہ رشیدیہ ٹرسٹ کے زیر اہتمام اسکول میں تقرر ہوا اور فی الحال رشدیہ اردو پرائمری و مڈل اسکول میں تدریسی خدمات میں مصروف ہیں۔ نہایت ہی خوش اخلاق ہیں۔ مذہبی کارکردگیوں میں مصروف رہتے ہیں۔ مذہب اہل سنت و مسلک اعلیٰ حضرت کا سچا درد رکھتے ہیں۔

۲۰۱۵ء میں شادی ہوئی۔ آپ کے یہاں عبدالمتین نامی ایک صاحب زادے ہیں جو ابھی زیر تعلیم و تربیت ہیں۔

دعا ہے اللہ پاک موصوف محترم اور ان کے جملہ اہل خانہ کو دینی و دنیوی بھلائیاں نصیب فرمائے اور جد کریم حضور فقیہ اعظم کے مشن کو فروغ دینے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

مولانا عبد الخالق ہاشمی

جناب مولانا عبد الخالق صاحب ہاشمی ابن عبد الہادی صاحب ساکن کواٹر ۸/۱ اسٹریٹ نمبر ۸ سکٹر نمر ا بھلائی نگر ایم پی حضرت فقیہ اعظم ہند کے نہایت ہی معتقد تھے۔آپ نے بھلائی نگر علاقے میں جامعہ کی شاخ بھی قائم کی۔

سید ریاض الدین ایڈوکیٹ

سید ریاض الدین صاحب ایڈوکیٹ ابن سید سراج الدین صاحب علاقہ مدھیہ پردیش میں پیدا ہوئے۔ یہیں تعلیم حاصل کی پیشے سے وکیل تھے۔ گاؤں میں روزگار نہ ہونے کی وجہ سے بذریعہ فقیہ اعظم ہند ناگپور تشریف لے آئے اور ناگپور ہی میں مستقل طور پر سکونت اختیار کرلی یہ کچھ عرصہ جامعہ مجلس عمل کے رکن بھی رہے، بعد جامعہ کے مدرسین کے ہڑتال کی وجہ سے انہیں مستعفی ہونا پڑا۔ فقیہ اعظم ہند کے بہت قریبی تھے۔۱۹۹۱ء میں انتقال ہوا۔ناگپور کے مومن پورہ قبرستان میں مدفون ہیں۔ ان کے صاحب زادے مولوی سید شفیع الدین احمد جو ریٹائرڈ سیشن جج اور چیریٹی کمیشن جج رہ چکے ہیں، اس وقت حیات ہیں۔

سیٹھ عبد الشکور

جناب سیٹھ عبد الشکور صاحب ابن عبد الغفور صاحب مین برادری سے تعلق رکھتے تھے اور توکل اسٹور جو کہ گانجہ کھیت روڈ پر واقع ہے اس کے مالک تھے۔ ادارہ جامعہ عربیہ اسلامیہ کو عطیات و معاونت سے ہمیشہ نوازتے رہے نیز فقیہ اعظم ہند علیہ الرحمہ کے معتقدین میں ان کا شمار سرفہرست ہوتا ہے سیٹھ عبد الشکور صاحب مرحوم کا خاندان آج بھی ناگپور میں آباد ہے۔

مدیر اخبار وطن بمبئی انڈیا

جناب صادق اخبار وطن کے مدیر تھے۔ یہ ہفتہ واری اخبار محمد علی جناح نے انڈیا ممبئی سے جاری کیا تھا۔ تقسیم ہند تک ملک ہند میں جاری رہا پھر کراچی سے اس کی اشاعت ہوتی رہی۔

خاتمہ:

مکتوبات ومراسلات کی کاپیاں فقیر کو نبیرہ فقیہ اعظم حضرت مولانا محمد عبد العزیز خان حفظہ اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمائیں۔ حضرت کی خواہش تھی کہ فقیہ اعظم کے مکتوبات ومراسلات کی ترتیب کا کام یہ فقیر کرے۔ حسب الحکم ان نادر ونایاب خطوط ومراسلات اور اہم تحریروں کی ترتیب میں فقیر نے حد بھر کوشش کی ہے۔

کچھ خطوط ایسے بھی تھے جن میں ذاتیات پر کافی کلام کیا گیا تھا فقیر نے انہیں حضرت کی اجازت سے شامل نہیں کیا۔ البتہ کچھ خطوط جن میں مہذب انداز میں اختلافی معاملات پر بحث ہوئی تھی وہ شامل اشاعت کر لیے ہیں بس اس نیت سے کہ مدارس کے ذمہ دارن ومنتظمین ان تجربات سے استفادہ کریں۔ اور طلبہ مدارس درس عبرت اخذ کریں۔ مکتوبات ومراسلات کے دو حصے ہیں پہلے حصے میں عام مکتوبات ہیں اور دوسرے حصے میں جامعہ عربیہ کے داخلی معاملات سے متعلق مراسلات ہیں۔

پہلے حصے کے تمام مکتوبات ہم نے مکتوب نگار حضرات کی سن ولادت کے اعتبار سے مرتب کیے ہیں۔ اور دوسرے حصے میں تحریروں ومراسلوں کے مضامین کے اعتبار سے ترتیب رکھی ہے۔ امید ہے احباب پسند فرمائیں گے۔

باوجودیکہ میں نے حد بھر تصحیح کی کوشش کی ہے پھر بھی میری کم علمی وکوتاہی کے سبب غلطی کا صد فی صد امکان ہے۔ اس لیے جہاں کوئی کمی نظر آئے قارئین کرام مجھے آگاہ فرمائیں اور عند اللہ ماجور ہوں۔ دعا ہے اللہ پاک فقیر کی اس کاوش کو قبول فرمائے۔ اور حضرت فقیہ اعظم ہند قدس سرہ کے فیوض وبرکات سے مجھ کو اور جملہ اہل سنت کو مستفیض فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین الکریم علیہ وعلی آلہ واصحابہ افضل الصلاۃ والتسلیم

نیاز کیش: محمد ذوالفقار خان نعیمی ککراوی غفرلہ ولوالدیہ

نوری دار الافتاء مدینہ مسجد محلہ علی خاں کاشی پور اتراکھنڈ

فقیہ اعظم ہند کے نام مشاہیر کے مکتوبات و مراسلات

گرامی نامہ پیر جماعت علی شاہ علی پوری بنام فقیہ اعظم

محب درویشاں جناب مفتی محمد عبد الرشید خان صاحب زید حبہ واخلاصہ۔۔۔ سلام مسنون ودعاے درویشانہ کے بعد مطالعہ فرمائیں کہ آپ نے اپنی محبت سے جامعہ عربیہ ناگپور کی رکنیت کے لیے مجھے لکھا ہے مجھے کوئی عذر نہیں خدا آپ کے اس مدرسے کو ہمیشہ قائم رکھے۔ دن بدن ترقی ہو اور دشمنوں کے شر وفساد سے مامون ومحفوظ رکھے آمین۔ میری دعائیں ہمیشہ جامعہ عربیہ کے لیے جاری رہیں گی۔ فقط والدعا۔

جماعت علی عفا اللہ عنہ

علی پور سیداں سیالکوٹ

بقلم راقم الحروف آلِ حسن بقلم فقط

مکتوب مرزا یار جنگ بنام فقیہ اعظم

مکرمی!

بعد سلام مسنون، قبولیت دعوت کا شکریہ۔

امید ہے کہ ہر سہ علما صاحبان تشریف لائیں گے۔ پھر یہی طے ہوا تھا کہ میرے غریب خانے سے براہِ راست جمعہ کی نماز کی غرض سے صدر بازار کی مسجد کو چلیں گے۔ ایسی صورت میں میری موٹر پر دو صاحبان کی گنجائش ہوگی۔

کھانے کا وقت ۱۲:۳۰ (ساڑے بارہ بجے) مناسب ہوگا۔ اگر ہم لوگ مکان سے ڈیڑھ بجے روانہ ہوئے تب بھی مسجد کو اندرون وقت پہنچیں گے۔ فقط

نیاز مند: مرزا یار جنگ

مکتوب مولانا ابوالسلم اسلم فرنگی محلی
بنام فقیہ اعظم

بسم لا الہ الا ھو

مکرم وذوالمجد والکرم دام بالاکرام!

السلام علیکم و سلم لدیکم

کرم نامہ سبب منت ہوا۔ خدا کامیاب مقاصد فرمائے۔ مجھے حیرت ہے یہ شرف رکنیت ایسی عمر میں مجھے دیا جارہا ہے جب کہ ہر اعتبار سے بیکار۔۔۔ ہوں بلکہ بجائے میرے، میرے منجھلے لڑکے مولانا الحاج الحافظ ابوالفخر محمد ناصر ابن محمد اسلم بحر العلومی فرنگی محلی جو میری قائم مقامی کررہے ہیں اور عالم وفاضل جوان صالح ہیں۔ رکنیت کے زیادہ موزوں ہیں۔ ان کو آپ رکن نامزد فرمائیں۔ اور مجھے اس مجلس علما کے لیے دعاگو سمجھتے رہیں۔

مجھے افسوس ہے میں ماہ رجب میں اپنے جداعلیٰ حضرت مولانا بحر العلوم قدس سرہ کی فاتحہ وعرس شریف پر ہر سال مدراس جاتا ہوں اور واپسی پر اکثر آپ کے شہر ناگپور میں بعض مخلص احباب کے اصرار پر ٹھہر جاتا ہوں کسی نے آپ کا پتہ مجھے نہ بتایا ورنہ میں دعا پیش کرنے کے لیے آپ کے وہاں پہنچ کر ضرور ملاقات کرتا۔ اب کمزور بہت ہوگیا ہوں۔ آئندہ خدا جانے سفر کدھر کا ہو۔ خدا ایمان پر اٹھائے۔

آپ کا ناکارہ دعاگو فقیر حقیر

محمد اسلم بحر العلومی غفرلہٗ

آستانہ نعیمیہ فرنگی محل لکھنؤ

۲۱ ربیع الثانی ۶۳ھ

گرامی نامے

صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، بنام فقیہ اعظم

گرامی نامہ ۱

برخوردار۔۔۔ سلمہ!!! دعوات وافراہ!

خط ملا، علالت کا حال معلوم ہوا۔۔۔ آپ فوراً حاجی صاحب سے اجازت لے کر دہلی چلے آئیں اور شملہ ہوٹل میں جو احمد پائی کے مزار کے عقب میں ہے یا شریف ہوٹل میں جو فتح پور کے سامنے ہے، قیام کریں اور اپنے دہلی پہنچنے کے وقت سے مجھے مطلع کریں تاکہ میں بھی اس وقت دہلی پہنچ جاؤں اور وہاں کے اطبا سے آپ کے لیے تجویز کرائی جائے۔ پھر اگر مناسب ہو تو چند دن مراد آباد قیام کریں، یہاں ہر طرح کی آسائش کا انتظام کیا جائے گا یا فتح پور رہیں، لیکن تجویز و تشخیص میری موجودگی میں ہو۔ یہاں سے کسی صاحب کے پہنچنے میں اگر دیر ہو تو کچھ انتظار نہ کریں۔ ایسی ضرورت کی حالت میں دو چار روز کے لیے اسباق ملتوی کرنے میں مضائقہ نہیں۔

مولوی محمد یونس بیمار ہیں ان کی صحت بہت خراب ہوگئی ہے علاج ہو رہا ہے۔ سر دست جلد کسی شخص کا انتظام نہیں ہو سکتا۔ حاجی صاحب اجازت دیں تو مولوی محمد عمر صاحب کو کچھ عرصہ کے لیے بھیج دیا جائے۔ اللہ کے فضل سے یقین ہے کہ دو ماہ میں آپ کو صحت کاملہ حاصل ہو جائے گی۔ یہ زمانہ یہاں بھی تعطیل کا ہے مگر مولوی محمد عمر صاحب کو آپ کے یہاں آنے پر روک لیا جائے گا۔ حاجی صاحب سلمہ سے میرا سلام فرما دیں۔ تمام احباب سے سلام۔

والسلام۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ

گرامی نامہ (۲)

۷۸۶

برخوردار۔۔۔۔ سلمہ!!!دعوات وافراہ!

عزیز القدر سلمہ: دعوات وافرہ۔ وعلیکم السلام!

خط ملا کچھ تو تسکین ہوئی۔ کھانے کے بعد بخار کا بڑھ جانا تشویش میں ڈالتا ہے۔ باقی نبض و قارورہ کی حالت تو جو وہاں معالج صاحب ہیں انہیں کو معلوم ہوگی۔ جس وقت آپ ٹمپریچر لکھ کر بھیجیں گے میں اس وقت کوئی رائے قائم کروں گا جب تک طبیعت بالکل اچھی نہ ہو جائے آپ سفر کا ارادہ نہ کریں، اور علاج و پرہیز میں بہت کوشش کریں۔ والدعاء۔

اپنے خالو صاحب سے میرا سلام کہیے۔ (جواب حاضر کردہ ام)

محمد نعیم الدین عفی عنہ

۲۴ر شعبان المعظم (۱۳۵۷)

(عزیزی مولانا مفتی عبد الرشید خاں صاحب سلمہ بردولت خانہ جناب کلن خاں صاحب مکان ماسٹر صاحب زبیر خاں محلہ جہانگیر آباد ارت بھوپال)

گرامی نامہ (۳)

برخوردار سعادت آثار! دعوات وافرہ!

خط ملا۔ اپنے مفصل حال سے مجھے مطلع فرمائیں۔ نہایت فکر و تشویش ہے۔ وقت علاج کو آزمائش و تجربہ میں خرچ نہ کیا جائے۔ تھرمامیٹر سے صبح اور بعد غذا اور سہ پہر اور شب کے ٹمپریچر لے کر مجھے اطلاع دیں۔ میرا ارادہ آپ کو دیکھنے کے لیے بھوپال آنے کا تھا اور اگر جواب قابل اطمینان نہ ملا تو ممکن ہے کہ میں چلا آؤں، علاج کی طرف سے ہرگز بے فکری نہ کرو۔

والدعاء۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ

بمطالعہ عزیز گرامی قدر مولانا مولوی عبد الرشید خاں صاحب سلمہ محلہ زیدون فتح پور (ڈاک مہر ۲۷ر نومبر ۱۹۳۸)

گرامی نامہ ۴

عزیزی سلمہ: دعوات وافرہ

میں نے آپ کو لکھا تھا کہ آپ کی تجویز منظور ہے۔ مولوی عبدالعزیز خاں صاحب سلمہ کو دھوراجی بھیج دیجیے۔ وہ ۵ / شوال تک پہنچ جائیں۔ اور مجھ سے ملتے جائیں چوں کہ میرے خطوط اور تار کا وہ جواب یہ نہیں دیتے، اس لیے میں انہیں نہ لکھوں گا مگر اب تک آپ کا جواب نہ آیا میں نے کوئی دوسرا انتظام نہ کیا۔ سخت پریشانی ہے۔ فوراً انہیں بھیجیے اور مجھے مطلع کیجیے۔ میں آپ کو دیکھنے وہیں آتا مگر شوال کے وسط میں سفر مبارک مدینہ طیبہ کی فکر کر رہا ہوں اس لیے موقع نہیں ہے۔ دعا کیجیے کہ مولیٰ سبحانہٗ نصیب فرمائے۔

اور ہو سکے تو ایک روز کے لیے ہو جائیے کہ میں آپ کو دیکھ لوں اور میری طبیعت کو اطمینان ہو جائے۔ حکیم تجمل حسین خاں صاحب سلمہ سے میرا سلام فرما دیجیے۔

والسلام والدعاء۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ

از مرادآباد

عزیز القدر سلمہ!!! دعوات وافرہ

آپ کی تبخیر کی خبر سے تشویش ہوئی۔ کاش آپ تھوڑا عرصہ میرے پاس رہتے اگر ممکن ہو تو ہمت کیجیے۔ حکیم تجمل حسین صاحب سلمہ سے میرا سلام فرمادیں۔ اور مولوی غلام محی الدین سلمہ کی نسبت کیا تجویز ہے اس پر مطلع فرمائیں۔ سید امتیاز علی صاحب کو سلام مسنون۔

والدعاء!!!

محمد نعیم الدین عفی عنہ

گرامی نامہ ۶

عزیز القدر سلمہ!!! دعوات وافرہ و سلام مسنون!

لہ الحمد ولہ المنہ، کہ مژدہ صحت ۔۔۔ نے تسکین قلب فرمائی۔ مولیٰ سبحانہ اپنے کرم سے جلد تر قوت عطا فرمائے، پرہیز کا اہتمام رہے، روزے ابھی قضا کیے جائیں۔ دھوراجی کے لیے میرے خیال میں یہ بہتر ہے کہ آپ تشریف لے جائیں اور اہل خانہ ہمراہ ہوں۔ کام اپنے ذمہ اس وقت تک بہت کم رکھا جائے جب تک کہ اچھی طرح قوت حاصل ہو۔

میں نے جلد کے لیے قرآن مجید کی ایک کافی تعداد دہلی بھیج دی ہے، اس سے زیادہ کی ضرورت پر ان شاء المولی تعالیٰ حافظ اللہ رکھو صاحب کو کام دیا جائے گا، اور کیا وہ دہلی کے نرخ پر تیار کر سکیں گے؟

اب چرمی جلدیں زیادہ تیار کرائی ہیں۔ حافظ صاحب کام کہاں کریں گے مرادآباد یا فتح پور؟ حکیم صاحب کے اہل خانہ کے انتقال سے بہت رنج ہوا، میں نے تعزیتی خط لکھا ہے ان کے پاس پہنچ چکا ہوگا، میرا سلام فرما دیجیے! چرمی جلد خاں صاحب کتنے میں تیار کریں گے؟

مولانا عبد العزیز خاں صاحب سلمہ سے سلام فرما دیجیے۔ والدعاء۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ

گرامی نامہ ۷

عزیزی سلمہ!!! دعوات وافرہ!

صحت کا حال معلوم ہو کر مسرت ہوئی، خطوط کب سے آرہے ہیں پھر بھی روز انتظار کیا کرتا ہے۔ اب تو بفضل الٰہی قوت آگئی ہوگی۔ ایک شوال تک دھوراجی پہنچ جانا چاہیے۔

والسلام۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ

مکتوب مفتی مظہر اللہ دہلوی، بنام فقیہ اعظم

مکرمی زید مجدہم العالی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میرے لیے صدرالافاضل حضرت مولانا محمد نعیم الدین صاحب دام برکاتہم العالیہ کا جو حکم ہے وہ مجھے بسروچشم منظور ہے۔ مولیٰ تعالیٰ جناب کے ارادوں میں جناب کو کامیاب فرمائے۔ فقط والسلام۔

محمد مظہر اللہ غفرلہ

امام جامع مسجد فتحپوری دہلی۔ ۱۲/فروری ۱۹۴۴ء

مکتوب سید دیوان آل رسول بنام فقیہ اعظم

جناب مولوی صاحب محترم زید مجدھم! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

کرم نامہ صادر ہوا، روداد جامعہ عربیہ اسلامیہ وصول ہوئیں جامعہ کے حالات اور آپ کی مساعی دریافت ہوکر بہت مسرت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ روز افزوں ترقی عطا فرمائے آمین۔ میں پردیس ہوں اور علالت کی وجہ سے سفر وغیرہ سے بہت معذور رہتا ہوں اس لیے مجھ سے عملی طور پر رکنیت کی خدمات انجام پانا مشکل ہوں گی۔ اس کے باوجود بھی اگر آپ پسند فرئیں تو آپ کو اختیار ہے۔ خصوصًا ایسی حالت میں میری طرف سے انکار مشکل ہے جب کہ یہ تجویز حضرت صدرالافاضل مولانا نعیم الدین صاحب محترم کی طرف سے بیان کی گئی ہے میری ناقص رائے میں کچھ مقامی اہل علم اور اہل ثروت حضرات کو بھی رکنیت دی جائے تاکہ دوران سال کے کاموں کی ذمہ داری میں بھی سہولت رہے۔ والسلام۔ خیراندیش

دیوان سید آل رسول علی خان سجادہ نشین ونبیرہ سلطان الہند خواجہ غریب نواز۔ اجمیر شریف۔

۱۷/اپریل ۱۹۴۴ء

مکتوبات حضور برہان ملت بنام فقیہ اعظم

گرامی نامہ ①

۷۸۶

عالی مرتبت حضرت علامہ شیخ الجامعہ دامت فیوضھم اللامعہ!

وعلیکم السلام ورحمتہ تبارک وتعالیٰ وبرکاتہ!

فقیر بفضل القدیر بخیر وطالب خیر۔

حضرت مفتی اندور کا کوئی جواب نہیں۔ وہ بمبئی بھی تشریف نہیں لائے۔ حالاں کہ سید العلما کو آمد کی اطلاع دی تھی اور سید میاں نے انتظار فرمایا۔

فقیر حضرت مفتی اعظم ہند مدظلہ کے ہم رکاب بمبئی حاضر ہوا۔ توقع تھی کہ مفتی اندور سے وہاں گفتگو ہوگی۔ حضرت اقدس نے بھی اس کا ذکر فرمایا تھا۔ فقیر بمبئی سے ۵/ رجب کو جبل پور مع الخیر واپس آیا۔ ارادہ تھا کہ ۴/ رجب کو روانہ ہوکر ۹/ کے قل شریف سے فیض شرکت حاصل ہوگا۔ مگر عین روانگی کے دن وقت سے ۴/ گھنٹہ پہلے اسہال نے سفر نہ ہونے دیا۔ اور دسہرے کے ملعون اجتماعات نے بھی سارے راستے مسدود کردیے تھے۔

عرس میں شرکت کے لیے حاجی اسماعیل صاحب بہت مجبور فرمایا ہوکر بمبئی آئے تھے۔ امید ہے کہ ان شاء العزیز حضرت اقدس کے ہم رکاب آنا ہوگا۔ دونوں فقیر زادے سلام پیش کرکے دعا کے طالب ہیں۔ صاحبزادگان گرامی قدر، مدرسین وطلبا کی خدمات میں سلام مسنون دعاے عافیت مقرون۔ مولانا جھجروی صاحب وبرادر محترم مولوی عبد الحفیظ خان صاحب کی خدمات میں سلام شوق۔ والسلام۔

برہان الحق رضوی غفرلہ جبل پور

۱۵/ رجب شریف ۸۸ھ۔ ۹/ اکتوبر ۶۸ء

گرامی نامہ ۲

۷۸۶

محترم المقام عالی منقبت حضرت شیخ الجامعہ دام بالفیوض اللامعہ!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

فقیر طالب دعاے خیر بفضلہ الخیر بخیر وطالب خیر۔

مولانا مفتی رضوان الرحمٰن صاحب کے سلسلے میں جامعہ عربیہ اسلامیہ کمیٹی کی نقل تجویز حضرت اقدس مفتی اعظم ہند مدظلہ اور فقیر کے نام علاحدہ علاحدہ آئی۔ غور کرنے کے بعد حضرت اقدس کے مشورہ سے مفتی صاحب موصوف کو اس کی اطلاع کے ساتھ جواب کے لیے ۲۵/ اگست کو فقیر نے لکھا ہے۔ جواب کا انتظار ہے۔ اگر اس ہفتہ کے اندر جواب نہ آیا تو یاددہانی کر کے، اعلیٰ حضرت کو بھی لکھ کر آں محترم کو اطلاع دوں گا۔

مفتی صاحب کو یہ رسید کاپیاں ان کی طلب پر دی گئی تھیں۔ یا جامعہ کی جانب سے رضاکارانہ طور پر پیش کی گئی تھیں؟ یا دیگر سفرا و محصلین کی طرح حق المحنت کے ۔۔۔ طور پر۔ اور اس سے پہلے بھی کبھی جامعہ کے لیے مفتی صاحب نے وصول و تحصیل کا کام کیا تھا۔

اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند مدظلہ ۳/ جمادی الآخرہ ۲۸/ اگست کو پرائیویٹ کار پر ستنا تشریف لے گئے۔ وہاں سے الہ آباد پھر بریلی شریف کا عزم ہے۔ محمود سلمہ الہ آباد تک ساتھ گئے تھے۔ کل واپس آرہے ہیں۔

امید کہ آپ حضرات کا سفر بھی بہتر ہوا ہوگا۔ اور مزاج گرامی مع متعلقین بخیر۔ فقیر کی جانب سے دعاؤں کے ساتھ سلام۔

حضرت مولانا محمد حسن خان صاحب وجملہ علما ومدرسین کی خدمات میں سلام شوق۔ حافظ مولوی عبدالرزاق جبل پوری اور طلبا کو دعائیں۔ دونوں فقیر زادے بصد ادب سلام عرض کر کے طالب دعا ہیں۔ والسلام۔

فقیر برہان الحق رضوی غفرلہ۔ جبلپور

مکتوبات محدث اعظم ہند بنام فقیہ اعظم

گرامی نامہ ۱

مولانا الاعزالاکرم زیدت مکارمکم !!! ادعیہ وافیہ وتحیہ زاکیہ !

بھوپال تک کا حال آپ کو معلوم ہے۔ وہاں سے اٹارسی میں خوش قسمتی سے کوپاڈبہ مل گیا اور بنارس تک پوری راحت سے سفر ہوا۔ الہ آباد میں بسر کردگی حکیم محمد یونس صاحب ناشتہ لیے ہوئے لوگ آکر ملے ۔ بنارس میں سیکڑوں احباب ملے اور پلیٹ فارم ہی پر کھانے کا انتظام ہوا۔ جون پور سے کار آگئی تھی، لہٰذا وہاں سے کار پر سفر ہوا۔ نماز عصر جون پور میں ہوئی اور رات اور دوسرے دن کی دعوت سے فارغ ہو کر اکبر پور ٹرین سے پہنچے۔

شہزاد پور و اکبر پور کے عزیزان سلسلہ کا ہجوم تھا۔ وہاں سے بسکھاری تک کار پر اور بسکھاری سے زنانہ سواری پالکی پر اور ہم لوگ یکہ پر چلے کیوں کہ تیسری سواری کو راستہ نے ناممکن کر دیا تھا۔ سڑک دیکھ کر اندازہ ہوا کہ یہاں بارش کی یورش کس قدر تباہ کن ہو چکی ہے۔ کچھوچھہ پہنچے اور بعونہٖ تعالیٰ نہیں بھیگے۔ لیکن دوسرے ہی دن طوفانی بارش کا سلسلہ ہولناک شروع ہو گیا، اس کا اندازہ اس سے کیجیے کہ بسکھاری و کچھوچھہ کے درمیان سات جگہ سڑک کھود ڈالی گئی اور پیدل والوں کا بھی درگاہ شریف پہنچنا ممکن نہ رہا۔ ساری سڑک تہ آب تھی۔ اور جہاں کٹی وہاں سے کمر سے اوپر پانی تھا۔ ۲۷/ محرم کو مولوی عبدالحی بسکھاری سے اس ھیأت سے آئے کہ ان کے خرقہ کا پٹارا ایک لمبے قد آدمی کے سر پر تھا اور خود پیدل کہیں کسی کے کاندھے پر پہنچے۔ اور ساری رسم ۱۰ منٹ میں ختم کر کے عرس ختم کر دیا۔

کچھوچھہ شریف سے تبرکات کا قبہ نورانی ۶۰ آدمیوں کے سر پر چلا اور کسی طرح سجادہ نشین کے کمرہ میں زیارت کرادی گئی۔ نہ میں پہنچا نہ سجادہ نشین سلمہ جاسکے۔ اظہار میاں نے رسم ادا کر دی۔ ۲۸/ محرم کو ۱۶/ کہاروں کی پالکی پر مجھ کو جانا پڑا۔ اور ۱۶۰ آدمیوں نے سجادہ نشین کے تام جھام کو سر پر لیا اور خانقاہ پہنچایا۔ ان کے پہنچنے سے پہلے خانقاہ کا خام ہال زمین

پر آچکا تھا۔ بہر حال رسم خرقہ پوشی آدھے گھنٹہ میں ادا ہوئی۔ حاضرین کی تعداد دو سو سے کم تھی اور آنے والوں کی بھگدڑ سے میلہ پر سناٹا چھا چکا تھا۔

۲۹ر کی صبح کو سجادہ نشین سلمہ فاتحہ آخر اپنے کمرہ میں انجام دے کر واپس آئے۔ کچھوچھہ شریف میں میرے مکان کے احاطہ کی دیوار خام گر گئی ہے۔ سجادہ نشین سلمہ کے زنانہ مکان کا شمالی دو منزلہ مکان زمین پر آگیا ہے۔ منظور میاں کا مغربی و جنوبی گوشہ کا کمرہ زمین پر آگیا۔

اور مصطفی میاں کا مغربی کوٹھا اور مشرقی سائبان گر چکا ہے۔ اور آبادی کے دوسرے لوگوں کا اکثر سارا گھر زمین پر پڑا ہے۔ اور ابھی ابر و باد کے جھونکے روزانہ آجاتے ہی۔ ان آفتوں کا اندازہ کیجیے! کہ مقامی غربا کی پریشانیوں کا کیا عالم ہوگا؟

گھروں میں گھستے ہوئے ڈرتے ہیں کہ سر پر نہ آجائے اور باہر نہیں نکل سکتے کہ بھیگ نہ جائیں۔ اس پر آب و ہوا خراب ہو چکی ہے۔ آبادی درگاہ میں کالرا سے روز لوگ مر رہے ہیں اور نظام الدین پور تک بیمار پڑ رہے ہیں۔ حکومت ہر مشکل کی دفع کچھ نہ کچھ کر رہی ہے۔

کاروبار بالکل بند ہے مگر با ایں ہمہ یہاں کی مسلم آبادی ایک ایسی مصیبت سے دو چار ہے کہ وہ ٹل جائے تو پھر کوئی مصیبت ان کے نزدیک مصیبت ہی نہیں ہے۔

اُس کی داستان یہ ہے کہ شاید آپ باسدیو ساؤ کو جانتے ہوں یہ ایک دوسرے موضع کا رہنے والا کلوار ہے جو چند سال ہوئے پچھم طرف والے وسیم میاں اور حسین اشرف کی بدولت کچھوچھہ میں آکر بسا ہے۔ اور پچھلے ایام میں کلکتہ میں لوہے کا کاروبار کر کے بلیک مارکیٹ کی بدولت لکھ پتی بن گیا ہے۔ وہ دو سال سے جن سنگھ کا ممبر ہے۔ اور سرمایہ کے زور پر کچھوچھہ میں اقتدار حاصل کرنے کی تدبیروں میں لگا ہے۔ کتنے غریبوں کے کھیت پر قبضہ کر لیا۔ اور جب اس نے فریاد کی تو جھوٹا مقدمہ چلا کر اس کو تباہ کر دیا۔ کسی کے باغ پر، کسی کے گھر پر قبضہ کر لیا۔ کسی کا چبوترہ کھدوا دیا۔ یہ برتاو اس کا اُن ہندوؤں سے بھی ہے جو یہاں کے قدیم باشندے اور مقامی عزت دنیا رکھتے ہیں۔ اس کی غنڈہ گردی سے لوگ کچھ تھرا گئے اور کچھ گھبرا گئے ہیں اور باسدیو کے مزاج کا توازن جاتا رہا۔

کانگریسیوں کو آنکھیں دکھانا، سوشلسٹوں کو دھمکانا اور جن سنگھ کا رعب جمانا اس

کا روز مرہ ہو گیا۔ اب اس کی اسکیم غریب مسلمانوں کے خلاف بنی، جس کی ابتدا یوں ہوئی کہ آپ کو معلوم ہے کہ یہاں تعزیہ داروں کی آبادی کے اندر جا بجا چبوترے بنے ہیں جن کو امام صاحب کا چوک کہتے ہیں اور تعزیہ کی گشت میں وہ ہر چوک میں رکھا جاتا ہے، کچھ دیر لوگ وہاں ٹھہرتے اور سبیل پیتے اور شیرینی تقسیم ہوتی ہے۔ ان چوکوں میں سے ایک چوک باسدیو کے گھر سے ملا ہے، اس محرم سے پہلے والے محرم میں باسدیو نے کھدوا کر وہاں چوک ہونے سے انکار کر دیا۔ اور چوں کہ جلوس جس راستہ سے جاتا تھا اس کا دروازہ اس میں پڑتا تھا، لہٰذا اسٹرک پر لوہے کا دروازہ بنا کر اُس کو بند کر دیا۔ مسلمانوں نے جلوس کو روک کر حکومت سے فریاد کی تو حکام ضلع نے دروازہ کھلایا۔ اور چوک پر تعزیہ رکھوا کر دیوانی کی ہدایت کی۔ چناں چہ دیوانی میں اب تک مقدمہ چل رہا ہے۔

یہاں تک کہ اس سال کا محرم آگیا اور باسدیو نے زیادہ سے زیادہ فساد و خوں ریزی کا نقشہ بنایا۔ حکام ضلع بیدار مغز ہیں خود آکر محرم کے جلوس کو پر امن نکلوا دیا۔ اور شکستہ چوک کی اینٹوں سے تعمیر کرانے میں مدد دی۔ ان واقعات کے نتیجہ میں مقامی مسلمانوں کا کوئی گھر نہیں بچا ہے، جس کے خلاف کوئی نہ کوئی جھوٹا مقدمہ نہ ہو۔ اور فیض آباد اور ضمانت کی دوڑ سے جسے دیکھیے تلملا گیا ہے۔ اور غریبوں کا طبقہ جیسے جاں بلب ہے۔ چوک کے قصے سے زیادہ تعلق تعزیہ داروں کو تھا لیکن طریق کار میں اس قسم کی سرکشی تھی کہ سارے مسلمان جس سے بیزار تھے اور شریف ہندؤں کو پسند نہ تھا بس مسلمانوں کی عام بیزاری دیکھ کر اور ہندؤں کی ہمدردی کو معلوم کر کے باسدیو کا پارہ بہت چڑھ گیا۔

مسلمانوں کا قبرستان عام جو عہد مخدوم سے اب تک چلا آرہا ہے، پہلے دھوکا دیتے ہوئے اس میں پوکھر اپرانا تھا اس کو گہرا بنانے کے لیے کھدانا شروع کیا جس کو باوجود نفرت کے غریب مسلمانوں نے اس لیے پسند کیا کہ پوکھرا تیار ہو جائے جو غریبوں سے ممکن نہ تھا مگر فوراً رخ اسکیم کا سامنے آیا تو پوکھرے کے کنارے کنارے قبریں تھیں ان کو کھدوا کر لاشوں کی ہڈیوں کو پھینکوا دیا۔ اور آراضی قبرستان کا پیڑ بحیثیت پرتی آراضی کے درگاہ کے گرام پنچایت کے سرپنچ سے جو ایک یکوٹ ہے لکھوا کر اس شہرت کے ساتھ کہ یہاں پاٹھ شالہ بنوانا ہے یہاں

کالج بناکر رہوں گا۔اس موقع پر مسلمان مجبور ہو گئے کہ اگر آستانہ روح آباد کو اپنا رکھنا ہے تو اس راہ میں مٹ جانا بہتر ہے۔اب کمال پنڈت کا چبوترہ اور صحن درگاہ بلکہ قبہ مبارکہ کو نشانہ بنانے کی اسکیم ہے۔اب بتائیے کہ جو آبادی ان آفتوں میں مبتلا ہو وہ اب بارش، ہیضہ کو کیسے مصیبت سمجھے۔وہ خانماں بربادی اور ہیضہ کو بلکہ موت کو ان آفتوں سے جو ایک مغرور سرمایہ دار نے سر پر ڈالا ہے بہتر جانتے ہیں۔

جب میں مکان پر آیا عرس شریف ہو گیا اور بارش کی یورش کم ہوئی تو مسلمان کے گھر گھر سے لوگ جمع ہو کر میرے پاس آئے اور پوست کندہ حالات سنائے۔پھر شریف قسم کے ہندو آئے اور واقعات مظالم کی تصدیق کی تو میری تحریک سے پہلے ایک انجمن تحفظ درگاہ روح آباد کچھوچھہ شریف کی بنیاد رکھی گئی اور سارے مسلمان اس کے ممبر ہوئے۔اور اکثر ہندو اس کے معاون بنے کیوں کہ آستانہ عالیہ تو آسیب زدہ، جادو کیے ہوئے، پاگل کے لیے ملک بھر میں سب سے بڑا اسپتال ہے۔عرس و میلہ میں اسی (۸۰) فیصدی ہندو ہوتے ہیں اور سب کو اس درگاہ سے بھلا ہوتا ہے۔پچھلے شورش کے زمانہ میں بھی یہاں کوئی فساد نہ ہو سکا۔لہٰذا مقامی ہندوؤں نے طے کیا کہ ہم درگاہ کے لیے چندہ دیں گے اور دلائیں گے اور مسلمانوں نے بھی اسی کا ارادہ کیا۔

اس سلسلے میں ساری تفصیل سے ہٹ کر میرے ذمہ رکھا گیا ہے کہ ملک سے کسی طرح پانچ ہزار روپیہ لا کر انجمن کو دوں اس طرح ہر ایک نے کچھ نہ کچھ ذمہ داری لی ہے لیکن یہ ضروری سمجھا گیا کہ جو کچھ وصول ہو وہ انجمن ہی کی رسید سے وصول ہو اور بلا رسید دیے نہ چندہ لیا جائے نہ بلا رسید کوئی کسی کو ایک پیسہ دے، جس کو جو روپیہ وصول ہو وہ انجمن کو دیدے۔

اور خرچ انجمن کی صواب دید کے موافق ہو۔اور یہ کہ جو کچھ ہو وہ نہایت جلد ہو کیوں کہ سرمایہ دار مغرور نے ایسی صورت حال کر دی ہے کہ بے پروائی کے سبب اگر دفاع میں کچھ بھی تاخیر ہوئی تو عمر بھر پچھتانا ہوگا۔اور دیکھتے دیکھتے مسلمانوں کی زیارت گاہ کچھ سے کچھ خدا نخواستہ ہو جائے گی۔اب میں اس سوچ میں پڑا کہ میں سفر حج و زیارت میں وہ بھی ہوائی جہاز سے کر کے اپنے کو اس قابل نہ رکھا کہ اس موقع پر درگاہ مقدس کی خدمت کر سکوں۔بمبئی کے سنی

اپنی جس پریشانی میں پڑے ہوئے ہیں وہ کسی طرف متوجہ نہیں ہو سکتے۔ کلکتہ کے مل والے کر سکتے ہیں مگر مجھے وہاں پہنچنا پڑے گا اور لمبا وقت خرچ ہو جائے گا۔ احمد آباد بھی زیادہ وقت لے گا۔ ذمہ داری تو لے لی مگر رات کی نیند بھی جاتی رہی کہ کیا کروں روزانہ استخارہ کیا کچھ روشنی نہ ملی آج نماز فجر کے بعد یکبارگی خود بخود یہ خیال آیا کہ آپ کو حالات سے بہت کچھ مطلع کرتے ہوئے آپ کو اپنا قاصد بناؤں تاکہ پہلے آپ میری طرف سے حامی ملت حاجی ولی محمد صاحب وحاجی عبدالستار صاحب کو سلام ودعا کہیں ۔ پھر مزاج پرسی کریں پھر محبت بھری شکایت کریں کہ حاجی عبدالغفار صاحب کے آنے پر کیا ہوا اور معاملہ کس منزل پر ہے؟

معلوم کرنے کا انتظار ہے اور اب تک ایک خط بھی نہ بھیجا پھر کہیے کہ وہ آستانہ عالیہ اشرفیہ کے نام پر کھڑے ہو جائیں اور اس کام کو کر کے اپنا سارا کام سنبھلا ہوا اپنی آنکھوں سے ان شاء اللہ تعالیٰ دیکھ لیں، وہ کیسے کھڑے ہوں جب کہ وہ خود اپنے معاملات کے الجھن میں ہیں، تو اس کی آسان صورت یہ ہے کہ آپ کو زحمت دے کر اپنے کارخانہ میں لے جائیں اور آپ ایک ایک مزدور مرد وعورت کو میری طرف سے دعا کہ دیں اور سمجھائیں کہ یہاں ایک درگاہ شریف پونے چھ سو برس سے ہے، جہاں جادو گرتا ہے، آسیب جلتے ہیں، پاگل تندرست ہوتے ہیں، اس استھان پر کبھی ہندو مسلم فساد ہوا نہ ہو سکتا ہے۔ سب کے دل میں اس کی مان ہے۔ اس درگاہ کو ایک ظالم روپیہ والا تباہ کرنا چاہتا ہے۔ ضلع کے ہندو حکام درگاہ شریف کے بچاؤ میں لگے ہیں لیکن مقدمات اس سلسلہ میں کئی درجن ہیں اور ہزاروں ہزار روپے کا خرچ ہے مجھے کہیے کہ جو تمہارے کارخانہ میں تم کو دیکھنے آئے تھے اور دعا دینے آئے تھے ان کے دادا کی درگاہ ہے انہوں نے لکھا ہے کہ تم سب مل کر ایک ایک روپیہ فی کس چندہ دو اور دل میں جس مراد کے پورا ہونے کی منت کر لو اس میں ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور بامراد ہو گے ورنہ پھر اس درگاہ کے لیے کبھی کچھ نہ دینا آپ نے جہاں اس طرح کچھ بڑھا کر رکھا تو حضرت غوث العالم کی کرامت سے یقین ہے کہ ہر ایک خوشی سے تیار ہو جائے گا جتنا وصول ہو ایک کارخانہ کے نام رسید لکھ دی جائے اور دینے والوں کا نام اس طرح لکھا جائے کہ

جناب۔۔۔۔صاحب وجملہ کاریگران ہندو مسلم کارخانہ۔۔۔۔ناگپور۔

جناب کے بعد اگر نام کسی ہندو کا ہو تو ہمیں اس سے سیاسی فائدہ مقدمہ میں پہنچے گا کہ ہندوؤں نے اس کی حفاظت کے لیے چندہ دیا پھر آپ کو عبد الستار بھائی تمر (ضلع بھنڈارہ) لے جائیں اور پورے کارخانہ کو آپ وہاں بھی میرا پیغام پہنچادیں۔ان شاء اللہ تعالیٰ ناگپور کا حال سن کر وہ لوگ بھی اسی کی نقل کریں گے۔اور رسید صرف ایک ان کے کارخانہ کی طرف سے ہوگی اب اگر ان مزدوروں کاریگروں کے سوا کارخانہ کے باہر والے اپنی عقیدت و محبت سے کچھ نذر پیش کریں تو ان کو رسید ان کے نام سے دی جائے۔اگر ہندو ہو تو ان کا پورا نام پتہ صاف لکھ کر رسید دی جائے۔رسید میں جو کچھ لکھا جائے وہ اردو انگریزی یا تعلیمی ہندی میں ہو جس کو یہاں پڑھا جاسکے۔

جب آپ کو پانچ سو روپیہ مل جائیں تو آپ اس کو بنام مرزا مجتبیٰ علی صاحب ایم اے ایڈوکیٹ سبزی منڈی شہر فیض آباد بھیج دیں اور کوپن میں لکھ دیں کہ پانچ سو روپیہ حسب ہدایت محدث صاحب کچھوچھہ حاضر ہے ان کو مطلع کردیجیے اور رسید سے مجھ کو بھی آگاہ کردیجیے۔منی آرڈر تاریا اور وصولی کی رسید اور خط جو مرزا صاحب سے آپ کو ملے آپ کچھوچھہ شریف میرے پتہ سے بھیج دیں۔اور پانچ سو سے زیادہ جو کچھ بھی پانچ ہزار ہوں بلکہ اس سے زیادہ بھی وصول ہوں حاجی عبد الستار صاحب کے پاس جمع رہے گا مجھ کو صرف اس کی مقدار بتادیجیے۔پھر میں جس طرح لکھتا رہوں گا اس پر عمل کیا جائے۔

اگر مجھ کو معلوم ہوگیا کہ پانچ ہزار روپیہ اس طرح ہوگیا تو پھر میں اس بات سے مطمئن ہوجاؤں گا کہ بعونہ تعالیٰ اب کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی حاجت نہیں،کیوں کہ یہ کام عمر بھر نہ کیا ہے نہ کرنا آتا ہے۔مجبوریوں کی شدت سے اس کی نوبت آئی ہے۔مولیٰ تعالیٰ کے ہاتھ میں لاج ہے۔میں نے پانچ سو سے اوپر کا چندا محفوظ رکھنے کو اس لیے لکھ دیا ہے کہ اصل خرچ روپیہ کا کچہری میں ہے اور وکیلوں پر ہے کہ وقت پر نہ ہوسکا تو بڑی دشواری ہوتی ہے، لہٰذا دوسرے کام اوروں کے چندے سے انجام پاتا رہے اور میرا حاصل کردہ روپیہ اس نازک وقت کے صرف میں آئے۔ابھی مقدمات ضلع میں ہیں اور حالات آستانہ کے موافق ہیں مگر سرمایہ دار ظالم جو غریبوں کی غریبی کو آزماتا ہے وہ ہائی کورٹ لے جائے گا اور پھر خدا ہی

غریبوں کا مددگار ہے اس کا چیلنج ہے کہ ہارتے ہارتے درگاہ کو تباہ کردوں گا۔

میرا خیال ہے کہ ایک رسید بھی اتنی رقم کو کافی ہوگی جو میرے ذمہ ہے لیکن اگر دوسری جلد کی ضرورت ہو تو مجھ کو مطلع کیجیے روانہ کردوں گا۔ یا اگر پانچ ہزار سے زیادہ کی امید ہو تو بھی دوسری رسید بھی آپ طلب کرسکتے ہیں۔ میں اس خیال میں ہوں کہ چوں کہ چندا ہر ہندو وہر مسلمان ہر پارسی ہر عیسائی سے شکر گزاری کے ساتھ قبول کرنا ہے، لہٰذا اس چندا کا اثر مقامی اداروں پر بھی نہ پڑے گا جو صرف سنیوں کے چندے سے چلتے ہیں۔ آپ تو اپنے عزیز خاص ہیں اور آستانہ کے حقوق کا آپ کو اسی قدر احساس ہے جس قدر ہم لوگوں کو ہے اور پھر حاجی ولی محمد صاحب و حاجی عبدالستار صاحب بھی بالکل اپنے عزیز خاص ہیں اور حاجی ولی محمد صاحب اور حاجی عبدالغفار صاحب آستانہ کی عزت و بزرگی کو دیکھ چکے ہیں اسی لیے جرأت ہوئی کہ میں اپنی ذمہ داری ان کے حوالے کردوں ورنہ چندہ کا نام لیتے ہوئے بھی مجھ کو شرم آتی ہے۔ میں نے اپنے خیال میں جو کچھ مجھ کو کہنا چاہیے تھا وہ آپ سے کہہ دیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے عمل جوش اور گفتگو میں تاثیر اور حاجی عبدالستار وغیرہ کے دل میں عزم راسخ اور روح اعانت پیدا فرمادے اور ان کی اس اعانت کی جزا میں ان کی جان مال عزت وقار آل اولاد کی اعانت فرماتا رہے۔ گھر میں آپ کے گھر بھر کو دعا کہتی ہیں۔ مدرسین وطلبا نیز جملہ معاونین آستانہ کو میری طرف سے دعا کہہ دیجیے۔ فقط دعا گو۔

فقیر ابوالمحامد سید محمد غفرلہ اشرفی جیلانی

کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد

۲/ اکتوبر ۱۹۵۵ء۔ یوم دوشنبہ مبارکہ

مولانا الاعز الاکرم زیدت مکارمکم!

ادعیہ وافیہ وتحیہ زاکیہ!

میں تو جواب خط کا مہینہ بھر انتظار کر کے مایوس ہوگیا تھا۔ اور آپ کو مطلع کرنے والا تھا

کہ رسید بک واپس کر دیجیے، مگر آپ کا جواب گھر سے لوٹ کر بحالت سفر ملا اور پڑھا تو مایوس ہوجانے کے بعد کوئی خاص تکلیف نہیں ہوئی۔ اور قانونی مجبوری کا مجھ کو پہلے سے علم نہ تھا ورنہ ایسی بے کار بات کو میں خود نہ لکھتا۔ اب میں رقم مطلوب کے لیے خود ہی دورہ کرتا ہوں۔

البتہ اگر بغیر کسی زحمت و احساس گرانی کے آستانہ عالیہ کی محبت و عقیدت میں انشراح صدر کے ساتھ رسید کل ختم کر کے یا کچھ ختم کر کے باقی مثنی یا کل مثنی اور روپیہ آپ بھیج سکیں تو رسید کا استعمال کیجیے لیکن کوئی رسید دس روپے سے کم کی نہ ہو۔ یہ ہوسکتا ہے کہ کئی شخص مل کر ۱۰/روپے کی ایک رسید لے لیں۔ مگر یہ نہ کیجیے گا کہ کوئی رسید ۹/روپے کی بھی ہو۔ جو روپیہ حاصل ہو وہ اور رسیدوں کا مثنی یا باقی رسید جو ہو بنام مسٹر تاج الدین صاحب آشیانہ کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد بھیج دیں۔ اور لکھ دیں کہ محدث صاحب کے گھر میں دے کر گھر میں کہہ دیں کہ یہ مقدمہ قبرستان کے فنڈ کا روپیہ ہے۔ وہ مقدمہ فیض آباد سے منتقل ہو کر ضلع بستی چلا گیا ہے، کیوں کہ کلکٹر فیض آباد ہمارا ایک گواہ ہے۔ لہٰذا وہ اس ضلع میں نہیں ہوسکتا۔

واپسی میں پہنچ کر جب تک میں خود کسی وکیل کو ذمہ دار نہ بناؤں ایک روپیہ وکیل کے پاس جانا نہیں ہوسکتا۔ مرزا مجتبیٰ علی صاحب سے اب کوئی واسطہ نہیں رہا۔ اب تک جو خرچ ہوتا رہا وہ بعونہٖ تعالیٰ ہوا اور جو ہو گا وہ بھی بعونہٖ تعالیٰ ہوتا رہے گا۔

اب تو آپ کے پاس سے مولوی غلام جیلانی گئے معلوم نہیں کہ آپ پر اس کا کیا اثر پڑا۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہ کام بہ عزت تمام ہوا تو اچھا ہی ہوا۔ ان کے دماغ کی آپ کے یہاں گنجائش نہ ہونی چاہیے۔ حضرت مفتی صاحب و دیگر مدرسین و طلبہ اور گھر میں نیز بچوں کو سلام و دعا کہہ دیجیے۔ جس کے نام کی رسید کاٹیں اس پر دلی دعائیں کہہ دیں۔ فقط۔

فقیر ابوالمحامد سید محمد غفرلہ اشرفی جیلانی

(بحالت سفر) ۲۴، دسمبر ۱۹۵۶ء

مکتوبات: حافظ ملت علامہ عبد العزیز مرادآبادی بنام فقیہ اعظم

مولانا المحترم مخدومنا المکرم زید مجد ہم!

السلام علیکم!

ہدیہ مسنونہ کے بعد گزارش۔ نور چشم مولوی عبد المتین سلمہ کے اس اچانک حادثہ سے سخت افسوس ہوا۔ مولیٰ تعالیٰ ان کو صحت کامل عطا فرمائے۔ دو عریضے مکان ہی کے پتے سے حاضر کیے یہ نہ معلوم تھا کہ ابھی مرادآباد تشریف فرما ہیں۔ یہ عریضہ بھی ہدایت کے مطابق مکان ہی کے پتے پر حاضر ہے۔ خدا کرے بصحت و سلامتی مکان تشریف لے آئے ہوں۔ مبارکپور ۶۔۷۔۸/ ذی الحجہ کو جلسہ ہے۔ حضرت محدث صاحب قبلہ و حضرت صدر الشریعہ قبلہ مدظلہ کا آج گرامی نامہ تشریف لایا۔ حضرت قبلہ سے سفارش کرائی ہے، لہٰذا بمجبوری حاضری ضروری ہے۔ ارادہ ہے کہ ۴/ ذی الحجہ یوم پنج شنبہ کو کسی ٹرین سے روانہ ہو جاؤں۔ ان شاء المولیٰ تعالیٰ ختم تعطیل تک واپس حاضر ہو جاؤں گا۔ والدہ ماجدہ مدظلہا کی خدمت میں آداب و سلام۔ نور چشم عبد المتین سلمہ کو دعا۔

والسلام مع الاحترام

عبد العزیز عفی عنہ

۲/ ذی الحجہ یوم سہ شنبہ ۶۲ھ

۷۸۶

حضرت مولانا المحترم زید مجد ہم !!!السلام علیکم !

ہدیہ مسنونہ کے بعد گزارش۔

اس سے قبل ایک عریضہ حاضر کر چکا ہوں، جس سے مبارک پور کے جلسہ کا علم ہو گا۔ حضرت محدث صاحب قبلہ و حضرت صدر الشریعہ قبلہ مدظلہ تشریف لائے تھے۔ مدرسے کی کمیٹی ہوئی۔ دونوں حضرات نے مدرسہ کا نظم درست کیا اور میرے لیے طے کر دیا کہ میں حسب سابق مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم کی خدمت کروں۔ میں اس وقت صرف جلسہ کی شرکت کے لیے آیا تھا اس لیے ناگ پور واپسی کا اصرار کیا، حتی کہ دو ماہ کی رخصت ہی پر آنا چاہا لیکن کوئی بھی اس پر راضی نہ ہوا۔ سب نے اسی پر زور دیا کہ اب مبارک پور ہی قیام کروں۔ ان بزرگوں کا ارشاد لامحالہ منظور کرنا پڑا۔ مجھے آپ سے اور آپ کے مدرسے سے خلاف امید جدائی پر افسوس ہے، مگر مجبوری ہے۔ میں نے حضرت محدث صاحب قبلہ سے عرض کیا کہ دفعتاً مدرسہ چھوڑنا مناسب نہیں پہلے سے یہ اطلاع کرنا چاہیے تھی تو حضرت محدث صاحب قبلہ نے فرمایا:

”کہ میں نے مرادآباد کے جلسہ کے موقع پر مفتی عبدالرشید صاحب سے کہہ دیا تھا اور پرزور الفاظ میں ان پر اس امر کو ظاہر کر دیا تھا۔“

بہر حال آپ کی جدائی پر مجبور ہوں۔ منظور رب یہی تھا۔ نور چشم مولوی عبد المتین سلمہ کو دعا والدہ محترمہ کو آداب و سلام۔ والسلام۔

مکرمی قاری اسد الحق صاحب کو بھی مطلع کر دیا جائے۔

عبد العزیز عفی عنہ

از مبارک پور۔ ۹؍ ذی الحجہ ۶۲ھ

مکتوب: ابوالبرکات سید احمد نعیمی بنام فقیہ اعظم

محترم ذوالمجد والکرم مولانا عبدالرشید صاحب سلمہ!

علیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ!

فقیر ان دنوں مختلف مقامات میں جلسوں کے سلسلہ میں باہر رہا آج پٹیالہ سے آیا ہوں۔ جناب کا مسرت نامہ تشریف لایا۔ رکنیت منظور ہے۔ اور حزب الاحناف کے عقائد واغراض ومقاصد وقرطاس رکنیت کی ایک ایک کاپی ابلاغ خدمت کرتا ہوں۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام۔

فقیر قادری ابوالبرکات سید احمد غفرلہ

ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف۔ لاہور

گرامی نامہ: علامہ مفتی عبدالعزیز نعیمی فتح پوری

برادر عزیز سلمہ!!!

دعوات وافرہ وتحیات مسنونہ!

لفافہ موصول ہوا۔ احوال نوشتہ دریافت ہوئے۔ مکرمی ومحترمی جناب حاجی صاحب زید مجدہم السامی کے نور نظر فرزند ارجمند سلمہ کی طبیعت کی ناسازی کا حال معلوم ہوکر افسوس وملال ہے۔ مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ بجاہ سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء فرزند سعید سلمہ کو صحت کاملہ عاجلہ دائمہ عطا فرمائے۔ اور ہمیشہ آفات سماویہ وارضیہ سے مامون ومصئون رکھے۔ اور والدین کریمین دام ظلہما کے دلوں کو مسرور اور آنکھوں کو پرنور بنائے رکھے۔ آمین۔

صاحبزادہ بلند اقبال سلمہ کے لیے ایک تعویذ جو بفضلہٖ تعالیٰ نافع اور مجرب ہے۔ ارسال ہے۔ ترکیب معروف کے ساتھ گلے میں آویزاں کیا جائے۔

جو فہرست بہار شریعت وانوار آفتاب صداقت وغیرہ کتابوں کی مکمل کرکے آپ کے نام

بذریعہ رجسٹری روانہ کی گئی ہے وہی آخری فہرست۔ غالباً وہ کل ۶۳۔ جلدیں تھیں۔ اور جنہیں وصول اور تقسیم کیے ہوئے بھی ایک سال سے زائد ہوگیا۔ پھر اس کے بعد اشاعت کے لیے آج تک کتابیں نہیں ملیں۔ حالاں کہ اس وقت ایطہ خصوصاً مین پوری اور دیگر مقامات میں انوار ساطعہ اور بہار شریعت وغیرہ کتابوں کی اشاعت ضروری ہے۔ لوگوں کی فرمائش برابر آرہی ہیں جو احباب مخدومی حاجی صاحب دام اقبالہ کے فیوض وبرکات سے متمتّع ہوچکے ہیں ان لوگوں کے خطوط اب اس بارے میں آرہے ہیں کہ قرآن پاک کی تفسیر دیگر کتابوں کی طرح جلد عنایت کراکے تشکر ودعا کا موقع دیجیے۔ معلوم نہیں کہ قرآن پاک کی تفسیر کی اشاعت کے متعلق آں موصوف کا کیا خیال ہے؟

در حقیقت اس پُرفتن زمانہ میں کہ بے دینوں کی بے دینی اور لامذہبوں کی لامذہبی عالمگیر ہورہی ہے۔ اور مسلم نما منافقوں کی کیادیاں اور مکاریاں پھیل رہی ہیں، حامی سنت، ماحی بدعت جناب حاجی صاحب دامت برکاتہم وعمت فیوضہم کی دینی خدمات ملی فرائض ہزاران ہزار تحسین وآفرین کے لائق اور قابل قدر ہیں۔ اور اہل اسلام پر بہت بڑا احسان ہے۔ اور آں موصوف کا وجود اس امر میں نظیر نہیں رکھتا۔ اللہ عزوجل جناب والا کی ذات گرامی صفات کو اہل ایمان کے سروں پر عزت ووجاہت مال وثروت کے ساتھ سایہ گستر رکھے اور دولت واقبال کا آفتاب دائما تاباں ودرخشاں رہے۔

جزاہ اللہ تعالیٰ عنا وعن جمیع المسلمین خیر الجزاء۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

آپ نے جو میرے قرض کے متعلق سوال کیا ہے اس کا کیا منشا ہے؟ میں مقروض ضرور ہوں لیکن اس کا اظہار اس لیے نہیں کرتا کہ دوستوں کو تکلیف اور دشمنوں کو خوشی نہ ہو۔ آپ نے باصرار دریافت کیا ہے تو لکھے دیتا ہوں۔

دعا کیجیے! کہ اللہ عزوجل جلد از جلد اس بار سے سبکدوش فرمائے۔ اہل خانہ کی طویل علالت، خانگی اخراجات کی وسعت اور تنخواہ کی قلت ان وجوہ سے اب تک بار قرض سے سبکدوش نہیں ہوسکا۔ یہاں تنخواہ بہت ہی کم ہے بہ مشکل ضروریات زندگی پوری ہوتی ہیں۔

حضرت صدر الافاضل فخر الاماثل دام ظلہم الاقدس کے ارشاد کی بنا پر یہاں پر قیام

ہے۔ فکر میں ہوں کہ کسی ایسی جگہ تقرر کرایا جائے کہ جہاں کم از کم ضروری مصارف بآسانی پورے ہوسکیں۔ گھر کی علاحدہ پریشانی ہے۔ ہم تینوں پردیس میں پڑے ہوئے ہیں۔ دنیاوی پریشانی تو درکنار بڑی فکر اس امر کی ہے کہ فتح پور دیوبندیوں کا زور روز بروز بڑھ رہا ہے۔ چوں کہ ہم میں سے کوئی موجود نہیں۔ اس لیے اُن کو اور بھی موقع مل گیا۔ اس لیے کسی ایک شخص کے قیام کی شدید ضرورت ہے اگر اسی طرح سے میدان خالی رہا تو سخت دشواری کا سامنا رہے گا۔

قرض کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

جناب نذر محمد خان صاحب (پانچ سو روپے۔ ۵۰۰)

جناب حافظ ابراہیم صاحب (دو سو روپے ۲۰۰)

جناب حاجی محمد اسرائیل خان صاحب (اسی روپے ۸۰)

متفرق (پچاس روپے ۵۰)

بخدمت مخدومی و محترمی جناب حاجی صاحب دام اقبالہ سلام مسنون اور صاحبزادہ سلمہ کو دعوات خیر، بچوں کو دعا اور اُن کی والدہ کو سلام۔

دعا گو: عبد العزیز خان عفا عنہ

شرف منزل دادوں علی گڑھ

۳؍ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ جمعۃ المبارکۃ
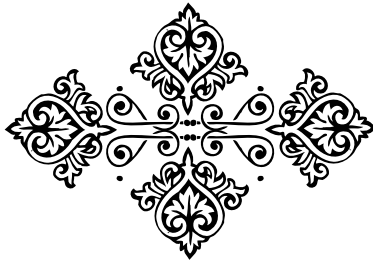
خط: جناب عبدالعزیز، ساکن لکڑ گنج، ناگپور

جناب مفتی صاحب!

مولانا قاری سہیل احمد صاحب کے بارے میں بریلی شریف سے جو فتوے آئے ہیں ان کی نقل ہم آپ کے پاس بھیج رہے ہیں۔ ان میں سے ایک فتوی وہ ہے جس کے سوالات آپ کے جامعہ کے معتمد صاحب جناب مولانا عبدالوکیل صاحب نے عبدالرحمٰن کے نام سے مرتب کر کے بریلی شریف بھیجا تھا۔ اور ان سوالات کے بارے میں بڑے جوش کا اظہار کیا ہے تھا۔ آپ مہاراشٹر کے مفتی اعظم ہیں، دین کے ذمہ دار کہلاتے ہیں، خدا کے لیے شریعت کی رکھنے کی خاطر لوگوں کو دوزخ سے بچانے کی خاطر، خود شریعت پر عمل کیجیے! اور جس قدر آپ کے بس میں ہے دوسروں سے کرائیے! جی حضوری کرنے والوں اور اپنے مطلب کے لیے دوسروں کو اور خود کو دوزخ میں ڈھکیلنے والوں کے جوش میں کچھ وقت کٹ تو جائے گا مگر آخرت ودنیا اور قیامت دونوں جگہ بے آبروئی، رسوائی اور عذاب کا منہ دیکھنا پڑے گا۔

جن دو محفلوں کا ہم نے ذکر کیا ہے ان کے حالات اور واقعات شہر والوں کو معلوم ہے اگر سوالات ہی غلط ہیں تو صحیح سوالات کیا ہیں؟ تحریر کیجیے! اور اس کا شرعی حکم بھی بیان کر دیجیے!

اور اگر جواب غلط ہے تو کھل کر صاف صاف تفصیل سے اس کا رد کر دیجیے! تاکہ ہم لوگ بدی اور عذاب سے چھٹکارا پائیں۔ اور اگر جواب صحیح ہے تو علی الاعلان توبہ سے عار مت کیجیے! آپ پر آپ کے ساتھیوں کی اور مجلسوں میں شریک ہونے والوں کی بھی ذمہ داری ہے اس لیے کہ آپ دین کے عالم بلکہ مہاراشٹر کے سب سے بڑے مفتی ہیں۔ اگر آپ غلط چلے تو قوم بھی بھٹک جائے گی۔ اور اگر آپ نے سیدھا راستہ اختیار کیا تو آپ کو خود اپنا اور قوم کی ہدایت کا بھی ثواب نصیب ہوگا۔ ہم آج سے تین دن تک آپ کا انتظار کرتے ہیں ورنہ ہم تفصیل کے ساتھ اپنے شریک ہونے والوں کا توبہ نامہ شائع کر دیں گے۔

محمد عبدالعزیز خاں اشرفی رضوی غفرلہ

مکتوب: سید بادشاہ حسینی بنام فقیہ اعظم

۸۶/۷/۹۲

مراسلہ از دفتر صدر مجلس علمائے دکن (حیدرآباد)

مورخہ ۸ جمادی الاول/۱۳۶۳ھ۔ خرداد ۱۳۵۳ ۔

منجانب سیّد محمدؐ بادشاہ حسینی قادری معتمد مجلس علما!!!

بخدمت جناب محترم مولانا محمد عبدالرشید صاحب۔ ترتیب قواعد جامعہ عربیہ ناگپور

علیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

مکتوب بلا تاریخ وصول ہوا۔ آپ کے حسن ظن اور قدرافزائی کا ممنون ہوں۔ خدا آپ کے مساعی میں برکت عطا فرمائے۔

حالات و ضروریات کے لحاظ سے مناسب ہو گا کہ اوّلاً قواعد و ضوابط اور فرائض واختیارات کی ترتیب عمل میں لائی جائے۔ پھر اگر ممکن ہو تو ادارہ ہذا کو رجسٹرڈ بھی کرا دیا جائے جس کے باعث حساب کتاب میں باقاعدگی رہے گی۔

ایک مجلس انتظامی مقامی ہونی چاہیے اور ایک مجلس شوریٰ اگر ضرورت ہو تو کل ہند اساس پر ترتیب دی جاسکتی ہے۔

سید محمد بادشاہ حسین

معتمد مجلس علمائے مکہ مسجد وواعظ۔
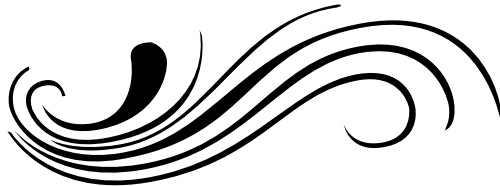
مکتوب مفتی محمد یونس نعیمی سنبھلی بنام فقیہ اعظم

۷۸۶

برادر گرامی منزلت زاد لطفکم و حبکم!

وعلیکم السلام ورحمتہ وبرکاتہ ثم السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ۔

بفضلہٖ تعالیٰ یہاں ہر طرح خیریت ہے۔ ہم سب لوگ بعافیت ہیں۔ اب میرے قوی اور میری صحت کمزور ہوگئی ہے، اس لیے اب کام زیادہ نہیں ہوتا۔ دعاؤں کا متمنّی ہوں۔ پھر جامعہ نعیمیہ اور اجمل العلوم کی نظامت کا کام بھی بے حد مشکل ہے۔ اس دور میں کسی بھی خدمت گزار شخص کو مخالفین چین سے بیٹھنے نہیں دیتے۔ طرح طرح سے بلاوجہ پریشان کرنا چاہتے ہیں۔ ان امور کے باعث عرصے سے کوئی خیریت نامہ روانہ نہ کرسکا۔ آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے از خود خیریت دریافت فرمائی۔ اچھے عالم وحافظ اور خصوصًا قاری کی بڑی قلت ہے ملتے نہیں۔ اور ملتے بھی ہیں تو بڑے نخرے۔ پھر ضلع کے آدمی دور دراز علاقوں میں جانا پسند نہیں کرتے۔ راج کوٹ وویسیکھا پٹنم کے لیے فی الحال کوئی قابل عالم وحافظ وقاری نظر میں نہیں ہیں۔ مگر خیال رکھوں گا اگر کوئی مناسب آدمی ملے تو مطلع کروں گا۔

جن حافظ وقاری کا میں نے ذکر کیا تھا وہ دور نہیں جانا چاہتے اب وہ ہلدوانی کی جامع مسجد میں مولانا قاری غلام محی الدین صاحب کی جگہ پہ امامت کررہے ہیں۔ عالم حافظ قاری ضرور ہیں مگر مقرر نہیں۔ ان اوصاف کے جامع کی ضرورت ہے ایسے افراد عنقا ہوتے جارہے ہیں۔ مولانا حافظ قاری سعید اختر صاحب نعیمی مقام وڈاکخانہ بھوجپور ضلع مرادآباد مولانا حافظ قاری عبدالغفور صاحب نعیمی ہی جامع مسجد ہلدوانی ضلع نینی تال میں ہیں۔

حضرات مدرسین جامعہ نعیمیہ خصوصًا مولانا حافظ محمد ہاشم صاحب سلمہ اور راقم الحروف اور دوسرے اساتذہ وغیرہم سلام مسنون عرض کرتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہم اور آپ سالانہ جلسے کے لیے متفقہ طور پر شعبان کی تاریخیں طے کرلیں تاکہ دونوں مقاموں کے

جلسوں میں حضرات کچھوچھہ مقدسہ خصوصاً حضور سجادہ نشین کی شرکت ہو سکے۔اور ہمیں اور آپ کو کوئی دقت نہ ہو۔سال گزشتہ آپ کے یہاں حضرت صاحب نہ جا سکے اور امسال آپ کے یہاں کا وعدہ فرما چکے ہیں۔میرے یہاں یہاں آنے کی بابت معذرت فرمارہے ہیں۔میں کوشش میں ہوں کہ یہاں کے لیے بھی کوئی تاریخ عنایت فرمادیں تاکہ اپنا کوئی بزرگ تو ہو جو شریک جلسہ ہو تو خیر وبرکت کا ذریعہ ہو۔اوراہل سنت کو خوشی ہو۔براہ کرم اس پر غور فرماکر کوئی مناسب حل نکالنے کی کوشش ضرور کی جائے۔۱۲۔والسلام مع الاکرام۔

منجانب:

مولانا الحاج محمد یونس صاحب نعیمی اشرفی

مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد

بقلم محمد حبیب اللہ غفرلہ نعیمی اشرفی مورخہ ۲۳۔۷۔۸۔۱۵۔چہار شنبہ

مکتوب: محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد خاں بنام فقیہ اعظم

۹۲/۷۸۶

مولانا المحترم المحتشم ذوالمجد والکرم زید لطفہ!

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ثم السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

خیر و عافیت طرفین محبوب۔گرامی نامہ تشریف لاکر باعث فرحت و سرور ہوا۔دین متین تبلیغ واشاعت کا بہترین ذریعہ مدارس عربیہ کی افتتاح ہے۔پھر ان میں حسن نظم ونسق تعلیم وتعلم کا لحاظ نہایت ضروری ہے۔ملاحظہ فرمائیں کہ بدمذہبوں کے کتنے مدارس ہیں اوران میں بظاہر کیسا نظم ہے۔اور سنیوں کے کتنے مدارس ہیں اور ان میں کیا حالت ہے۔آپ نے وہاں جامعہ عربیہ کا افتتاح فرماکر ایک دینی عظیم الشان کام کیا۔آپ اور جامعہ عربیہ کے جملہ اراکین منتظمہ وغیر منتظمہ ودیگر معاونین ،موافقین کو مولیٰ عزوجل دنیا وآخرت کی خیرات وبرکات وحسنات عطا فرمائے۔اور سنیت کی اشاعت کی مزید توفیق عطا فرمائے۔اور جامعہ

عربیہ بلکہ سنیوں کے تمام مدارس قدیمہ، جدیدہ میں دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔اور سر چشمہ ہدایت ومصدر فیوض وبرکات بنائے۔آمین۔امسال اس مدرسہ میں احباب کی دعا سے نہایت ترقی ہے۔آٹھ مدرسین صرف درس نظامی پڑھا رہے ہیں اور طلبہ بھی کثرت سے ہیں۔دونوں مدرسے بخوبی کام کر رہے ہیں۔اور شاہزادہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ گاؤں اپنی جاگیر ضلع بدایوں شریف ٹھہرے ہوئے ہیں اور خیر وعافیت سے ہیں۔عید میلاد شریف کے جلسہ کی دعوت فتح پور سے دس روز ہوئے ابھی سے آئی ہے۔ان شاء المولیٰ اس بار ایک دو روز پہلے وہاں جانے کا خیال ہے۔آپ کے مخلصین کی خدمات میں سلام۔والسلام

فقیر سردار احمد غفرلہ

۹؍محرم الحرام ۵۸ھ

مدرسہ عالیہ رضویہ مظہر اسلام محلہ بہاری پور مسجد بی بی صاحبہ مرحومہ، بریلی شریف

مکتوبات: حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی بنام فقیہ اعظم

۷۸۶/۹۲

ذوالمجد الاعلیٰ والکرم الامنی حضرت والا مرتبت اخی المعظم حضرت مولانا صاحب زید مجدکم!

وعلیکم السلام۔ثم، السلام علیکم۔

عین انتظار میں والا نامہ تشریف لاکر مظہر حالات ہوا۔مگر خط سے قلب محزون کو تسکین نہ ہوئی۔کیوں کہ ۱۷؍اگست کا لکھا ہوا کل ۱۷؍اکتوبر کو یعنی پورے دو ماہ میں مجھے ملا۔نہ معلوم اس درمیان میں اہل سی پی پر کیا گزری ہوگی؟ ہمارے حالات حسب ذیل ہیں۔

① میری والدہ ماجدہ ۹؍شوال کو انتقال فرما گئیں۔مجھے تار بھی دیا گیا اور خط بھی بھیجا گیا مگر تار تو ملا ہی نہیں اور خط انیس دن بعد ملا۔معلوم ہوا کہ میرے لیے ترس ترس کر دنیا سے تشریف لے گئیں۔مولانا آخری دیدار نہ ہونے کا صدمہ جس قدر ہے وہ بیان نہیں کر سکتا۔ان

کی بیماری کے خطوط آئے مگر راستہ بالکل بند تھا نہ پہنچ سکا۔ مجھے یہ بھی خبر نہیں کہ مجھ سے کیا فرماتیں۔ اور نہ معلوم ان کا علاج کیا ہوا؟ کیوں کہ منی آڈر، پارسل رجسٹری وغیرہ ڈاک خانہ لیتا ہی نہیں۔

② تاریخ عالم میں ایسے انقلاب کی مثال نہیں ملے گی۔ تقریبًا پانچ چھ لاکھ مسلمان قتل کر دیے گئے۔

③ مشرقی پنجاب کے مہاجرین تقریبًا چالیس لاکھ مغربی پنجاب یعنی پاکستانی علاقے میں لائے جا چکے ہیں۔ چناں چہ مولانا امین الدین صاحب امرت سر سے یہاں آئے جنہیں ہم نے اپنے مدرسہ میں رکھ لیا۔ مولانا احمد حسین صاحب فیروز پور سے یہاں آ گئے جنہیں عید گاہ کی خطابت کی .... ہی رکھ لیا گیا۔ کپڑا سلامت نہیں ہے۔ غرض کہ محشر کا نمونہ قائم ہے۔ حال دماغ کا تو بالکل درست نہیں۔ ہمارے تمام اعزہ و اقارب بھرا ہوا گھر بار سب ہندوستانی علاقہ میں ہے۔

کسی کی کچھ خبر نہیں۔ سب رب کے حوالے ہے۔ فاللہ خیر حافظا وھوا رحم الراحمین۔

یہاں اخباروں سے معلوم ہوتا ہے کہ کاٹھیاواڑ کے تمام مسلمان سندھ ہجرت کر گئے۔

کیا یہ درست ہے ؟ یہ بھی پتہ لگا ہے جبل پور و دیگر اہل سی پی حیدر آباد دکن ہجرت کر کے جا رہے ہیں۔ کیا یہ درست ہے ؟ اگر خدا نہ کرے یہ درست ہو تو آپ کا ارادہ کیا ہے ؟ میری رائے یہ ہے کہ آپ پاکستان میں قیام فرمائیں کہ یہ جگہ بفضلہ تعالیٰ دار الامن ہے۔ ہمارا مدرسہ حاضر ہے۔ اور میری تمام انجمن اور اہل شہر ان شاء اللہ حتی الامکان خدمت سے دریغ نہ کریں گے۔ فوراً جواب دیں۔

جناب نے جو دو سو روپے تنخواہ کی بابت تحریر فرمایا ہے میں جناب کی یاد آوری اور عزت افزائی کا تہ دل سے مشکور ہوں مگر آپ تک پہنچوں کیسے ؟ سنا گیا ہے کہ لاہور سے دہلی ہوائی جہاز سے سفر کا انتظام کیا گیا ہے۔ جس میں فی کس ۶۰؍ روپے دہلی تک کا کرایہ ہے۔

والعلم عند ربنا۔

حالات بروقت ملاقات عرض کیے جائیں گے۔ اب تو ہم لوگ اپنے وطن کے لیے

ایسے ترس گئے ہیں جیسے ٹھنڈے پانی کے لیے پیاسا۔ آپ کی یاد بہت آرہی ہے۔ مگر کیا کیا جائے۔ نہ معلوم ہے اس وقت کیا کیا تحریر کرگیا ہوں اس کا جواب جلد مرحمت فرمائیں۔

(اگر حضرت مولانا عبدالرشید خان صاحب قبلہ ناگپور نہ ہوں تو جن کو یہ خط ملے وہ سی پی کے مسلمانوں کی حالت سے اطلاع بخشیں، رب اجر دے گا۔)

از گجرات، احمد یار خاں

۱۹/ اکتوبر ۱۹۴۷ء

محترمی و معظمی حضرت والا مرتبت مولانا صاحب قبلہ دام ظلہم!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

کل والا نامہ تشریف لاکر کاشف حالات ہوا، والدہ محترمہ مرحومہ کی رحلت کی خبر سے بہت رنج ہوا۔ گویا ایک دروازہ جنت تھا جو بظاہر بند ہوگیا۔ رب تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمادے۔ اور جناب والا کو صبر واجر نصیب کرے۔ یہاں آج ان کی روح پر فتوح کو ایصال ثواب کیا گیا۔ عزیزی مولوی آل حسن صاحب سلمہ ابھی تک تشریف نہیں لائے، بلکہ مجھے ان کی آمد کی خبر آپ کے خط سے معلوم ہوئی جس نے ان کا منتظر بنادیا۔

اگر حضور والا میری تصنیفات یہاں سے خرید لیں یا وہاں چھپوالیں اور عام اعلان بھی کردیں تو ان شاء اللہ المولیٰ الرحمٰن بہت فروخت ہوں۔ اجر اور نفع دونوں کی امید ہے۔ اگر آپ ہمت کرکے فی الحال تفسیر کا پہلا پارہ چھپوالیں تو بہت ہی اچھا ہو۔ اور جاء الحق اگر ہمت فرمادیں تو بھی۔

آج اخبار میں ہے کہ بیمہ یکم مئی سے جاری ہوجائے گا۔ مطلع رہیں۔ تفسیر جلد اول کی .... یہاں سے بھیج دی۔ پاکستان سے ہندوستان بذریعہ ڈاک خانہ کے مال جاتا ہے ریلوے کی جمع جز...... اگر حضور والا نے مال طلب فرمایا تو پھر تحقیق کرلی جائے گی۔ البتہ روپیہ وغیرہ نہیں آسکتا۔ اس کی آسان سبیل یہ ہے کہ وہاں کسی میمن سیٹھ صاحب کو آپ رقم ادا کردیں ان کی کوئی

دکان نہ ہو۔ یا کراچی میں مکان ہو وہ ہم کو یہاں رقم دے دیں۔ میں حاشیہ کا چھبیسواں پارہ لکھ رہا ہوں بعد فراغت ارادہ ہے کہ حاضر خدمت ہوں ۔ دعا فرمادیں۔ بھائی صاحب کو سلام عرض۔

احمد یار خان

۲۸/ اپریل ۵۵ء پنجشنبہ۔

مکتوبات: مولانا آل حسن نعیمی سنبھلی بنام فقیہ اعظم

۷۸۶

مخدومی و مطاعی حضرت شیخ الجامعہ دامت برکاتھم العالیہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

۸/ جمادی الاولیٰ کا گرامی نامہ آمدہ ۱۰/ جمادی الاولیٰ خادم کی آمد مورخہ ۲۰/ جمادی الاولیٰ کو باعث اعزاز ہوا۔ خادم کا یہ سفر بالکل پرائیویٹ سا بن گیا ہے، گجرات کی مہمان نوازیوں میں ۵/ یوم صرف ہو گئے۔ علی پور شریف میں بمشکل ۵/ یوم میں چھٹکارا ملا۔ یہاں آکر اُدھر کے اعزہ مل گئے ان میں بڑا وقت صرف ہوا۔

پرسوں شب میں حضرت صاحب سجادہ کچھوچھہ شریف کراچی سے تشریف لے آئے وہ نہیں چھوڑتے ہیں۔ غالباً جامعہ کا کام کراچی پہنچ کر ہی ہوگا۔ اور اُدھر روانگی میں ابھی ہفتہ عشرہ کی تاخیر ہوگی۔ حالات تو ناسازگار ہیں ہی پھر بھی اگر.... درست ہو گئی اور کام کی ابتدا کی کوئی اچھی راہ نکل آئی تو کامیابی بعید بھی نہیں ہے۔ علی پور شریف کے شاگردان بہت سعادت مندی سے پیش آئے۔ مولانا عبدالمتین خاں صاحب نے لاہور کے پتہ پر خط لکھا ہے کہ راولپنڈی جاؤں اس لیے ایک ہفتہ کے بعد دو تین یوم کے لیے اُدھر بھی ارادہ ہے۔ ماہ رجب میں اُدھر کے لوگ زکاۃ نکالتے ہیں لیکن یہاں کے لوگ اُدھر کے لیے دینے کے پہلے ہی سے عادی نہیں ہیں اور یہاں مدارس کی موجودگی میں یوں بھی تحریک کے دروازے بند ہیں اور ان علمائے کرام کی

مصلحت کے خلاف ہے۔ بہر حال ابھی تو من مارے ہوئے مہمان نوازی میں وقت کاٹ رہا ہوں خدا بڑا کارساز ہے۔ دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اُدھر ماہ شعبان ورمضان بھی قریب ہے پاسپورٹ کی مدت ۹/ اپریل ۱۹۵۳ء تا ۹/ اپریل ۱۹۵۴ء ہے۔ جو ۵/ شعبان کو ختم ہوجائے گی۔ البتہ ویزے کی مدت ۱۵/ مئی ۱۱/ رمضان تک ہے۔ اگر کراچی پہنچ کر حالات سازگار ملے تو پاسپورٹ کی مدت میں اضافہ کرالیا جائے گا تاکہ ۱۰/ رمضان تک کراچی اور بقیہ رمضان کلکتہ وغیرہ میں کام ہوجائے۔ السعی منی والاتمام من اللہ۔

رشتہ کے متعلق حضرت مفتی صاحب قبلہ سے خادم نے خود ہی بات کی تھی انہیں خود یہ رشتہ بہت پسند ہے لیکن انہیں یہ معلوم ہے کہ محمد میاں سلمہ کی عمر ۲/ سال کم ہے۔ یہ حساب انہوں نے یوں لگایا کہ ان کے کچھوچھہ شریف میں تقرر سے یہ ۱/ سال بعد پیدا ہوئے تھے۔ اوراس وقت صاحب زادی کی عمر ۲/ سال تھی۔ واللہ اعلم۔

محمد میاں کی باڈی دیکھ کر شروع میں، میں انہیں پنجابی لڑکا سمجھا ۱۱/ سال کے بعد دیکھا اس وقت وہ نحیف الجثہ تھے اوراب ان کا ڈیل ڈول پنجابی ہوگیا۔ اور بالیدگی خوب ہوگئی چہرہ بھرا ہوا سرخ اور قوی الجثہ ہوگئے۔ پنجابی لباس شلوار وقمیص اور جناح کیپ میں رہتے ہیں۔ جوش جہاد میں پریڈ وغیرہ بھی خوب کی ہے۔ تندرستی بہت اچھی ہے۔ دورہ حدیث پڑھ رہے ہیں۔ جلسوں میں نعت وغزلیں ترنم سے بڑے بڑے مجمعوں میں پڑھتے ہیں۔ ان کی باڈی سے وہ ۱۸۔ ۱۹/ سال سے زائد کے معلوم ہوتے ہیں۔ بہر حال میں نے مفتی صاحب قبلہ کو استخارہ کا مشورہ دیا ہے تاکہ تردد رفع ہو۔

بریلی کے مصارف کے متعلق جب میں نے سنبھل میں اپنی بیوی سے ذکر کیا تو بہت خفا ہوئیں کہنے لگیں اشرفیاں لٹاتے ہو اور کوئلوں پر مہر بے محل بے جا خرچ اور خرچ کرنے کی جگہ حساب کا کھاتہ کھول رکھا ہے۔ ان سے خرچ ہرگز نہ لینا۔ چناں چہ پہلے ہی خط میں لکھتا لیکن بھول گیا۔ اس کا کوئی حساب نہیں۔ ایسے ہی ایک اور موقع پر انہوں نے مجھے برمحل ٹوکا تھا۔ یہ بات بڑی تکلیف کی ہے کہ ۷۲ھ کی رپورٹ ہنوز طبع نہیں ہوئی۔ ۷۳ھ میں ۷۱ھ کی رپورٹ کا کیا وزن ہوگا؟ آخر وہ طبع کرانی ہی ہوگی۔ بروقت طبع ہوجائے تو سونے پر سہاگہ کا کام

دے گی۔ لہٰذا جملہ کاموں پر اسے مقدم تصور فرمائیں۔ قرآن شریف بلاک والا دوبارہ پہلے سے عمدہ طباعت کے ساتھ سامنے آنے والا ہے انتظار فرمائیں۔ وہیں سے بھیج دیا جائے گا اور ہدیہ کراچی میں پیش کردیا جائے گا۔ نرخ وغیرہ بذریعہ خط وکتابت ان سے طے فرمالیں۔

آج محدث صاحب قبلہ لاہور تشریف لا رہے ہیں کل رحیم یار خاں شہر میں جلسہ میں جائیں گے۔ اور ۲/ماہ پاکستان رہیں گے۔ حضرت صاحب ومولانا سید احمد صاحب سلام عرض کرتے ہیں۔ فقط والسلام۔

وہاں سب کو سلام عرض ہے۔ جواب سے یہیں سرفراز فرمائیں۔

خادم آل حسن عفی عنہ

۲۴/ جمادی الاولی ۱۳۷۳ھ دوشنبہ۔ ۳۰: ۱۹۲۶ء

مخدومی ومطاعی سیدوی ومولائی حضرت شیخ الجامعہ دامت فیوضہم العالیہ!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

گرامی نامہ کل بعد انتظار شدید شرف صدور لایا۔ حالات معلوم ہوکر اطمینان ہوا۔ مولانا محمد میاں صاحب سجادہ نشین کچھوچھوی کل کراچی روانہ ہوگئے۔ محدث صاحب قبلہ ۱۷۔۱۸/ کو گجرات ۱۹۔۲۰۔۲۱/مارچ کو لاہور کے جلسوں میں شرکت فرمائیں گے خادم بھی اس پروگرام میں شریک رہے گا۔ اور وہیں حضرت مفتی صاحب قبلہ سے تبادلہ خیال کرکے انہیں اس امر پر تیار کرے گا جو حضور نے تحریر فرمایا ہے۔ کاش وہ تیار ہوجائیں تو بہت ہی اچھا ہے۔ محمد میاں صاحب کی داڑھی ابھی ظاہر نہیں ہوئی۔ آغاز معلوم ہوتا ہے۔ شکل وشباہت نقشہ وغیرہ بہت اچھا ہے۔ آنکھیں بھی کشادہ اور اچھی ہیں۔ چہرہ بھی دیدہ زیب اور گورا ہے۔ اعضا متناسب ،جسم نہ بھاری نہ ہلکا۔ بلکہ مناسب۔ تندرستی اچھی، ذہن تیز۔ آواز سریلی۔ تقریر جوشیلی۔ نعت خوانی میں آواز سریلی۔ کیرکٹر اور خیالات پاکیزہ۔ جسم کا نموو بالیدگی ٹھیک۔ ورزشی بدن۔ پریڈ کیے ہوئے ہیں۔ ان کا قد اس وقت مولوی حبیب میاں سلمہ کے برابر ہے۔ مولوی عبد

المتین سلمہ لمبی پوتی کے ہیں۔ ان کا چہرہ بھوپالی طالب علم اظہار کے چہرہ سے ملتا جلتا ہے۔

مولوی عبد المتین صاحب سلمہ نے راولپنڈی سے بلانے کا خط لکھا تھا۔ میں نے اس کے جواب میں جو خط لکھا تھا اس کے جواب کا ۱۰/ یوم سے انتظار کر رہا تھا کہ حضور کے گرامی نامہ سے بحوالہ مفتی صاحب قبلہ ان کا کراچی جانا معلوم ہوا۔ اس لیے آج احتیاطاً دوسرا خط لکھا ہے اور اس کا جواب گجرات سے منگوایا ہے۔ اگر وہاں خط مل گیا تو ایک دو روز کے لیے راولپنڈی بھی جانا ہوگا۔ پھر لاہور آؤں گا۔ اس وقت تک حضور کا جواب بھی لاہور آجائے گا۔ جواب سید صاحب (ابوالبرکات سید احمد) کے پتہ (انجمن حزب الاحناف لاہور) پر ارسال فرمائیں۔ اور جواب میں عجلت ہی فرمائیں تاکہ ۲۲/ مارچ تک لاہور پہنچ جائے۔ اگر کسی وجہ سے تاخیر ہوگئی تو میرے دوسرے پتے پر منتقل ہوگا۔

مولوی عبد المتین صاحب سے مل کر ہی ان کا صحیح نظریہ معلوم ہوگا۔ اور تب ہی ان کے لیے یہاں کسی سے کوئی بات چیت مناسب ہوگی۔ پہلے تو انہیں ان کے مفاد جامعہ کے قیام میں ہی دکھائے جائیں گے، کہ بنی بنائی جگہ کو سنبھالنا ہی ان کے لیے مستقبل کو روشن کرے گا۔ آئندہ جیسی ان کی رائے ہوگی عرض کروں گا۔

① کراچی بہت بڑا شہر ہے۔ میر یوسف علی صاحب یا ان جیسے دوسرے مخلصین حضرات کے پورے پتوں کی ایک علاحدہ فہرست ارسال فرمائیں۔ اور ہر ایک کو براہ راست تحریک نامہ بھی ارسال فرمادیں اور خاص لوگوں کو دستی خطوط بھی تاکہ وہ ذمہ داری کے ساتھ تعاون کریں۔

② رپورٹ چھپتے ہی کراچی کے کسی پتہ پر ارسال فرمادیں۔ اور اس پتہ سے خادم کو آگاہ فرمائیں۔

③ جامعہ کے گجراتی میں اشتہارات تو میرے پاس موجود ہیں۔ اردو میں کراچی ہی کے پتہ پر ارسال فرمادیے جائیں۔ ۱۰۰۔ عدد۔ رپورٹ بھی ۵۰ عدد۔

کراچی میں قیام گاہ کے لیے بھی مناسب رائے کا اظہار فرمائیں جہاں کا قیام دوسروں پر اثر انداز ہو اور ان پر قیام بار خاطر بھی نہ ہو۔

④ شعبان ورمضان کے لیے کلکتہ وڈھاکہ بھی ضروری ہے۔اس لیے کراچی قیام مختصر ہو۔البتہ اگر سلسلہ اچھا بندھ گیا توشعبان بھی صرف ہوجائے کچھ مضائقہ تونہیں۔

مولانا میاں صاحب کراچی ہیں اور وہاں قرآن شریف طبع کرانے والے میمنوں نے خلاف حق طباعت کادعوی دائر کرنے کی تیاریاں کرلی ہیں۔

⑤ شعبان میں جلسہ دستار بندی امسال کن تاریخوں میں ہوگا اور کن حضرات کودعوت دی گئی ہے؟اس امر سے خادم کوآگاہ رکھیں۔

نوٹ:۔پانچوں باتوں کے جواب سے جلد آگاہ فرمائیں۔

سید صاحب کی طرف سے جواب سلام قبول فرمائیں۔اور خادم کاوہاں سب حضرات کو سلام۔بچوں کودعافرمائیں۔فقط والسلام۔

محمد آل حسن عفی عنہ

۹/رجب المرجب۔دوشنبہ۔۲۶۔۳۔۱۵

ازلاہور اندرون دہلی دروازہ۔

مکتوب ③

سیدی ومولائی استاذی وملاذی حضرت شیخ الجامعہ دامت برکاتہم العالیہ!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

۲۷/جمادی الاخریٰ کالفافہ گرامی موصول ہوا۔حساب کا پرچہ بھی درست ہے۔ان شاءالمولیٰ تعالیٰ عن قریب ۳۱۰/روپے ۱۸/پیسے ارسال خدمت کروں گا۔حضرت مولانا محمد حسن خاں صاحب ان دنوں کہاں ہیں اور کیا کررہے ہیں؟میرا سلام فرمادیں۔سنبھل میں بارش معمولی رہی۔ایکھ ودھان کی ضرورت پوری نہیں ہوئی۔باقی فصلیں ٹھیک رہیں۔گرمی شدید رہتی ہے۔غرب سے کتب کی درآمد وبرآمد ۶۵ءکی آپس کی جنگ کے بعد دونوں طرف بندہے۔خادم نے لاہور سے ۳۰۰/روپے کی کتب خریدیں تھیں،جولاہور کے باڈر سے واپس کرنی پڑیں۔اور وہ وہیں پڑی ہیں۔بطور تحفہ پارسل بھی بند ہیں۔ساتھ میں ایک ایک نسخہ

لا سکتے ہیں،

وہ بھی محدود مقدار میں۔ تفسیر نعیمی و مراۃ المناجیح وغیرہ بھی لایا تھا بارڈ سے واپس کرنی پڑیں۔ بیرسٹر نواب شریف صاحب ووکیل سید ریاض الدین صاحب، کو بھی میرا سلام پہنچادیں۔ اور مولانا حافظ عبد الحفیظ صاحب و مولانا الحاج عبد الوکیل صاحب کو بھی نیز جمیع پرسان حال کو سلام عرض ہے۔

قبل ازیں ایک استفتا میری طرف سے اور کل دوسرا استفتا تفصیلی اسلام الدین صاحب کی طرف سے گیا ہے۔ یہ دوسرا بھی قابل جواب ہے۔ دونوں کا جواب مختلف جگہوں سے منگوائے ہیں۔ خادم زادہ نور چشم انظار حسن سلمہ سلام عرض کرتا ہے۔ مولوی محمد میاں صاحب سلمہ کیا کر رہے ہیں؟

مندرجہ ذیل دو اصحاب کے لیے رمضان شریف میں قرآن شریف سنانے کی جگہیں درکار ہیں۔ ان دونوں کے پتے بھی علاحدہ علاحدہ درج ذیل ہیں۔ اور ۱۵؍ شعبان تک ان کی جگہوں کی اطلاع خادم کو بھی فرما سکتے ہیں۔ پتہ صفحہ آئندہ پر ہیں۔

(۱) حافظ مولوی محمد شفیع صاحب طالب علم اجمل العلوم سنبھل

(۲) مولوی قاری حافظ ابوالفتح صاحب طالب علم جامعہ نعیمیہ بازار دیوان مراد آباد

ان دونوں کے نام فہرست امیدواران میں درج فرمالیں! خادم ممنون ہوگا۔

فقط والسلام۔

خادم آل حسن عفی عنہ

بشرف ملاحظہ گرامی حضرت شیخ الجامعہ دامت برکاتہم العالیہ!!!

مخدومی و محترمی سیدی و مطاعی مدت فیوضکم!

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ!

امید ہے کہ حضور بخیر وعافیت ہوں گے؟ خادم ۳؍ یوم گجرات رہا۔ جلسے نہایت شان

دار رہے۔ وہاں سے محدث صاحب قبلہ ایک رات کے لیے لالہ موسیٰ تشریف لے گئے تھے ۔ پھر لاہور تشریف لے آئے۔ یہاں کا جلسہ بھی رات کو ختم ہو گیا ہے۔ اب محدث صاحب بھاولپور تشریف لے گئے ہیں۔ خادم نے بواسیر کے مسوں کو نکلوانے کے لیے ایک بواسیر کے حکیم صاحب (جو اس میں مشہور ہیں) کی طرف رجوع کیا ہے ۔ انہوں نے مسوں کو برآمد کر کے دھاگوں سے باندھ دیا ہے۔ پانچ مسے ہیں دو اصبح و شام لگاتے ہیں ۳ دن میں بالکل سوکھ کر نکالنے کا وعدہ کیا ہے۔ اور پچاس روپیہ فیس مقرر کی ہے۔ دعا فرمائیں کہ خداوند کریم صحت کلیہ عاجلہ عطا فرمائے۔ تکلیف کی وجہ سے نقل و حرکت زیادہ نہیں کر سکتا۔ موجودہ حالت کو دیکھ کر ۲۵/ مارچ تک لاہور سے روانگی مشکل ہے۔

عزیز گرامی مولوی عبد المتین خاں صاحب کراچی پہنچ گئے ہیں۔ حضرت مفتی احمد یار خاں صاحب قبلہ اپنے صاجزادے محمد میاں صاحب سلمہ کی نسبت کے لیے اپنے داماد کی بھانجی کے لیے مجبور ہو رہے ہیں جو بے ماں کی غریب لڑکی ہے۔ ان سے اب کوئی امید باقی نہیں رہی ہے۔ لہٰذا اب تمام تر توجہ ادھر سے منتقل کر کے اُدھر ہی لگانی چاہیے۔ اطلاعاً یہ عریضہ حاضر خدمت ہے۔

حضور کا کوئی گرامی نامہ ابھی لاہور نہیں ملا، صبح، شام انتظار ہے۔ وہاں سب کو سلام عرض ہے۔ بچوں کو دعا۔ مولوی عبد المتین سلمہ کا پتہ تحریر فرمائیں۔ لاہور ہی جواب دیں۔

فقط والسلام۔

آل حسن

از انجمن حزب الاحناف اندرون دہلی دروازہ لاہور

جوابی گرامی نامہ: فقیہ اعظم بنام مولانا اہل حسن نعیمی سنبھلی

مولانا المحترم زید حبکم!

وعلیکم السلام ورحمتہ وبرکاتہ!

جوابی کارڈ ملا۔ حالات دریافت ہوئے۔ فرمائش کی جو چیزیں دستیاب ہوسکیں ان شاء المولیٰ تعالیٰ لیتا آؤں گا۔ بیرونی چندے کی رسید دلی شہر میں ہے عبد المتین سے فرمادیں وہ نکال دیں گے۔ مولانا محمد بشیر صاحب اہل رائے پور سے ایسا ہی وعدہ تھا جب کہ ناگپور ملے تھے آپ سے۔ پونہ اور احمد آباد والوں نے انہیں مجبور کردیا لہٰذا اب وہ براہ احمد آباد پنجاب واپس ہوجائیں گے۔ امید ہے کہ عزیزی مولوی مظہر صاحب سلمہ بخیریت ناگپور پہنچ گئے ہوں گے۔ اور یہاں کے تفصیلی حالات سنائے ہوں گے۔ میں بھی ان شاء المولیٰ القدیر ۲۱/محرم پنجشنبہ کو ۴/بجے میل سے ناگپور کے لیے روانہ ہوجاؤں گا۔ جملہ احباب ومدرسین وطلبہ سے نام بنام سلام ودعا فرمادیں۔ والسلام۔

محمد عبد الرشید غفر لہ

از بمبئی کاٹک بندر۔ جبلپور

۹/جمادی الاخریٰ ۸۷ھ
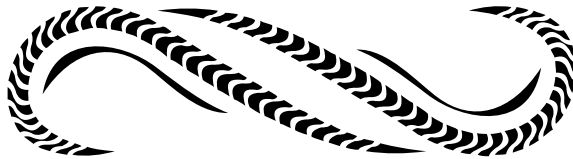
مکتوبات: سرکار کلاں سید مختار اشرف کچھوچھوی بنام فقیہ اعظم

حضرت استاذنا المحترم ذوالمجد والکرم!

سلام مسنون!

گرامی نامہ تشریف لایا تعمیل حکم میں مجال عذر نہیں۔ نور چشم مولانا سید اظہار اشرف سلمہ برہان پور و مالیگاؤں گئے ہیں ان کا انتظار ہے۔ بات یہ ہے کہ انہیں تاریخوں میں پورنیہ جلسہ ہورہا ہے، جس میں اپنی شرکت بہت ضروری ہے اور وعدہ بھی کرچکا ہوں، لیکن اگر نور چشم موصوف میرے وعدہ کو پورا کردیں گے تو پھر میرے لیے کوئی بات مانع سفر نہ ہوگی۔ اور میں براہ اٹارسی ۳۰/ اکتوبر کو ۳/ بجے دن تک ناگپور پہنچ جاؤں گا۔ بہرحال یقینی طور پر کوئی فیصلہ نہیں کرسکا ہوں اطلاعاً عرض ہے۔ سب کی خدمات میں سلام مسنون فرمادیں۔ والسلام۔

سید محمد مختار اشرف

سجادہ نشین کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد

۱۴/ اکتوبر ۱۹۶۹ء

حضرت استاذنا المحترم ذوالمجد والکرم!

سلام مسنون!

ایک عریضہ مکان سے حاضر خدمت کرچکا ہوں اور یہ دوسرا عریضہ بحالت سفر بنارس حاضر کررہا ہوں۔ پورنیہ معذرت نامہ بھیج دیا گیا ہے وہاں نور چشم مولانا سید اظہار اشرف سلمہ پہنچیں گے۔ اور میں ان شاء المولیٰ تعالیٰ ۲۸/ اکتوبر یوم سہ شنبہ کو کاشی ایکسپریس سے روانہ ہو کر ۲۹/ اکتوبر یوم چہار شنبہ کی صبح اٹارسی پھر وہاں سے روانہ ہوکر غالباً ۳/ بجے دن تک ناگپور پہنچ

کر حاضر خدمت ہوں گا۔ اطلاعاً عرض ہے تمام عزیزان سلسلہ اشرفیہ و مدرسین و طلبا و حاضرین مجلس سب سے سلام مسنون عرض فرمادیں۔ والسلام۔

نوٹ۔ اہل آکولہ کو بھی پروگرام سے مطلع فرمادیں۔

سید محمد مختار اشرف سجادہ نشین

کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد

۱۸/ اکتوبر ۱۹۶۹ء۔ یوم سہ شنبہ

(بملاحظہ عالیہ حضرت استاذنا المحترم مولانا مفتی عبدالرشید خان صاحب اشرفی نعیمی مدظلہ۔ بانی جامعہ عربیہ اسلامیہ محلہ نال صاحب شہر ناگپور)

مکتوب ۳

حضرت استاذنا المحترم ذوالمجد والکرم! سلام مسنون!

آپ حضرات سے رخصت ہو کر کل ساڑھے تین بجے دن میں بنارس پہنچا۔ اٹارسی میں باطمینان جگہ مل گئی تھی۔ آج یکم / رمضان المبارک یوم چہار شنبہ کو بحالت قیام بنارس یہ عریضہ حاضر خدمت کررہا ہوں۔ ان شاء المولیٰ تعالیٰ کل ۲/ رمضان المبارک کی شام تک گھر پہنچوں گا۔ مفتی اعظم مدظلہ کا ارشاد گرامی ہی فیصلہ قرار پایا۔ جس کی تائید فقیر نے بھی کی۔ لہٰذا یہ متفقہ فیصلہ ہوا۔ میرے خیال میں اس فیصلہ پر حضرت سبقت فرمائیں تاکہ پہلوتہی کا داغ جامعہ پر نہ پڑے۔

اس سلسلے میں محبی مخلصی جناب سید ریاض الدین احمد صاحب وکیل اور مولوی عبد الوکیل صاحب سے استعفا حاصل فرما کر مولوی عبدالوکیل صاحب کی جگہ عارضی طور پر کسی کا انتخاب فرمادیں۔ جو جامعہ کی خدمات انجام دے سکیں۔ اس فیصلہ پر عملی ثبوت و اعلان ضروری ہے تاکہ فریق ثانی کو گمراہ کرنے کا موقع نہ ملے۔ اب اس کے بعد اگر فریق ثانی نے فیصلہ سے اعراض کیا یعنی مدرسہ امجدیہ کے ختم کرنے کا عملی اعلان نہ کیا تو اس کی رپورٹ ایک مفتی اعظم کی خدمت میں اور ایک فقیر کے پاس روانہ فرمادیں۔ تمام اراکین جامعہ عربیہ

ومدرسین خصوصًا مولوی عبد الحلیم صاحب اشرفی وحاضرین مجلس سے سلام مسنون فرمادیں۔فقط والسلام۔

منتظر جواب۔

سید محمد مختار اشرف سجادہ نشین

بحالت قیام بنارس

حضرت استاذنا المحترم ذوالمجد والکرم!

سلام مسنون!

۱۵/ نومبر کو کاپیاں وصول ہوئیں دستخط ومہر ثبت کر کے مفتی اعظم مدظلہ کی خدمت عالیہ میں آج ہی ذریعہ رجسٹری روانہ کردی گئیں۔اور ایک عریضہ بھی رکھ دیا ہے تاکہ مکمل فرمادیں۔اور براہ راست روانہ فرمادیں۔ایک عریضہ بنارس سے روانہ کرچکا ہوں۔اگر تکمیل کی نوبت نہ آئی ہو تو مفتی اعظم مدظلہ کی تصدیق کے بعد عمل بہتر ہے۔اور اگر ہو گیا ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔تمام مدرسین وطلبہ وحاضرین مجلس سے سلام مسنون۔والسلام

سید محمد مختار اشرف

سجادہ نشین کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد

۴/ رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ۔۱۵/ نومبر ۱۹۶۹ء۔شنبہ مبارکہ

بنام مولانا عبد الحلیم بملاحظہ فقیہ اعظم

عزیزی سلکم المولیٰ تعالیٰ!

سلام مسنون!

مولانا اسلم صاحب کے پاس معذرت نامہ روانہ کردیا گیا اگر مناسب سمجھیں تو آپ بھی

مطمئن کردیں۔ فیصلہ کی تینوں کاپیاں حضرت مفتی اعظم کی خدمت میں روانہ کردی گئیں۔ ساتھ ہی ساتھ ایک عریضہ بھی رکھ دیا ہے۔ میں نے اپنی دستخط و مہر ثبت کردی ہے۔ اگر مفتی اعظم نے اپنی دستخط و مہر ثبت کر کے جامعہ عربیہ ومدرسہ امجدیہ میں بھیج دیا تو فیصلہ مکمل ہوجائے گا۔ اور جانبین کے حق میں واجب العمل ہوگا۔ اور اگر خدانخواستہ حضرت مفتی اعظم نے باوجود فیصلہ سے متفق ہونے کے اپنے آپ کو غلط فہمی میں مبتلا کردیا تو یہ ان کے وقار کے منافی ہوگا۔ اور جانبین پر صرف میری دستخط و مہر پر فیصلہ نافذ نہ ہوگا۔ آئندہ کے حالات پیش آنے پر مطلع کردیں گے۔

اس خط کو حضرت شیخ الجامعہ مدظلہ بھی ملاحظہ فرمالیں تو بہتر ہے۔

اراکین مدرسہ ومدرسین وطلبہ خصوصاً حضرت بانی مدرسہ مدظلہ کی خدمات میں سلام مسنون عرض کردیں۔ والسلام۔

سید محمد مختار اشرف

سجادہ نشین کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد

۸ / رمضان المبارک۔ ۱۹ / نومبر ۱۹۶۹ء

حضرت استاذنا المحترم ذوالمجد والکرم!

وعلیکم السلام ورحمتہ وبرکاتہ۔ ثم السلام علیکم!

گرامی نامہ پہنچا۔ حالات سے مطلع ہوا۔ میں نے دونوں کاپیاں ذریعہ رجسٹری مفتی اعظم کی خدمت میں روانہ کردی ہیں اور امید ہے کہ تصدیق فرماکر روانہ فرمادیں۔ اور اگر دستخط و مہر کے ساتھ فیصلہ بھیج دیں تو صرف جناب وکیل سید ریاض الدین صاحب ومولوی عبدالوکیل صاحب اپنا اپنا استعفا تحریری دفتر میں داخل کردیں نہ اشتہار کی ضرورت ہے نہ اخبار کی حاجت۔ یہی کافی ہے۔ اور اگر متفقہ فیصلہ پر حضرت مفتی اعظم نے اپنی تلون مزاجی کی وجہ سے دستخط و مہر ثبت نہ فرمائی تو صرف میری دستخط و مہر سے یہ فیصلہ نافذ نہ ہوگا۔ اور نہ پھر

جانبین پابند ہوں گے۔ اگر مناسب خیال فرمائیں تو ایک کاپی دفتر سے برائے حصول دستخط و مہر حضرت مفتی اعظم کی خدمت میں روانہ فرمادیں اور جوابی لفافہ بھی ساتھ رہے، ممکن ہے کہ کچھ نہ کچھ جواب عطا فرمادیں۔ سب کو سلام و دعا۔ فقط والسلام۔

سید محمد مختار اشرف

سجادہ نشین کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد

۱۶ر رمضان المبارک۔ ۲۷ر نومبر ۶۹ء

استاذنا المحترم ذوالمجد والکرم!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

گرامی نامہ تشریف لایا۔ حالات سے مطلع ہوا۔ ۱۵ر شوال المکرم تک بسلسلہ تقریبات خاندانی مکان ہی پر قیام رہے گا۔ اس کے بعد جو بھی پروگرام ہوگا اس سے مطلع کروں گا۔

حضرت مفتی اعظم مدظلہ العالی نے یقیناً ایک جماعت سے متاثر ہوکر متفقہ فیصلہ پر دستخط فرمانے سے چشم پوشی اختیار فرمائی ورنہ اب تک فیصلہ کا نفاذ ہوجاتا۔ اب اس بارے میں مزید توجہ مبذول کرانا لاحاصل ہے۔ اگر مفتی اعظم مدظلہ العالی ناگپور تشریف لے جائیں اور اس فیصلہ میں ترمیم یا تنسیخ چاہیں تو پھر جانبین کو اختیار ہے کہ اپنے مفاد کے پیش نظر جو ان کے حق میں بہتر ہو منظور کریں۔ اور یہ متفقہ فیصلہ حضرت مفتی اعظم مدظلہ کے دستخط نہ فرمانے کی وجہ سے کالعدم قرار پائے گا۔ اور پھر یہ متفقہ فیصلہ جانبین پر نافذ نہ ہوگا۔ تمام اراکین مدرسہ و عزیزان سلسلہ و پرسان حال و حاضرین مجلس سے سلام مسنون فرمادیں۔ فقط والسلام۔

سید محمد مختار اشرف

سجادہ نشین کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد

۱۵ر دسمبر ۱۹۶۹ء

مکتوب ۸

حضرت استاذنا المحترم ذوالمجد والکرم!

سلام مسنون!

آپ کو یاد ہو گا کہ مورخہ ۲۷/شعبان المعظم ۱۳۸۹ھ کو فقیر اور حضرت مفتی اعظم مدظلہ العالی دونوں نے جانبین کے بیانات لینے کے بعد مقامی مناقشات کو رفع کرنے کی غرض سے ایک باہمی فیصلہ کا مسودہ تیار کیا تھا جس پر قلت وقت کے باعث حضرت مفتی اعظم کے دستخط حاصل نہ کیے جا سکے۔ اور بات گویا ختم ہو گئی۔

مورخہ ۷/ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ کو فقیر اپنے پروگرام کے سلسلے میں مرادآباد پہنچا۔ تو وہاں اتفاقاً حضرت مفتی اعظم مدظلہ العالی سے ملاقات ہوئی اور اسے حسن اتفاق ہی کہیے۔ کہ ناگپور کے مناقشات باہمی موضوع گفتگو بن گئے۔ میں نے چاہا کہ مذکورہ فیصلہ اول پر اگر حضرت دستخط ثبت فرمادیں تو اس کی تکمیل ہو جائے اور اسے نافذ کر دیا جائے لیکن دستخط ثبت کرنے کے بجائے حضرت نے ایک تحریر لکھ دی جس کی نقل ارسال ہے اور جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حضرت کامل انہماک اور پوری یکسوئی کے ساتھ مذکورہ قضیے کو اعلیٰ سطح پر طے فرمانے کے آرزو مند ہیں۔

فقیر بھی اس کامیابی کے لیے بارگاہ رب العزت میں ملتجی ہے تمام اراکین مدرسہ وحاضرین مجلس سے سلام مسنون فرمادیں۔ فقط۔ والسلام۔

سید محمد مختار اشرف

سجادہ نشین کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد

۱۳/ذیقعدہ مطابق ۲۲/جنوری ۷۰ء

نقل مطابق اصل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

عزیز مؤقر جناب سیٹھ اسماعیل صاحب ماکڑا و جناب محترم سیٹھ عبد الستار صاحب حاجی لطیف غنی بیڑی والے!

بعد سلام مسنون ودعاے خیر مشحون!

میں ناگپور سے روانہ ہوتے وقت بھی آپ صاحبوں سے اس ناگوار اختلاف کے دور ہونے کی کوشش کے لیے کہہ آیا تھا۔ اور اب بھی کہتا ہوں سجادہ نشین صاحب کچھوچھہ شریف نے ایک حل کی صورت نکالی تھی اس کے متعلق میں نے کہا تھا کہ مولانا غلام محمد خاں صاحب سے گفتگو فرمالیں۔ میں اس وقت عجلت میں اس سے زائد نہ کہہ سکا تھا۔ اسٹیشن پر مولانا غلام محمد خاں صاحب سے کہا کہ صاحب سجادہ آپ کو بلائیں گے آپ ان کے پاس حاضر ہو جائیں اور آپ صاحبان سے جو کچھ کہا تھا آپ کو یاد ہوگا۔

سیٹھ عبد الستار صاحب نے چاہا تھا کہ میں اس لیے کچھ اور روز قیام کروں اس پر میں نے رمضان کا عذر پیش کیا تھا۔ میں اور صاحب سجادہ کچھوچھہ شریف دل سے یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے ان حضرات میں جو ناگوار اختلاف ہو گیا ہے وہ باحسن وجوہ جلد تر ختم ہو جائے۔ لڑانے والے چاہتے ہیں کہ یہ لڑائی اور پھیلے اور معاذ اللہ ہم تک اس کی لپٹیں پہنچیں اور ہمارے وداد واتحاد کو خاکستر کر دیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

آپ اور مفتی عبد الرشید صاحب اور مولانا غلام محمد خاں صاحب اور مولانا مجیب اشرف صاحب اس چیز کو سامنے رکھیں کہ ان کا اختلاف ہمیشہ اور ہر دردمند باخبر سنی کو بہت ناگوار ہے۔ جسے ہم جیسے بھی ممکن ہو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اُنہیں ختم کرنا چاہیے۔ اس کے لیے میں بھی کہتا ہوں کہ میں حاضر ہوں اپنے خرچ سے آؤں گا۔ اور صاحب سجادہ کچھوچھہ شریف بھی غالباً یہی جذبہ رکھتے ہیں۔ فضول طویل بحثوں سے کنارہ کرتے ہوئے معاملہ طے کرلیں۔ آپ

سب اس کی کوشش کریں۔ والسلام مع الدعاء۔

فقیر مصطفیٰ رضا قادری غفرلہ

۸/ ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ

(نوٹ۔ مذکورہ بالا اصل تحریر دفتر میں موجود ہے اور یہ اس کی باضابطہ نقل ہے۔

سید محمد مختار اشرف

سجادہ نشین بقلم خود، کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد

نقل فیصلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ المختار

آج مورخہ ۲۷/ شعبان المعظم ۱۳۸۹ھ کو حضرت مفتی اعظم مدظلہ جامعہ عربیہ میں فقیر کی ملاقات کے لیے تشریف لائے اور تخلیہ کے بعد پڑتال کے بطن سے پیدا شدہ واقعات و حالات متاثرانہ لب ولہجہ میں بیان فرمائے، تو میں نے عرض کیا کہ حضرت فریقین کے بیان لینے کے بعد اگر کوئی مصالحت کی شکل پیدا ہو سکے تو بہتر ہے۔

ورنہ فریقین کے مطالبات معلوم کر لیے جائیں اور اپنا فیصلہ صادر فرما دیں۔ جو دونوں کے حق میں قطعی وناطق ہوگا۔ اور پھر کسی کو اس کے خلاف کرنے کا حق نہ ہوگا۔ چناں چہ حضرت مفتی اعظم ہند نے اولاً مصالحت کی کوشش فرمائی، لیکن باتیں بڑھتی گئیں۔ لہٰذا حضرت نے فرمایا کہ فریقین اپنے مطالبہ کو پیش کر دیں!

سب سے پہلے مولانا غلام محمد صاحب سے دریافت کیا کہ آپ کا کیا مطالبہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ مولوی عبد الوکیل صاحب اور جناب سید ریاض الدین احمد صاحب وکیل جامعہ عربیہ کی مجلس عاملہ کی رکنیت سے علاحدہ ہو جائیں ہم مدرسہ امجدیہ کو ختم کر دیں گے۔ مفتی صاحب ہم لوگوں کو مدرس رکھیں چاہے نہ رکھیں۔ اس کے بعد حضرت شیخ الجامعہ مدظلہ نے فرمایا:

کہ مولوی غلام محمد صاحب کا یہ مطالبہ کہ مولوی عبد الوکیل صاحب اور وکیل ریاض

الدین احمد صاحب مجلس عاملہ کی رکنیت سے علاحدہ ہوجائیں بالکل بے بنیاد اور غلط پروپگنڈہ پر مبنی ہے۔ البتہ مولوی غلام محمد صاحب مولوی مجیب اشرف صاحب کیچڑ اچھالنا بند کردیں اور سرزمین ناگپور چھوڑ کر جہاں چاہیں مدرسہ قائم کریں۔ اور سید ریاض الدین احمد صاحب وکیل اور مولوی عبد الوکیل صاحب نے کہا کہ مدرسہ امجدیہ کی وجہ سے جو شر ہے مدرسہ کے ختم ہونے پر چوں کہ شر باقی نہیں رہے گا لہٰذا ہم دونوں کو جامعہ سے مستعفی ہوجانے میں عذر نہ ہوگا۔

فیصلہ

بعد نماز مغرب حضرت مفتی اعظم مدظلہ جامعہ عربیہ میں چند منٹ کے لیے فقیر کی دعوت پر تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ فریقین کے مطالبات سامنے آگئے ہیں اس کی روشنی میں اپنا فیصلہ صادر فرمادیں جو دونوں کے حق میں واجب العمل ہوگا۔

حضرت مفتی اعظم مدظلہ اور فقیر کے باہمی مشاورت کے بعد یہ متفقہ فیصلہ ہوا کہ مولوی غلام محمد صاحب اور مولوی مجیب اشرف صاحب مدرسہ امجدیہ کو ختم کردیں اور پھر انہیں کسی نام سے بھی سرزمین ناگپور پر مدرسہ یا ادارہ قائم کرنے کا حق نہ ہوگا۔ اور جناب سید ریاض الدین احمد صاحب وکیل اور مولوی عبد الوکیل صاحب جامعہ عربیہ کی مجلس عاملہ کی رکنیت سے مستعفی ہوجائیں۔

نوٹ۔ فیصلہ کی نقلیں جانبین کو دے دی گئیں۔ مولوی غلام محمد صاحب و مولوی مجیب اشرف صاحب مدرسہ امجدیہ کے ختم کرنے کا اعلان کردیں اور مولوی عبد الوکیل صاحب اور جناب سید ریاض الدین احمد صاحب وکیل جامعہ عربیہ کی مجلس عاملہ کی رکنیت سے علاحدگی کا اعلان کردیں۔ فقط۔

سید محمد مختار اشرف

سجادنشین بقلم خود: کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد

مکتوبات: علامہ حبیب اللہ نعیمی بنام فقیہ اعظم

مکتوب ۱

صاحب لطف وکرم زادت عنایاتکم!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ! مزاج گرامی بخیرباد۔

بفضلہٖ تعالیٰ یہاں ہر طرح خیریت ہے۔ باعث حضوری عریضہ یہ ہے کہ مرادآباد سے قریب ایک گاؤں کے رہنے والے حافظ فیاض حسین اشرفی سلمہ الرحمٰن بعد عید حج کو گئے تھے صرف ان کا ایک خط ممبئی سے آیا تھا جس پر مہر ناگپور کی تھی ان کے والد کو پتہ چلا ہے کہ وہ ناگپور میں ہیں اگر ان کے بارے میں کچھ علم ہو تو جوابی ڈاک سے مطلع فرمائیں، بڑا کرم ہوگا۔ ان کے جتنے جاننے والے حج کو گئے تھے سب واپس آئے۔ کسی نے ان سے ملاقات ہونے کی خبر نہیں دی۔ بعض نے بتایا کہ شاید وہ اس بس میں تھے جو بس سڑک کٹنے کی وجہ سے سیلاب میں لاپتہ ہوگئی۔ ان کے اہل وعیال ووالدین کو بے حد پریشانی ہے۔ سیدی مہتمم صاحب سلام مسنون کہتے ہیں۔ ۱۲۔ والسلام مع الاکرام۔

اشرفی فقیر محمد حبیب اللہ غفرلہ نعیمی

مورخہ ۲۱؍ مئی ۱۹۷۰ء۔ پنجشنبہ

مکتوب ۲

برادر ذی الاحترام وبلند مقام زاد لطفکم!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ! مزاج گرامی بخیرباد۔

۹؍ ستمبر کو جوابی کارڈ حاضر خدمت کیا گیا ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو جناب مولانا محمد اعجاز صاحب کامٹی والے کو ۲۶ تا ۲۹؍ ستمبر کے لیے برائے اجلاس سالانہ اجمل العلوم وجامعہ نعیمیہ مدعو فرماکر منظوری لے کر واپسی ڈاک سے مطلع فرمائیے کہ وہ کس تاریخ کو کس ٹرین سے

آئیں گے۔ آج پھر یاد دہانی اور تاکید کے طور پر یہ عریضہ حاضر کر رہا ہوں کہ جس طرح بھی ممکن ہو یہ کام آپ اپنے توسل سے جامعہ نعیمیہ کا ضرور ضرور انجام دیں۔ عنایت و مہربانی ہوگی۔ آپ کے کرم و محبت سے امید بلکہ یقین ہے کہ آپ اس کام میں مطلقاً تساہل نہ فرمائیں گے۔

جملہ حضرات مدرسین وغیرہم سلام مسنون عرض کرتے ہیں۔ ۱۲۔

والسلام مع الاکرام!

اشرفی فقیر محمد حبیب اللہ غفرلہ نعیمی

مورخہ ۱۲/ستمبر ۱۹۷۲ء سہ شنبہ

مکتوب: سید محبوب اشرف بنام فقیہ اعظم

۹۲/۷۸۶

مخدومی حضرت مفتی صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ!

السلام علیکم!

گرامی نامہ دستیاب ہوکر مظہر حالات ہوا۔ حضور سے ملاقات کا اچھا موقع تھا۔ جلسہ ایسے وقت ہو رہا ہے کہ بہت ہی عدیم الفرصت ہوں۔ اگر کوئی امر مانع نہ ہوا تو ان شاء المولیٰ تعالیٰ ضرور بالضرور جلسہ میں شرکت کروں گا۔ اور بقیہ جملہ حالات قابل شک نہیں۔ علما و طلبا کو سلام فرمائیں۔ فقط۔

خادم سید محبوب اشرف

جامعہ اشرفیہ مسعود العلوم چھوٹی تکیہ بہرائچ شرف

۱۵/اکتوبر ۶۹ء

مکتوبات: خواجہ مظفر حسین نعیمی کچھوچھوی بنام فقیہ اعظم

مکتوب ۱

۹۲/۷۸۶

حضرت والا درجت مفتی صاحب قبلہ!

السلام علیکم!

میں آج اتفاقیہ طور پر سر راہ کلکتہ سے واپسی پر چند گھنٹوں کے لیے مکان خطوط لینے کے لیے آیا۔ حضور کا کرم نامہ ملا پڑھ کر خوشی ہوئی۔ کرم گستری کا شکریہ۔ اپنے یہاں کی تاریخ کے مطابق ۲۸، ۲۹/ اکتوبر مطابق ۱۵، ۱۶/ شعبان بھلائی نگر، و ۳۰، ۳۱/ اکتوبر ،۱۷، ۱۸/ شعبان جامعہ عربیہ ناگپور، و یکم نومبر کو روانگی ۲، ۳، ۴/ نومبر کو کولہ کانفرنس میں شرکت ان شاء اللہ حسب الحکم ضرور کروں گا۔

یکم نومبر رشلہ جانا ضروری ہے کہ مولانا عبد الرشید کارنجوی نے تو ایک ہفتہ پہلے بلایا ہے ،مگر میں اتنا وقت نہ دے سکوں گا۔ میں حسب الحکم بھلائی نگر والوں کی منظوری کی اطلاع دے رہا ہوں۔ احتیاطاً حضور بھی مطلع فرمادیں تو زیادہ اچھا ہے، کہ اکثر و بیشتر ڈاک نہ جانے کی وجوہ کی بنا پر لوگوں کو نہیں موصول ہوتی ہیں۔ جیسا کہ مختلف مقامات سے خطوط بھی آتے ہیں۔ میں ان شاء اللہ ۲۸/ اکتوبر کو بھلائی نگر پہنچ جاؤں گا۔

آپ کا

سید محمد مظفر حسین کچھوچھہ شریف

۱۶/ اکتوبر ۶۹ء

مکتوب ۲

۹۲/۷۸۶

حضرت شیخ الجامعہ صاحب قبلہ! السلام علیکم!

میں ۲۷/ کو بریلی شریف سے دہلی پہنچا۔ وہاں سے صبح کو ساڑھے دس بجے دن میں...... جنتا ایکسپریس سے نکل کر ۲۵/ اکتوبر ساڑھے گیارہ بجے دن ناگپور اسٹیشن پر پہنچ رہا ہوں۔ تاکہ ۱۲/ بج کر ۵/ منٹ پر کسی ہوڑہ میل سے بھلائی نگر کے لیے روانہ ہو جاؤں۔ موقع نہیں ہے۔ ورنہ مدرسہ تک حاضری ضرور ہوتی۔ واپسی میں ان شاء اللہ حسب الحکم ۳۰/ اکتوبر کو جلدی آجاؤں گا۔................ آپ کا

سید محمد مظفر حسین

از مئوناتھ بھنجن ضلع اعظم گڑھ۔ ۲۲/ اکتوبر ۶۹ء

مکتوب مفتی اعظم راجستھان مفتی اشفاق حسین نعیمی، بنام فقیہ اعظم

مکرمی جناب سیکریٹری صاحب مجلس علما جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور!

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم!

۲۹/ جون ۷۹ء کو آپ کا مکتوب ملا۔ اب جب کہ میرا نام حضرت مرشد برحق حضور سیدی و مرشدی صاحب سجادہ آستانہ عالیہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف کی موجودگی میں پیش کیا گیا اور حضرت نے بھی منظور فرمالیا۔ تو میری طرف سے انکار کا سوال ہی نہیں۔ لہٰذا شکریہ کے ساتھ منظوری دے رہا ہوں۔ اتنی درخواست کرتا ہوں کہ جب کبھی بلانے کا ارادہ ہو تو قبل از وقت اطلاع کرنا۔ یہاں کے مشاغل کی وجہ سے فرصت بہت کم ملتی ہے۔

فقط والسلام مع الکرام۔

محمد اشفاق حسین نعیمی

صدر مدرس دار العلوم اسحاقیہ جودھپور۔ ۲۹۔ ۶۔ ۷۹ء

مکتوبات: رئیس القلم علامہ ارشد القادری، بنام فقیہ اعظم

مکتوب ۱

۹۲/۷۸۶

سیدی الکریم دامت برکاتہ! تحیۃ سلام عقیدت! مزاج گرامی؟

حضور کا جواب موصول ہوا۔ شکریہ ۔کلکتہ کے استفتا کا جواب نہایت مدلل ہے۔لوگ بے حد متاثر ہیں۔جامعہ کے سالانہ اجلاس میں ضرور شرکت کروں گا۔کوشش کروں گا کہ دودن ورنہ ایک دن ضرور حاضری ہوگی۔جامعہ کے اساتذہ واحباب کو سلام۔

والسلام۔

نیاز مند:۔ارشد القادری

۱۲۔۱۰۔۶۹

مکتوب ۲

۹۲/۷۸۶

محترمی و مخدومی دامت برکاتہ!

تحیۃ سلام عقیدت! مزاج ہمایوں؟

۲۰؍شعبان مورخہ یکم نومبر کو میل سے پہنچ رہا ہوں۔اسٹیشن پر کسی کو بھیج دیجیے گا۔باقی حالات قابل شکر ہیں۔والسلام۔

نیاز مند:۔ارشد القادری

۱۴۔۱۰۔۶۹

۹۲/۷۸۶

مخدوم المحترم حضرت شیخ الجامعہ، ناگپور!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ۔

کلکتہ سے ایک استفتا آپ کے پاس کسی نے بھیجا تھا جس کا جواب آپ نے مرحمت فرمایا ہے۔ وہ سوال وجواب بصورت اشتہار شائع کردیا گیا ہے۔ ازراہ کرم دارالافتاء کے رجسٹر سے اصل سوال وجواب کی نقل پتہ ذیل پر ارسال فرمائیں تاکہ تیغی لوگوں میں آپ کے تعلق سے غلط فہمی کا ازالہ کیا جاسکے۔ در اصل معلوم یہ کرنا ہے کہ اس سوال میں یہ عبارت بھی تھی۔ (انوار قادری) واضح رہے کہ مصنف نے لکھا ہے کہ ارشاد فرمایا (یعنی تیغی علی شاہ نے) اور شاہ نے فرمایا کہ فرمایا غوث پاک نے) بذریعہ ڈاک نقل ارسال فرمائیں۔

نیاز مند:۔ ارشد القادری

۹۔۷۔۷۰

مکتوب: مفتی اطہر نعیمی کراچی، بنام فقیہ اعظم

مفتی صاحب مدظلکم!

السلام علیکم!

عرصہ سے خیریت مزاج دریافت نہ ہوئی، تعلق خاطر ہے امید ہے کہ خیریت مزاج سے مطلع فرمائیں گے۔ پرسان حال سے سلام فرمادیں۔ والسلام۔

طالب دعا: محمد اطہر نعیمی

خطیب جامع مسجد ۔۔۔۔۔ لاہور

۱۸۔۱۔۹۱ء

مکتوبات: امین شریعت مفتی سبطین رضا بریلوی، بنام فقیہ اعظم

حضرت اقدس بھائی صاحب زید مجدکم!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ! خیریت طرفین مطلوب؟

عزیزہ ہمشیرہ شاھدہ سلمہا کے خط سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت کی طبیعت پھر کچھ ناساز ہو گئی ہے سخت تشویش ہے، یہ نہ معلوم ہو سکا کہ کیا ناساز ہے مولائے کریم اپنے حبیب پاک کے صدقے میں جلد از جلد صحت کاملہ عطا فرمائے اور حضور کے سایہ عاطفت کو تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین۔

جواباً مفصل کیفیت سے مطلع فرمائیں تو بڑا کرم ہو۔ یہاں مدرسہ میں ایک مدرس کی ضرورت بہت دن سے محسوس ہو رہی تھی کمیٹی والوں نے مجھ سے کہا نہیں اس لیے جامعہ نہ لکھا گیا۔ گزشتہ ہفتے سکریٹری انجمن بلاسپور گئے تھے وہاں حافظ عبد الغفار صاحب ساکن گنورا ضلع بلاسپور والوں سے ملاقات ہوگئی جنہیں سکریٹری صاحب نے یہاں کے لیے طے کر لیا وہ کل شام یہاں پہنچے ہیں آج سے کام شروع کریں گے۔

حافظ صاحب نے بتایا کہ یہ ۶۴۔۶۵ء میں جامعہ میں بسلسلہ تعلیم رہ چکے ہیں، لیکن وہاں سے علاحدگی کی وجہ انھوں نے کوئی معقول نہ بیان کی جس سے شبہ ہوا کہ یہ مخالف گروپ کے آدمی تو نہیں ہیں اگر حضور کو کچھ یاد ہو تو تحریر فرمائیں۔ بریلی سے جو صاحب مئی میں امتحان کے لیے ناگپور آنے والے تھے وہ آئے یا نہیں؟ محترمہ آپا صاحبہ کی مزاجی کیفیات سے بھی مطلع فرمائیں، ان کی خدمت میں مؤدبانہ سلام اور سب کو حسب مراتب دعا و سلام......والسلام۔

احقر سبطین رضا غفرلہ

۱۸/ جون روز دوشنبہ ۷۳ء

مکتوب ۲

حضرت اقدس بھائی صاحب زید مجد کم

وعلیکم السلام ورحمتہ وبرکاتہ، خیریت طرفین مطلوب

گزشتہ جمعہ کو شفقت نامہ موصول ہوکر منکشف احوال وباعث مسرت ہوا۔ جب کہ حضور کی خیریت نہ ملنے کی وجہ سے طبیعت پریشان تھی اور شنبہ کو روانگی کا پروگرام بھی بن گیا تھا۔ خط ملنے سے اطمینان ہو گیا اس لیے سفر فی الحال ملتوی کر دیا ہے۔ عزیزہ راشدہ سلمہا کی اچانک کئی روز سے طبیعت خراب ہوگئی ہے، بہت کمزور ہوگئی ہے اگر اسے جلد صحت ہوگئی اور کوئی مانع بھی پیش نہ آیا تو حسب الحکم ان شاء المولیٰ الکریم ۱۵۔۱۶ رجب تک ان لوگوں کو لے کر حاضر ہو جاؤں گا۔

دفع کمزوری کے لیے معجون جالینوس لولوی یا دواء المسک معتدل جواہر والی کا مسلسل استعمال بہت مفید ہو گا مگر دواخانہ طبیہ کالج علی گڑھ کی تیار کردہ لی جائیں اور تازہ اسٹاک میں سے لیں، رکھی ہوئی نہ ہوں۔ صبح و شام تین چار ماشہ پانی کے ہمراہ استعمال فرمائیں۔ یہ چوں کہ تقویت اعضاے رئیسہ کے لیے ہیں اس لیے نقصان کا اندیشہ نہیں۔ دوسرے علاج کے ساتھ بھی انہیں جاری رکھا جاسکتا ہے۔ یہاں سے کچھ لوگ اجمیر شریف گئے ہیں اگر واپسی میں ان میں سے کوئی حضرت سے ملنے کے لیے حاضر ہو تو دو قرآن پاک پندرہ سولہ روپے ہدیہ تک کا بھیج دیجیے گا۔ ترجمہ والا اس ہدیہ کا ہو تو دو! ورنہ بغیر ترجمہ کا بھیجیں، سال گزشتہ ۱۶۔۱۶ روپیہ ہدیہ کے ترجمہ والے دو قرآن پاک آئے تھے اگر ان میں کے ہوں تو وہی بھیج دیں۔ سب خورد و کلاں کی خدمات میں سلام مسنون معروض۔

احقر سبطین رضا غفرلہ

۸ رجب المرجب ۷۳ء روز جمعرات۔ از کانکیر۔

مکتوب ۳

۷۸۶/۹۲

حضرت فیض درجت شیخ الجامعہ دام بالفیوض اللامعہ!

سلام مسنون، اشتیاق مقرون۔

بفضلہٖ تعالیٰ طالب دعاے خیر بخیر و طالب خیر۔

سہ روزہ اجلاس کا دعوت نامہ باعث تشکر و امتنان ہوا۔

حضرت مفتی اعظم ہند مدظلہ العالی ۱۹؍ شعبان کو جبل پور اس لیے تشریف لا رہے ہیں کہ خادم کو ساتھ لے کر ناگپوری مولانا غلام محمد خاں صاحب کی بچی کی شادی میں ۲۰؍ کو صبح شرکت کے بعد دوپہر آکولہ کے لیے روانگی، وہاں دینی تعلیمی کانفرنس میں شرکت ہوگی۔ فقیر ان شاء القدیر ۱۹؍ کے جلسے میں شرکت کا شرف حاصل کر سکے گا۔

محب محترم مولانا محمد حسن رضا خاں اور جملہ اساتذہ و طلبہ کو سلام مسنون۔

دونوں فقیر زادے۔۔۔۔ سلام شوق عرض کر کے دعا کے طالب ہیں۔

والسلام۔

احقر محمد سبطین رضا غفرلہ۔ جبلپور

۱۷؍ اکتوبر ۱۹۶۹ء۔ ۴؍ شعبان المکرم ۸۹ء
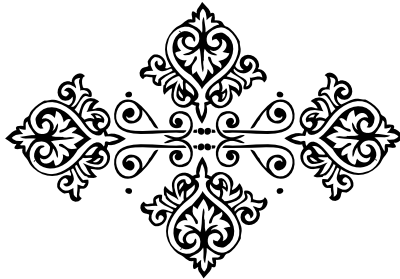
مکتوب: شہزادہ اشرف العلماء سید حامد اشرف حسین بنام فقیہ اعظم

۷۸۶

جناب متولی صاحب جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور!

سلام مسنون! مزاج گرامی؟

جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور کی مجلس علما کی رکنیت مجھے منظور ہے اگر مجھے رکن مجلس علما بنایا جائے تو مجھے منظور ہوگا۔ فقط۔ والسلام خیر الختام۔

الفقیر الی اللہ۔

السید محمد حامد اشرف حسین

20.7.1992

مکتوب: مولانا عبدالمتین بنام فقیہ اعظم

سیدی و مولائی ادام الباری ظلکم العالی مدی الایام واللیالی!

سلام نیاز بکمال ادب معروض!

مزاج وہاج مقروں بعافیت باد!

بتاریخ ۹/ اگست ۴۸ء۔ ۳/ شوال المکرم ۶۷ھ بروز دوشنبہ مبارکہ بوقت ۱۰/ بجے صبح چھوٹے بھیا میاں سلمہ کے عقیقہ کی تقریب سعید بڑے حسن و خوبی سے اختتام پذیر ہوئی۔

فللہ الحمد و المنۃ علی ذالک۔

محمد عبدالقدیر خاں نام تجویز کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے۔ بفضلہ تبارک وتعالیٰ والدہ ماجدہ مد ظلہا کا مزاج مبارک اب بہت اچھا ہے۔ یہ سب حضور والا کی دعاؤں کی برکت ہے۔ ۲۰×۲۶۔ سفید کاغذ بالخصوص یہاں کم یاب ہے۔ بعض پریسوں میں تو ہے ہی نہیں۔ اور نیشنل پریس میں سوائے ۱۸×۲۲۔ کے اور کوئی کاغذ نہیں۔ نرخ ۲۵/ روپے ہے۔ سینٹرل

انڈیا پریس میں بھی صرف ۱۸×۲۲۔ سفید چکنا کاغذ ہے۔ نرخ ۲۵/روپے فی ریم۔ علوی پریس میں ۱۸×۲۲۔ سفید مائل بہ زردی معمولی ۲۰/روپے۔ ۱۷×۲۷۔ سفید ۲۰/روپے۔ ۲۰×۲۶۔ ۱۷/روپے۔ اور ۲۰×۳۰/رف ۔۔۔۔۔ یہ سب کاغذ اپنے کام کے نہیں۔ اصغر حسین کاغذی کے یہاں ۲۰×۲۶/سفید = غیر معمولی۔ ہلکے قسم کا نرخ ۸/روپے چوبیس پیسے ہے۔ گورنمنٹ پریس میں کاغذ نہیں۔ بہت کم ہے جو کہ وہیں کام کرانے والوں کو دیا جاتا ہے۔ ۲۰×۲۶/سفید۔۔۔۔۔

بہر حال اگر کاغذ کا وہیں انتظام کیا جائے تو اچھا رہے گا۔ اور بہت جلد کاغذ کا انتظام کر کے جلد از جلد روانہ کیا جائے۔ کیوں کہ کاپیاں تیار ہیں۔ اور خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔ لوگ کہہ رہے ہیں کہ جلد چھپوالیا جائے ورنہ کاپیاں اڑ جائیں گی۔ کیوں کہ برسات کا موسم ہے۔ جنتری کے لیے بھی کاغذ وہیں سے آنا چاہیے۔ جنتری کے کاغذ کا سائز ۲۰×۲۷/ہونا چاہیے اُسی سائز پر کتابت ہو رہی ہے۔ لہٰذا جنتری کے لیے کاغذ ۲۰×۲۷/ہی خرید کیا جائے۔ بہر کیف کاغذ کا بہت جلد انتظام ہونا چاہیے۔ منشی حامد خاں صاحب اسی وجہ سے کتابت نہیں کر رہے تھے۔ جب آپ کا گرامی نامہ تشریف لایا اور اس میں یہ تحریر تھا کہ کاغذ کا انتظام ہو گیا تو انھوں نے کتابت شروع کی، ورنہ کتابت نہیں کر رہے تھے، بلکہ انکار کرتے تھے۔ کہہ رہے تھے کہ چوں کہ بارش کا زمانہ ہے جب تک کاغذ کا انتظام نہ ہو جائے کتابت نہ کرائیں۔ لہٰذا بہت جلد کاغذ تصفیہ کر کے اطلاع دی جائے۔ اور باقی سب خیریت ہے۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ کسی معتبر آنے والے صاحب کے ہمراہ ۱۰۔ ۱۵/سیر چاول ضرور بھیج دیں۔

تمام حضرات کرام و پرسان حال احباب سے سلام فرمادیں۔ خصوصًا جامعہ کے مدرسین اور طلبا سے نام بنام سلام مسنون اور حضرت حکیم صاحب قبلہ کی خدمت میں بہت بہت سلام نیاز عرض ہے۔

فقط والسلام مع الاکرام۔

محمد عبد المتین قادری غفرلہ

مکتوبات: مفتی محمد احمد جہانگیر (مدرس و مفتی منظر اسلام بریلی شریف)

بنام فقیہ اعظم

مکتوب ۱

۹۲/۷۸۶

حضرت سراپا برکت! وعلیکم السلام والرحمۃ والبرکۃ!

خیریت طرفین مطلوب!

ہاں منظر اسلام اور در اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے جدا ہونا ابھی تک مراتب تخیل سے مرتبہ ہجس میں ہے۔ جس کو ارادہ وقصد وعزم وحزم کی منازل تک صرف معاشی فراخی ہی لے جاسکے گی۔ فراخی معاش ہی ناگپور کا عازم وحازم کرسکے گی۔ یہاں میری آمد شہریہ ایک سو پچاسی روپیہ ہے اور گزشتہ ترقیات کے پیش نظر شوال سے دو سو ہوجائے گی۔ میری عمر بلغ اشدہ وبلغ اربعین سنۃً کی قرین ہے۔ تیرہ برس سے خدمت تدریس انجام دے رہا ہوں۔ منظر اسلام میں گیارہ برس سے ہوں خدمت افتا ونیابت صدر المدرسین مجھے مفوض ہے۔

میرے متعلق مزید معلومات مولوی عبد الحلیم صاحب سلمہ ربہ سے ممکن ہے۔ آپ مجھے کس عہدہ پر فائز فرمانا چاہتے ہیں اور کیا مشاہرہ عنایت فرمائیں گے۔ والسلام۔

ناظر کرم۔ محمد احمد جہانگیر خان غفرلہ ولوالدیہ المنان

مفتی۔۔ مرکز اہل سنت منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

3/1/1967

مکتوب ۲

۹۲/۷۸۶

حضرت بابرکت!

وعلیکم السلام والرحمۃ والبرکۃ!

طالب عوافی مزاج سامی بعافیت ہے۔کرم نامہ نظر نواز ہوا۔میں وطن چلا گیا تھا۔واپسی پر جواب حاضر ہے۔میں نے پہلے مکتوب کے جواب میں لکھا تھا کہ فراخی معاش ہی ناگپور کا عازم کرسکے گی۔غالبًا حضور کی نظر کرم سے یہ ساقطہ ہوگیا۔بریلی شریف اور اس کے اطراف وجوانب میں اکثر وعظ کے لیے جانا ہوتا ہے، عمومًا دس بیس روپے اور خصوصی جلسوں میں پچاس سے سوا سو تک نذور پیش ہوتی ہیں۔اور دیگر تحائف ونذور کی آمد بھی دیرینہ تعلقات کی بنا پر ہے جو ناگپور میں برسوں نہ ہوگی۔لیکن میں نے اس کا کوئی تذکرہ نہیں کیا تھا کیوں کہ یہ کوئی مستقل آمدہ نہیں اگرچہ کالمستقل ہے۔امید ہے کہ آپ نظر ثانی فرمائیں کہ جس کا مشاہرہ پندرہ کم دو سو ہے اور آپ دو سو کا امیدوار ہے وہ دوسری جگہ کتنے مشاہرہ کا مستحق ہے۔خصوصًا جب کہ یہاں وطن سے بھی قریب ہے۔اور ناگپور نہ صرف بعید بلکہ ابعد ہے۔ان تمام گوشوں پر نظر غائر فرماکر مناسب مشاہرہ تجویز فرمائیں۔فقط والسلام۔

طالب جواب

محمد احمد جہانگیر غفرلہ ولابویہ

محلہ جسولی بریلی شریف

۲۴۔۱۔۶۷

مکتوب: حضرت سید محمد مدنی میاں بنام فقیہ اعظم

حضرتنا العلام ذوالمجد والاحتشام!

وعلیکم السلام! ثم السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ دائما ابداً!

صحیفہ کرام باصرہ نواز ہوا۔ عزیز القدر مولانا سید محمد ہاشمی میاں سلمہ کے نام آپ نے جو گرامی نامہ روانہ فرمایا ہے وہ انہیں مل گیا ہے، گوناگوں مصروفیات کے سبب وہ جواب نہ عرض کرسکے۔ ان شاء المولیٰ تعالیٰ عن قریب وہ آپ کو اپنی منظوری کی اطلاع سے باخبر فرمائیں گے۔ مخدومہ دعاؤں میں یاد فرمارہی ہیں۔ برادر معظم اور ہاشمی میاں سلمہ کا نذرانہ سلام ورحمت پیش خدمت ہے۔ فقط والسلام۔

طالب دعا، سید محمد مدنی اشرفی جیلانی غفرلہ

۱۲/ اگست ۱۹۷۳ء

مکتوبات: مفتی محمد عبدالرشید رضوی، مفتی اعظم برار بنام فقیہ اعظم

مکتوب ۱

۹۲/۷۸۶

حضرت شیخ الجامعہ دامت برکاتھم!

سلام خلوص ونیاز!

امید کہ حضور کا مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ قبل ازیں ایک جوابی خط حاضر خدمت کیا تھا، ابھی تک جواب عنایت نہیں فرمایا ہے تشویش ہے۔ ہاشمی میاں صاحب اب کہ جامعہ عربیہ اسلامیہ کے اجلاس میں تشریف لارہے ہیں یا نہیں؟

رمضان کے بعد ہاشمی میاں مل سکیں گے یا نہیں؟ جلد تحریر فرمادیں۔ حضور اگر چاہیں تو ۲۰ر شوال تک ہاشمی میاں صاحب کا پروگرام مل سکتا ہے۔ میں چاہ رہا ہوں کہ دار العلوم کے سنگ بنیاد کے جشن کے سلسلے میں ہاشمی میاں صاحب کو بھی دعوت دوں۔ ویسے میں خود بھی شعبان میں ناگ پور آؤں گا۔ تفصیلی گفتگو ان شاء المولیٰ تعالیٰ ہوجائے گی۔ مگر حضور سے اتنی میری گزارش ہے کہ کم از کم ہاشمی میاں صاحب کو تین دن کے لیے شوال کی ۲۲۔۲۳۔۲۴ر تک راضی فرمالیں۔ حضور کا بڑا کرم ہوگا۔ نوازش ہوگی۔ حضور سے قوی امید ہے کہ میری اس عاجزانہ درخواست پر ضرور ضرور ضرور توجہ فرماکر مجھے ممنون فرمائیں گے۔ والسلام۔

محمد عبد الرشید رضوی کارنجوی غفرلہ

۹۲/۷۸۶

حضرت سیدی شیخ الجامعہ دامت برکاتھم!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ۔

والا نامہ تشریف لایا۔ سجادہ نشین صاحب مدظلہ کو دعوت نامہ حاضر کردیا ہے۔ یہ خیال فرمائیں کہ صرف کچھوچھہ مقدسہ تک کرایا دیا جاسکے گا۔ اور بجٹ ان کی آمد تک مکمل ہوگیا تو ہوسکتا ہے کہ نذرانہ بھی حاضر خدمت کردیا جائے گا۔ اس کے باوجود خیال شریف میں یہ بات رہے کہ اشتہار چھپ چکا ہے۔ حضرت کا اسم گرامی زیر اشاعت نہ آسکا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ ناگوار خاطر ہو۔ خدا کی مہربانی سے اور مدنی سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کے کرم سے کام برابر چل رہا ہے۔ لیکن ساتھی بہت کمزور پڑ گئے ہیں۔ دعا فرمائیے کہ رب کریم غیبی مدد فرمائے۔ اور کانفرنس کامیاب ہوجائے۔ اس وقت پریشانیاں گھیرے ہوئے ہیں۔ دعا کی ضرورت ہے۔

والسلام۔

محمد عبد الرشید رضوی کارنجوی غفرلہ

کچی مسجد آکولہ۔ ۲۲ر اکتوبر ۶۹

مکتوب: تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری

بنام فقیہ اعظم

مولانا المحترم ذالمجد والکرم مد ظلہ علینا!

سلام مسنون!

طالب خیر بحمدہ تعالیٰ مع الخیر ہے۔ کل بھائی صاحب قبلہ کی تحریر سے حضور کی سخت علالت کی خبر ملی مولی مولی کریم آپ کا اور سب اکابر کا سایہ ہم سنیوں پر دراز فرمائے۔

حضور جلد اپنی صحت مزاجی کیفیت سے خبر دار فرمائیں۔ حضور نے جو کتابیں تحریر فرمائی ہیں وہ پوری دستیاب نہیں ہو سکی ہیں۔ ان شاء الکریم جو کچھ کتابیں میسر ہوئی ہیں جلد بھیجوں گا۔ تمام پرسان حال کو سلام مسنون عرض ہے۔

والسلام۔

اختر رضا خاں ازہری غفرلہ

مرکز اہل سنت یادگار اعلیٰ حضرت

جامعہ رضویہ دار العلوم منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف
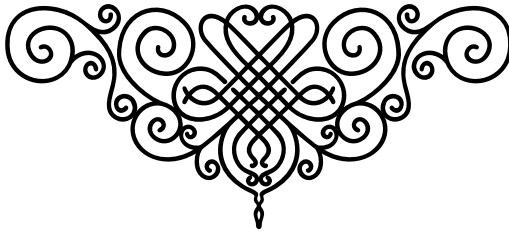
مکتوبات: شہزادہ فقیہ اعظم، مفتی عبد القدیر خان ناگپوری بنام فقیہ اعظم

مکتوب ۱

مخدومی و معظمی مرشدی قبلہ والد صاحب دامت برکاتکم القدسیہ:

السلام علیکم۔ مزاج گرامی؟

الحمدللہ طالب خیر بخیر ہے۔ مہتمم جامعہ نعیمیہ استاد العلماء حضرت مولانا محمد یونس صاحب قبلہ مد ظلہ العالی نے ارشاد فرمایا کہ عرس اعلیٰ حضرت کی تعطیلات میں آپ بریلی شریف چلے جائیں۔ عرس میں شرکت کے ساتھ ہمشیرہ ورشتہ داروں سب سے ملاقات کے ساتھ دل بہل جائے گا۔ حضرت مولانا طریق اللہ صاحب ہر سال کتابوں کی دکان لگاتے ہیں۔ میں ان سے کہہ دیتا ہوں۔ آپ ان کے ہم راہ چلے جائیں۔ حضرت کے ہم راہ طلبہ بھی تھے۔ بخیر وعافیت بذریعہ ٹرین بریلی جنکشن پہنچے اور حضرت نے مجھے پرانا شہر کانکر ٹولہ کا رکشہ کرادیا۔ گھر پہنچ کر دستک دی۔ ہمشیرہ کے خسر حضرت مولانا حسنین رضا خان صاحب مد ظلہ العالی نے دروازہ کھولا۔ فوراً پہچان گئے۔ پوچھا مرادآباد سے آرہے ہیں؟ آپ کی ہمشیرہ کو آپ کے مرادآباد آنے کی اطلاع کے ساتھ عرس کے موقع پر آنے کی امید تھی۔ بہت ہی اچھا ہوا آپ آگئے۔ نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد کھانا کھایا۔ حضرت نے فرمایا: سفر سے آئے ہیں تھوڑا آرام فرمائیں۔

نماز عصر کے لیے اٹھے تھے کہ کسی نے آواز دی۔ میں نے دروازہ کھولا تو وہ شخص بولا کہ حضرت کے کھیت سے غلہ لایا ہوں گھر میں رکھنا ہے کہاں رکھوں؟ اسی درمیان حضرت آگئے اور تمام غلے کی بوریاں خود اکیلے اٹھا کر گھر میں رکھ دیں۔ مجھے تعجب ہوا کہ بڑھاپے میں طاقت کا یہ عالم ہے تو جوانی کیسی ہوگی۔ میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ حضرت نے فرمایا کہ ہم بچپن میں پہلوانی کرتے تھے اور اب بھی ڈنڈ لگاتا ہوں۔ سبحان اللہ۔

بعدہ نماز عصر کی نماز محلہ کی مسجد میں ادا کی اور گھر پہنچے۔ ہمشیرہ صاحبہ چائے وناشتہ لے کر آئیں اور خیریت دریافت کی۔ اسی دوران حضرت نے فرمایا کہ چند روز قبل حضرت مولانا ابراہیم رضاخان صاحب علیہ الرحمۃ کا ۱۱/ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ کو وصال ہوگیا۔ کل ان کی فاتحہ رکھی گئی ہے۔ اور کل ہی عرس کا آغاز بھی ہے۔ ان شاء المولیٰ تعالیٰ عرس وفاتحہ میں شرکت کے ساتھ سب سے ملاقات بھی ہوجائے گی، یہ کہہ کر باہر چلے گئے۔ پھر دوسرے دن حضرت اور ان کے صاحب زادے مولانا تحسین میاں اور حبیب میاں کے ہم راہ درگاہ اعلیٰ حضرت پہنچے۔ خاندان کے جملہ حضرات اور حضور مفتی اعظم ہند سے ملاقات ہوئی۔ حضرت نے بڑی مسرت کا اظہار فرمایا اور ہم سب نے ساتھ میں دوپہر کا کھانا کھایا۔ اور حضرت نے قل شریف تک گھر میں ٹھہرنے کا فرمایا۔ حضرت مولانا حسنین میاں مدظلہ العالی نے فرمایا کہ پرانے شہر میں رکے ہیں، ان کی ہمشیرہ بھی یہی ہیں۔

پھر ہماری ملاقات مفسر اعظم کے بڑے صاحب زادے ریحان رضاخان صاحب سے ہوئی وہ داڑھی نہیں رکھتے۔ ربڑ فیکٹری میں ملازم ہیں۔ چھوٹے صاحب زادے اختر رضاخاں جامعہ ازہر میں زیر تعلیم ہیں والد صاحب کی تدفین میں نہیں پہنچ سکے۔ چہلم کے موقع پر آنے والے ہیں۔ والد صاحب نے اپنی حیات میں خانقاہ ومدرسہ کا متولی بنادیا۔

دوسرے دن ۲۴/ صفر کو ہمشیرہ کے کمرے میں ناشتہ کیا۔ ہمشیرہ صاحبہ نے فرمایا کہ ہماری نند کے لیے مولانا خالد میاں نواسہ مفتی اعظم ہند کا پیغام آیا ہے۔ اور تمہارے بھائی جناب (مولانا سبطین رضا صاحب) ہلدوانی کے مدرسے میں ملازم ہیں۔ اگر تمہارے آنے کا پتہ ہوتا تو وہ ضرور آجاتے۔ گفتگو جاری تھی کہ حضرت نے آواز دی تو ہمشیرہ نے فرمایا کہ ابا جان تم کو عرس میں لے جانے کے لیے بلا رہے ہیں۔ دو روز کے بعد مراد آباد واپسی ہوگی ان شاء اللہ۔ گھر میں محترمہ والدہ صاحبہ کی خدمت میں سلام وقدم بوسی۔ فقط۔

محمد عبد القدیر غفرلہ

۲۴/ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ

باسمہٖ تعالیٰ

محترم ومکرم والد محترم دامت برکاتکم العالیہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

الحمدللہ طالب خیر آپ سے رخصت ہوکر دہلی پہنچا۔ تقریباً ۱۲ر بجے جمائی ٹرین پہنچی۔ اسی سے لگی مرادآباد جانے والی گاڑی لگی تھی۔ جگہ بھی اچھی مل گئی۔ وہیں ایک صاحب جو لباس سے کسی مدرسے کے طالب علم (لگ رہے تھے) بھی ساتھ تھے۔ ان سے میں نے کہا کہ میر اٹکٹ صرف دہلی تک تھا۔ میں آپ کا سامان دیکھتا ہوں اور گاڑی چھوٹنے میں آدھا گھنٹہ باقی ہے۔ آپ میرے لیے مرادآباد کا ٹکٹ لادیں، کرم ہوگا۔ انہوں نے کرم فرمایا اور دوڑتے گئے اور بھاگتے آئے اور مجھے مرادآباد کا ٹکٹ لاکر دے دیا۔ میں نے شکر ادا کیا کہنے لگے کہ شکریہ کی کیا بات ہے۔ میں بھی اسی گاڑی سے رام پور جاؤں گا۔ میرے ساتھی پچھلے ڈبے میں بیٹھے ہیں اور سلام کیا اور سامان لے کر چلے گئے۔ اس طرح میں بخیر وعافیت ساڑھے چار، پانچ بجے شام مرادآباد پہنچا۔ اور وہاں سے رکشہ کیا، دیوان بازار پہنچا اور اس نے جامعہ نعیمیہ بڑے گیٹ سے اندر پہنچایا۔

وہاں پلنگ پر استاذ العلما حضرت علامہ مولانا محمد یونس مدظلہ العالی صاحب مدظلہ العالی مہتمم جامعہ نعیمیہ تشریف فرما تھے۔ ان سے ملاقات ودست بوسی کے بعد انہوں نے فرمایا کہ آپ ناگپور سے تشریف لائے ہیں۔ فرمایا کہ حضرت مفتی صاحب قبلہ کا گرامی نامہ آج ہی ملا کہ آپ تشریف لانے والے ہیں۔ سامنے والے کمرے میں سامان رکھ لیں وضو وغیرہ کرلیں اور نماز بھی اسی مسجد بھی پڑھ لیں۔ میں جب تک آپ کے لیے چائے منگوا رہا ہوں۔

طلبا بھی ابھی مکمل طور پر نہیں آئے ہیں۔ ان شاء المولیٰ تعالیٰ آئندہ ہفتہ سے تمام طلبہ کے اسباق شروع ہوجائیں گے۔ کھانے کا انتظام حضرت نے ایک ہوٹل میں کروادیا ہے۔ روز وہاں کھانے کے لیے جانا پڑتا ہے۔

بہر حال ایک ہفتہ کے بعد ہماری دو کتابیں، شرح جامی اور مشکوٰۃ شریف حضرت مولانا حافظ محمد ایوب صاحب بھاگلپوری مدظلہ کے پاس شروع ہوگئی ہے۔ باقی کتب دو چار روز میں شروع ہوجائیں گی۔ آج ہی حضرت مدنی میاں اپنے چھوٹے بھائی ہاشمی میاں کے داخلے کے لیے جامعہ نعیمیہ آئے تھے۔ ان کا داخلہ نحو میر کی جماعت میں ہوا ہے۔ ان کے ساتھیوں میں حافظ سعید اختر بھوجپوری اور انتخاب عالم صدیقی مرادآبادی وغیرہ ہیں۔ اور ہاشمی میاں میرے پاس والے کمرے میں ہیں۔ ناشتہ انہیں کے ساتھ ہوتا ہے۔

بیچ میں میری طبیعت آب و ہوا کی تبدیلی کی وجہ سے خراب ہوگئی تھی تو حضرت مفتی حبیب اللہ صاحب بھاگلپوری مدظلہ العالی شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ مجھے خود رکشے پر بٹھا کر ڈاکٹر کوٹھی والا کے پاس لے جاکر دکھایا اور دوا دلوائی، یہ شہر مرادآباد کا بڑا ڈاکٹر ہے۔ اب الحمدللہ طبیعت ٹھیک ہے۔ دعاؤں میں یاد رکھیں۔

نیز گھر میں والدہ محترمہ کی خدمت میں سلام عرض ہے۔ نیز برادر محترم اگر بمبئی سے واپس آئے ہوں تو ان کی خدمت میں بھی سلام۔ نیز عزیزہ ہمشیرہ شاہدہ بیگم سلمہا کو دعا۔

والسلام۔

احقر محمد عبد القدیر غفرلہ

۲۵ر شوال المکرم ۱۳۸۶ھ
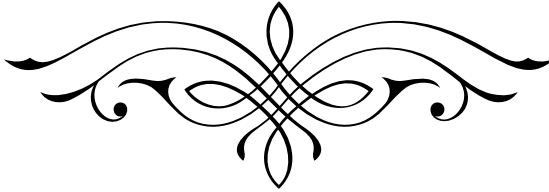
مکتوب مفتی سید افضل الدین کچھوچھوی
بنام فقیہ اعظم

۹۲/۷۸۶

حضرت سراپا برکت قبلہ وکعبہ دامت برکاتھم العالیہ!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

تشخصم بچشم عالمیاں خوب منظرست | و ز خبث باطنم سرخجلت فگندہ پیش
طاؤس را بہ نقش نگار کہ ہست خلق | تحسیں کنند او خجل از پاے زشت خیش

آپ کا روانہ کردہ کرم نامہ مظہر حالات ہوا۔ خیریت دریافت ہوکر از حد خوشی حاصل ہوئی۔ میں بھی بحمدہ تعالیٰ خیریت سے ہوں۔ فوری طور پر جواب نہ دے سکا، جس کا افسوس ہے۔

مجھے امید ہے کہ آپ اس کا خیال نہ فرمائیں گے اور خط وکتابت کا سلسلہ برابر جاری رکھیں گے۔ آپ نے جن جن دعاؤں سے نوازا ہے حالاں کہ میں اس قابل کہاں یہ آپ کی ذرہ نوازی ہے۔

فتح پور سے حضرت مفتی صاحب قبلہ تشریف لائے تھے اور قریب ایک ہفتہ قیام فرمایا۔ اور پھر واپس تشریف لے گئے۔ میں اس اس ماہ کے آخر میں اجمیر شریف جارہا ہوں ان شاء المولی الکریم۔ قاری علی حسن صاحب کے خط کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ دو جگہیں خالی ہیں ایک ڈیڑھ سوایک پونے دوسو روپیہ کی۔ اگر حقیقت میں خالی ہے تو مطلع فرمائیں۔ یا ایسا کہ میں ماہ شوال المکرم تک ناگپور آجاؤں۔ بہر حال میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر کوئی اچھی جگہ خالی ہے تو مجھ کو مطلع فرمائیں۔

جلسہ دستار فضیلت بہت ہی اچھا ہوا۔ پہلے دن مشاعرہ دوسرے دن تقاریر پھر تیسرے

دن جلسہ دستار فضیلت جس میں مولانا آل مصطفیٰ صاحب مار ہروی نے بھی شرکت کی اور جلسہ بہت ہی اچھا ہوا۔ بہر حال جیسا ہو میرے لیے جگہ کے بارے میں خیال رکھیں۔ اور خط وکتابت سے برابر مطلع فرماتے رہیں۔ اور میرے لیے برابر دعاے خیر فرماتے رہیں۔ اور زیادہ کیا عرض کروں۔ حضرت مولانا ریحان رضا خاں صاحب بہت بہت سلام عرض کرتے ہیں اور مولانا اختر رضا صاحب بھی۔ میری طرف سے حضرت مولوی عبد القدیر صاحب اور حضرت معتمد صاحب قبلہ کی خدمت عالیہ میں بہت بہت سلام عرض کر دیں۔

اس لفافہ میں ایک خط قاری علی حسن صاحب کے نام سے روانہ ہے جوان کو دے دیں اور خط کا جواب بہت جلد لکھیں۔ فقط والسلام۔

آپ کا خادم: محمد افضل الدین کچھوچھوی

دار العلوم منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف یوپی

۱۰/ اگست ۱۹۷۰ء

مکتوبات: مفتی علی حسن، نواب گنج علی آبادی بنام فقیہ اعظم

۷۸۶

آقاے نعمت حضور سیدی مفتی صاحب قبلہ دام عنایتکم!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

مزاج وہاج؟ خیریت طرفین نیک مطلوب!

گزارش ہے کہ آپ کا گرامی نامہ دستیاب ہوا پڑھ کر بے حد مسرت حاصل ہوئی کہ اس ناچیز کی آپ لوگ عزت افزائی کر رہے ہیں۔ میں نے اس سے پیشتر ہی تحریر کیا تھا کہ ان شاء المولیٰ تعالیٰ بعد عید آجاؤں گا۔ لیکن نہ پہنچ سکا۔ اس کی معذرت چاہوں گا۔ اور اب حضور ان

شاء المولیٰ تعالیٰ اسی ہفتہ میں آپ کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہو جاؤں گا۔ اگرچہ کسی کی بھی رضا نہیں مجھے اس کی کوئی فکر نہیں۔

جہاں تک ممکن ہے بہت جلد پہنچنے کی کوشش کروں گا۔ ہوسکتا ہے ۱۰ر محرم الحرام کو آجاؤں۔ یا پھر ہولی کے بعد۔ لیکن اس میں اب کسی قسم کی تاخیر نہ ہوگی۔ ان شاء المولیٰ تعالیٰ۔

افریقہ سے ملفوف آیا تھا اس میں انہوں نے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ ہمارے یہاں کے کچھ لڑکے مولوی کا کورس لینا چاہتے ہیں تو داخلہ کب تک ہوسکتا ہے اور خرچ وغیرہ کیا پڑے گا۔ اور ان کے لیے کیا قوانین ہوں گے۔ اور زیادہ کیا عرض کروں فقط۔

میری جانب سے استاذی مولانا زین العابدین صاحب و مولانا عبد الوکیل صاحب سید حافظ حنیف صاحب و مولوی عبد القدیر و مولوی عبد الہادی صاحبان وغیر ہم سے سلام عرض ہے۔ والسلام مع الاحترام۔

احقر خادم علی حسن قادری

نواب گنج علی آباد

2/2/1927

۷۸۶

جامع الفضائل والفواضل العلیہ قطب الاقطاب مجمع البرکات حضور مفتی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ والقدسیہ!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

مزاج ہمایوں؟

بعد ادائے آداب وقدم بوسی عرض ہے کہ گرامی نامہ دستیاب ہو کر کاشف الاحوال ہوا۔ بفضلہ تعالیٰ اور آپ بزرگوں کی دعاؤں کے صدقے ان شاء المولیٰ تعالیٰ...... شنبہ کو نائب تحصیل دار کے پاس گیا تھا۔ ان سے گفتگو ہوئی تو انہوں نے یقین دلایا ہے کہ جس جگہ آپ

اراضی چاہتے ہیں وہیں ملے گی بالکل اطمینان رکھیے۔اس لیے اب کوئی تکرار و تگ ودو کی ضرورت نہیں۔لیکن جو حکم صادر کیا جائے گا۔وہ شاید جنوری کی اواخر تاریخ میں اس کے بعد پتہ چلے گا کہ کیا ہوا؟لیکن بظاہر اور پچانوے فیصدی حکم مرضی کے مطابق ہوگا۔

حضور آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ منشی جی کے مسجد والے...... کا انتظار کرتے ہیں۔اب میں وہاں آکر کیا کروں گا؟ واقعات گزشتہ سے میں بہت ہی زیادہ نادم و شرمندہ ہوں کہ لوگ اپنے دلوں میں کیا کیا خیال کرتے ہوں گے۔خیر اس سے مجھے کوئی غرض نہیں کوئی کچھ بھی سوچے۔لیکن شبیر حسن نور اللہ خاں آخر وقت تک یہ کہتے رہے کہ مولانا عبد الوکیل صاحب کہہ رہے ہیں کہ میں نکال دوں لیکن مدرسے کی بدنامی ہوگی۔اس سے وجہ سے نہیں نکال رہا ہوں۔اور غلام ...... گھناؤنی ماں بہن کی گالیاں بکتے ہوئے اپنے کانوں سے سنیں،کہ رکشہ چلانے والے بھی شاید وہ گالیاں نہ جانتے ہوں گے۔حضور.... چلا کرتا لیکن کسی مصلحت کے تحت ٹھہرا رہا لہٰذا اب پھر گالیاں سننے کے لیے نہ طلب کیجیے حکم عدولی تو ضرور ہوگی لیکن ..... کہ ذلت کی زندگی پر عزت کی موت کو ترجیح دیدے۔

اگر یہ بات نہ ہوتی تو آپ کے نوک قلم سے جو الفاظ ادا ہو جاتے ان شاء المولیٰ تعالیٰ میں اور میرے والدین اسی پر کاربند و عمل پیرا ہو جاتے لیکن حالات گزشتہ کو سوچ کر میرا دل بالکل قبول نہیں کرتا کہ میں پھر ناگپور جاؤں۔ویسے آپ کا حکم سر آنکھوں پر ہے۔

آپ کے حکم کے مطابق میں نے بہت ضبط سے کام لیا ورنہ معلوم نہیں کیا ہو جاتا۔آخر وقت جو میں نے عطاء اللہ شریف کو مارا تھا وہ صرف ضبط نہ کرنے کے باعث۔واقعہ یہ تھا کہ کسی نے مولانا عبد الوکیل صاحب سے شکایت کی کہ عطاء اللہ کے بستر یا بکس میں کوئی قالین دیکھی گئی،میں نماز مغرب پڑھ کر آیا اس وقت مولانا صاحب و حافظ محمد حنیف کہنے لگے کہ تم اپنی قالین دیکھ لو...... قالین موجود تھیں۔شب میں کسی کی چادر کسی کا تکیہ کسی کی دری وغیرہ وغیرہ چوری ہوتی تو مجیب اللہ نے حفظ ما تقدم کی بنا پر اپنا بکس لا کر میرے کمرے میں رکھ دیا۔اور صبح کو چلا گیا۔قریب ۸۔۹۔بجے مولانا عبد الوکیل صاحب آئے اور میں دفتر میں موجود تھا مجھے عطاء اللہ کے کمرے میں بلا کر لے گئے۔اور اس کا سامان دیکھا،دیکھنے والے صرف میں اور مولانا

صاحب تھے۔ اگر کوئی طالب علم ہوتا تو وہ بتاتا کہ یہ میرا سامان ہے یہ فلاں کی چیز ہے۔ خیر مولانا صاحب جو دیکھ رہے تھے یعنی قالین وہ نہیں نکلی اور مولانا صاحب نے مجھ سے کہا کہ جو بھی جائے سب کا سامان دیکھ لیتا۔ اس پر عطاء اللہ نے کہا کہ مجھے بھی شک ہے لیکن وہ بکس علی حسن کے کمرے میں ہے۔ یعنی مجیب اللہ کی پیٹی۔ لیکن صبح ہی لے کر چلا گیا تھا۔ میں نے نیچے ہی سے آواز دی وہ پیٹی لے کر آیا۔ مولانا صاحب کے سامنے دیکھا گیا کچھ نہیں نکلا تو عطاء اللہ نے کہا کہ علی حسن کا کمرہ دیکھوں گا۔ (اگر چہ مجھے یہ حق حاصل تھا کہ میں تلاشی نہ دیتا لیکن ان لوگوں کو مطمئن کرنے کے لیے تلاشی دے دی) اور لینے والے شبیر حسن نور اللہ خاں قادری فاروق عطاء اللہ اور نہ معلوم کون کون تھے سارا کمرہ بستر قالین کھول کھول کر بکس اٹیچی جب کہ میری اٹیچی میں نہ جانے کتنا اور کیا قیمتی سامان رکھا تھا میں نے ہر ایک چیز کی تلاشی دے دی۔ کیا یہ میری بے عزتی نہیں تھی؟

تلاشی آپ یا مولانا صاحب لیتے یہ سب کون ہوتے ہیں تلاشی لینے والے؟ خیر اس طرف بھی کوئی دھیان نہیں دیا، میری اٹیچی میں ایک کیمرہ (جس سے فوٹو کھینچا جاتا ہے) وہ بھی تھا۔ عطاء اللہ کو شک ہو گیا کہ ایوب کے پاس کیمرہ تھا شاید وہی ہے .... مجھ سے کچھ نہیں کہا فوراً ایوب کے پاس سجانیہ فون کیا پھر وہاں پہنچا وہ امتحان دے رہا تھا اس سے پوچھا کہ تمہارا کیمرہ کہاں ہے؟ اس نے کہا معلوم نہیں بس ان پر بھوت سوار ہو گیا اور بکنا شروع کر دیا کہ قاری..... چور ہے۔ اور وہی پرانی عادت کے مطابق ماں بہن کی گالیاں مطبخ میں پہنچ کر چیخ چیخ کر دینا اور بکنا شروع کر دیا۔ میں جب بعد ظہر آیا تو سب لڑکے ایوب وغیرہ کہنے لگے کہ ایسی ایسی گالیاں دے رہا تھا، منھ سے ضبط نہ ہو سکا میں نے جا کر پوچھا تو اس وقت بھی اس نے گالی دے کر کہا کہ تو تو پکا چور ہے۔ اس بات پر میں نے مارا تھا۔ لہٰذا مجھے نہ بلوائیے۔ مجھے ضبط نہیں ہو پاتا ہے۔ اور اس سے بات بگڑ جاتی ہے۔ غلام احمد کی تلاشی لی جاتی کتنی کتابیں آپ کے کتب خانے کی نکلتیں۔ لیکن صرف دشمنی کے باعث نہ کہہ سکا اور نہ دکھا سکا اور زیادہ کیا عرض کریں۔ فقط والسلام مع الاحترام۔

میری جانب سے مولوی عبد القدیر صاحب و حافظ حنیف و جملہ پرسان حال کو سلام

عرض ہے۔ حضور تاخیر اس وجہ سے ہوئی کہ میں نیپال چلا گیا تھا اور وہاں سے آج واپسی ہوئی۔
تحریر میں کوئی کسر شان جملہ نظر آئے تو معاف فرمائیے گا۔

نالائق خادم علی حسن خاں...

۴؍شوال المکرم ۹۱ھ

مکتوب: سید محمد کرم الدین قاضی اچلپور، بنام فقیہ اعظم

۹۲/۷۸۶

حضرت محترمی و مکرمی جناب مفتی صاحب دامت برکاتکم العالیہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

الحمد للہ خیریت سے رہ کر آں جناب کی صحت وری، مزاج گرامی کا خواہاں۔

آپ کا دستار بندی کے جلسے میں شرکت کا کارڈ موصول ہوا۔ ضعیفی کی وجہ سے اکثر طبیعت اچھی نہیں رہتی ہے۔ اگر اس موقع پر صحت اچھی رہی تو ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور حاضر خدمت ہوں گا۔ یہاں یک شنبہ کو رویت ہلال نہیں ہوئی۔ حالاں کہ مطلع صاف تھا اور یقین تھا کہ رویت ہلال ضرور ہوگی۔ کیوں کہ بعض کلینڈر میں یک شنبہ کی ۳۰؍رجب تھی لیکن یہاں چاند نظر نہیں آیا۔

اب گزارش یہ ہے کہ آپ کے اجلاس انگریزی تاریخوں کے حساب ہوں گے یا اسلامی تاریخوں کے حساب سے ہوں گے۔ پاکستان ریڈیو نے بھی دوشنبہ کی ۳۰؍رجب کا اعلان کیا تھا۔ امید کہ آں جناب تاریخ کے متعلق ضرور آگاہی فرمانے کی زحمت گوارا فرمائیں گے۔

علمائے جامعہ تمام حضرات کی خدمت میں اس فقیر کا بھی ہدیہ سلام فرما دیجیے۔ باہر سے کون سے حضرات علمائے کرام تشریف لا رہے ہیں تو اشتہارات وغیرہا ارسال فرمائیں۔

کمترین سید محمد کرم الدین

قاضی شہر اچلپور

۲؍ماہ شعبان المعظم ۱۳۸۹ھ روز چہار شنبہ

پیر سید قمر قادری، بنام فقیہ اعظم

حامی دین وملت حضرت مفتی صاحب دامت فیوضکم الجاریہ!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

ایک استفتا جو عبدالعزیز خاں صاحب ناگپوری کے نام سے بھیجا گیا ہے غالباً ملا ہوگا۔ جس کا مقصد اراکین جامعہ کو مجرم قرار دے کر ہڑتال کی تنخواہ کے جواز کے فتوے حاصل کرنا ہے۔

لہٰذا ضرورت محسوس ہوئی کہ یہاں کے صحیح حالات سے آپ کو بھی باخبر کر دیا جائے تاکہ صحیح نتیجہ تک پہنچنے میں آسانی ہو۔ حالات کی تفصیل یہاں کے استفتا میں درج ہے جواب کے لیے پتہ کا لفافہ حاضر ہے۔ بیرنگ روانہ فرمادیں تاکہ رجسٹری کا کام دے۔ والسلام۔

پیر سید قمر قادری غفرلہ

۸/ نومبر ۶۵ء

مکتوب: مولانا صدیق اشرفی اعظم گڑھی بنام فقیہ اعظم

ماورائے بیکساں، ملجائے مسافراں، پشت پناہ غریباں حضرت علامہ الحاج مفتی اعظم حضرت سرپرست دارالعلوم اہل سنت جبل پور شاخ جامعہ عربیہ ناگپور!

وعلیکم السلام! ثم السلام علیکم والرحمۃ!

مزاج مقدس؟

کرم نامہ باصرہ نواز ہو کر کاشف حالات ہوا۔ یہ پڑھ کر کہ حضور کی طبع شریف ناساز ہے بے حد شجب وشجن ورنج ومحن بے حد ملال ہوا۔ دل کی گہرائیوں سے یہ دعا نکلی کہ یا شافی میرے آقائے نعمت، پیکر حقانیت وصداقت، حضرت شیخ الجامعہ مدظلہ العالی کو شفائے کامل عاجل عطا کر دے۔ اور جلد تندرستی وتوانائی مرحمت فرما!

آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

حضور نے کفش بردار کی صحت کا حال دریافت فرمایا ہے۔ میرے غم خوار آقا بفضلہ تعالیٰ و حضور کی دعاے مستجاب نیز جبل پور کی جملہ مساجد کے مصلیوں کی نماز پنج گانہ کے بعد کی دعاؤں اور زوردار علاجوں سے اس وقت میں بہت اچھا ہوں۔ اور روز بروز صحت اچھی ہوتی جاتی ہے۔ بس دعا کی ضرورت ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ بلڈ پریسر کا مرض بالکل جاتا رہا اس وقت اس کی قطعاً کچھ بھی شکایت نہیں ہے جس کی وجہ سے دماغی حالت بھی بہت اچھی ہے۔ رہا بایاں پاؤں اس میں ضعف اب تک باقی ہے۔ مختلف قسم کے تیلوں کی روزانہ مالش ہوتی ہے دیگر علاج بھی ہو رہے ہیں اگر حضور کی دعا رہی تو ماہ ڈیڑھ ماہ میں مکمل صحت ہو جائے گی، اور پاؤں بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔ حضور نے تحریر فرمایا ہے کہ جتنے دن تم نے کام کیا ہے اتنے دن کی تنخواہ کے تم مستحق ہو۔ حضور میں پہلی جولائی سے ۱۶/ جولائی تک برابر دونوں وقت پڑھاتا رہا۔ اور ۱۷/ جولائی کو رات کے وقت وہاں سے روانہ ہوا۔ اس حساب سے مجھے ۱۵/ یوم نصف ماہ کی تنخواہ ملنی چاہیے۔

اس بارے میں حضور نے رقم فرمایا ہے کہ تم صدر دار العلوم کو لکھو وہ ضرور بھیج دیں گے۔ میرے غم گسار مولیٰ میں حضرت صدر کو کیا لکھوں میرا لکھنا کچھ مفید نہ ہوگا اس لیے کہ ابتداءً جب میں اپنے ذاتی صرفہ ۲۵، ۳۰/ روپے خرچ کر کے جبل پور دار العلوم میں پہنچا۔ چند روز کے بعد سفر خرچ کا مطالبہ کیا تو اس کا کچھ جواب نہ دیا گیا۔ اور نہ اب تک وہ سفر خرچ ہی ملا۔ مجھے بار بار ایسی ہلکی بات کہتے ہوئے بے حد شرم دامن گیر ہوتی ہے، اس لیے حضور والا کی خدمت بابرکت میں نہایت عاجزانہ گزارش ہے کہ حضور ہی محترمی صدر صاحب یا محترمی چودھری عبد الحمید صاحب مد ظلہ العالی کو تحریر فرما دیں، کہ میری ۱۵/ یوم کی تنخواہ میرے نام، میرے پتے پر منی آرڈر فرما دیں۔

(میرا پتہ یہ ہے۔ مولوی محمد صدیق اشرفی مقام و پوسٹ خیر آباد ضلع اعظم گڑھ یوپی)

میں آپ کی اس بندہ نوازی و بندہ پروری کا بے حد ممنون و مشکور ہوں گا کہ آپ میرے اس۔۔۔ مصیبت و پریشانی کے عالم میں معین و مددگار ہوئے۔ حضور نے یہ تحریر فرمایا ہے

کہ وہ کون سی بات ہے جس کا جواب تم کو نہیں ملا۔ میرے کرم فرما آقا ہر ادارہ و دار العلوم کا یہ اصول ہے کہ جب ادارہ کا کوئی ملازم سخت بیمار ہوتا ہے تو وہ رخصت بیماری کی عرضی پیش کرتا ہے مالک و سرپرست ادارہ اس عرضی کی منظوری، نامنظوری کا جواب دیتا ہے۔ کفش بردار نے اپنی شدید واشد واہم و مہلک بیماریوں کے بارے میں حضور والا کی خدمت والا میں ایک عرضی پیش کی ہے اور عرض کیا ہے کہ حضور میری صحت دن بدن خراب ہوتی جاتی ہے مجھے ڈاکٹروں کا بھی مشورہ ہے کہ کچھ دنوں تک تم آرام کرو، لہٰذا مجھے رخصت بیماری مع تنخواہ شوال المکرم کے اخیر ماہ تک مرحمت فرمادی جائے۔ میں ان شاء المولیٰ تعالیٰ بعد تندرستی و توانائی ضرور بالضرور اخیر شوال میں دار العلوم اہل سنت جبل پور شاخ جامعہ عربیہ ناگپور میں حاضر ہو جاؤں گا، مگر اس عرضی کا جواب مجھے اب تک نہ ملا۔ کرم فرمائیں عرضی کی منظوری و نامنظوری کا جواب جلد مرحمت فرما کر اس بے قرار و پریشان قلب کو قرار و سکون بخشیں۔ تاکہ فکر و تردد، دور ہو کر مرض میں کافی و وافی افاقہ میسر ہو۔

حضور نے تحریر فرمایا ہے کہ بعد عید کا پروگرام رمضان المبارک میں لکھا جائے گا۔ اطبا سے بھی مشورہ کرلیں کہ وہ تدریسی خدمات انجام دینے کے لیے کیا کہتے ہیں میرے بزرگ بلڈ پریسر جیسے مہلک و موذی مرض میں جب مبتلا تھا اس وقت تو بفضلہ تعالیٰ تدریسی خدمات بحسن وخوبی انجام دیتا رہا۔ اب جب کہ بعونہٖ تعالیٰ وبکرم حبیبہ صلی المولیٰ تعالیٰ و حضور کی دعاے مستجاب سے وہ مرض بلڈ پریسر سے بالکل نجات حاصل ہوگئی۔ دماغ بھی بالکل ٹھیک ہے۔ تو تدریسی کام نہایت زور و شور کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ پھر بھی حسب ارشاد ڈاکٹروں و حکیموں سے مشورہ بھی کرلوں گا۔

یہ امر آخر ہے کہ قدرتی طور سے کوئی اچانک بلا خدانخواستہ آجائے خدا یہ دن نہ لائے۔ ایام بیماری میں بہت لوگوں نے سعی فرمائی کہ میں دار العلوم چھوڑ کر وطن چلا جاؤں مگر فقیر اس اندیشے کی بنا پر کہ اگر میں ہفتہ عشرہ کے لیے بھی ہٹتا ہوں تو دار العلوم کا حال خراب ہو جائے گا۔ بایں وجہ باوجود ایام بیماری میں سخت تکالیف و مصائب اٹھانے کے بعد بھی میں ہٹا نہیں، صرف اس خیال سے کہ بڑی جدو جہد و محنت سے دار العلوم کو اس حد تک پہنچایا۔ بنا بنایا معاملہ

درہم برہم ہوجائے گا۔ چناں چہ ایسا ہی ہوا، کہ ابھی مجھے مکمل ۱۵، ۲۰/ یوم ہوئے دار العلوم کا حال خراب ہوگیا، تمام طلبا بیٹھ گئے اپنے اپنے کاروبار میں لگ گئے۔ مولانا ممدوح روزانہ اپنے وقت پر درس گاہ رونق افروز ہوتے ہیں مگر پڑھنے والوں کا پتہ نہیں۔ طلبا کے لانے کے لیے بڑے بڑے لوگوں کو ان کے گھروں پر جانا پڑتا ہے مگر پھر بھی کوئی بچہ آتا نہیں۔ مولیٰ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔ اور دار العلوم کو بام عروج پر گامزن کرے۔ آمین ثم آمین۔

مالک و مولیٰ کو یہی منظور ہوا کہ میں وطن آؤں، چناں چہ جب مرضی رب میں وطن چلا آیا معلوم ہو رہا ہے کہ تمام طلبا اپنے کارور بار میں لگ گئے دار العلوم میں تحصیل علم کے لیے آتے نہیں بنا بنایا معاملہ درہم برہم ہوگیا۔ مولیٰ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے اور دار العلوم کا تمام بگڑا ہوا معاملہ درست کردے۔ آمین ثم آمین۔)

اگر فقیر کا آب و دانہ جبل پور کا ہے اور میری حاضری دار العلوم میں ہوئی تو مجھے پھر اتنی ہی سعی کرنی پڑے گی جتنی کہ ابتداءً کرنی پڑی تھی بلکہ زائد۔ اگر حضور کی دعاے مستجاب شامل حال رہی تو ان شاء المولیٰ تعالیٰ پہنچنے کے بعد تھوڑے دنوں میں دار العلوم کی حالت بہتر سے بہتر ہوجائے گی۔ (بالآخر مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ)

۲/ اگست ۴۳ے

مکتوب: مولانا انوار الحق بنام فقیہ اعظم

مکرمی بندہ نواز حضرت مولانا صاحب! سلام مسنون!

دارم و خواستگارم۔

حضور! ملفوظات دو حصے لکھے گئے تھے چار حصے بھیج دیے گئے۔ دیہات میں قدم پھونک پھونک کر چلنا پڑتا ہے چوں کہ عموماً ذرائع آمد بہت ہی کم اور اخراجات و گرانی انتہا پر ہے۔ خیر گستاخی معاف کردی جائے اور آئندہ اس بات کا لحاظ ہونا چاہیے۔ میں نے اس لیے نہیں عرض کیا کہ آں حضور کے قلب مقدس کو ٹھیس لگے۔ محض اس لیے کہ میرے آپ کے تعلقات ہمیشہ ٹھیک رہے۔ اور سنیوں کی کتابیں مسلمانوں کے گھر گھر میں موجود ہوں۔ اور تھوڑا تھوڑا تاکہ انہیں بار معلوم نہ ہو چوں کہ سنیوں کی کتابیں اکثر گراں ہوتی ہیں۔ حضور!

مجھے سخت تعجب ہوتا ہے کہ غیر مذہب روز بروز ترقی پر اور اہل سنت دن بدن پستی میں۔

وجہ یہی بظاہر معلوم ہو رہی ہے کہ سنیوں میں اتفاق واتحاد نہیں۔ اور زبان کے پابند نہیں۔ اور اپنے معتقدین کے ساتھ خلوص وہمدردی نہیں۔ آں حضور خیال فرمائیں کہ میں بریلی شریف سے فارغ التحصیل ہوں پھر حضرت مفتی ہند قبلہ مدظلہ کے دست حق پرست پر بیعت ہو چکا ہوں۔ لیکن چند استفتا روانہ کر چکا مگر ایک کا بھی جواب نہ ملا۔ ایسی صورت میں میر ادل کیا کہتا ہوگا۔ اور ہم خیال حضرات اور علاقے کے لوگ مجھے کیا کچھ کہتے ہیں اب میں اپنی ضرورت کس کی بارگاہ میں پیش کروں؟ اور علاقہ کیا کریں گے۔۔۔ لوگ جھنجھوڑ کر کبھی کہتے ہیں جب یہ بے رخی ہے تو دیوبند یا سہارنپور کیوں نہ بھیج دیتے ہیں۔ سب کو سمجھا بجھا کر کر رکھا گیا ہے کہ اب آئے گا تب آئے گا۔ لیکن چھ چھ سات سات مہینے گزر گئے اب تک کچھ بھی پتہ نہیں۔

خیر یہ جملہ معترضہ تھا غلطی معاف کریں۔ باعث گزارش یہ کہ اس وقت چند کتابوں کی اہم ضرورت در پیش ہے۔ ارجنٹ کتابیں سابقہ ثلث کمیشن پر روانہ فرمادیں۔ عین کرم ہوگا۔ اور اگر ثلث کمیشن پر آں حضور کو عذر ہو تو بذریعہ خط ضرور بالضرور اطلاع فرمائیں۔ اگر خاموش رہ جائیں گے تو انتظار کی گھڑی سخت ہو کر پریشانی کا باعث ہوگا۔ مولانا عبد الجلیل صاحب آپ کو ہدیہ سلام مسنون عرض کرتے ہیں۔ ہنوز مولانا مکان ہی پر ہیں۔ فقط والسلام۔

قرآن شریف مثل نظامی۔ یا نقل نظامی جو عمدہ ہو۔ کاغذ گلنیر سفید، دو عدد۔ کتاب العقائد تین عدد۔ سچی نماز چار عدد۔ اسلامی زندگی دو عدد۔ اردو کی تیسری ایک عدد۔

اعجاز رقم ایک عدد۔ کتاب الامراض۔ یا علاج الغرباء ایک عدد۔ الوعاء فی آداب الدعاء ایک عدد۔ رکن الدین ایک عدد۔ کلینڈر ایک عدد۔ زیارت قبور دو عدد۔ مسائل سبعہ ایک عدد۔ تاریخی کہانیاں ایک عدد۔ باقی آئندہ۔ والسلام مع الاحترام۔

آپ کا خدمت گار:

العبد محمد انوار الحق عفی عنہ

مکتوبات: مولانا عبد الخالق ہاشمی بنام فقیہ اعظم

مکتوب ۱

۸۶/۷/۹۲ـ

حضور قبلہ مفتی صاحب دامت برکاتہم القدسیہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

بفضلہٖ تعالیٰ حضور کی دعاؤں سے مع متعلقین بخیر وعافیت ہوں۔ جبل پور چودھری صاحب کے مکتوب سے معلوم ہوا کہ مولانا ولی محمد صاحب کی قابلیت مسلم ہے۔ لیکن موجودہ ماحول میں کام کرنے یا دار العلوم بنانے کا جذبہ مفقود یا سست ہے۔ بہر حال صحیح فیصلہ وقت گزرنے کے ساتھ ہوگا۔ فی الحال حضور بذات خود مناسب ہدایات انہیں تحریر فرمادیں۔ تاکہ وہاں منتظمین یا متعلقین کوئی خلا نہ محسوس کرسکیں۔ اور طلبہ کو بھی تشفی ہو۔ نقشہ سحر وافطار جبل پور کے لیے اپیل کا مسودہ روانہ خدمت ہے۔ بھلائی کی اپیل کے لیے کوئی قابل ذکر تبدیلی کی ضرورت نہیں اس لیے سال گزشتہ کا اشتہار روانہ ہے۔ بعینہٖ ایک ہزار طبع کرادیا جائے۔ البتہ جبل پور کا اشتہار دو ہزار ہوگا۔ مصارف جبل پور کمیٹی ادا کرے گی۔ لیکن جامعہ کا فطرہ وزکاۃ کا اشتہار کافی تعداد میں جبل پور بھیج دیا جائے۔ ساتھ ہی شعبان ورمضان فضائل ومسائل کے کتابچے بھی بھیج دیے جائیں۔ چودھری صاحب شہر کے تمام خصوصی حضرات کی خدمت میں پہنچادیتے ہیں۔ اس طریقے سے سال گزشتہ جامعہ کے حق میں اچھے اثرات مرتب ہوئے ہیں اور ان شاء اللہ آئندہ بھی بہتر راہیں ہموار ہوں گی۔

جبل پور ۱۴/ شعبان المعظم کے اجلاس میں حضرت مولانا مدنی میاں صاحب کے توسط سے حضرت سجادہ نشین سرکار کلاں کو بھی مدعو کیا گیا ہے۔ جس کا اب تک کوئی جواب نہیں ملا۔ اب میرا ارادہ براہ راست دعوت نامہ حاضر کرنے کا ہے۔ لیکن میرے پاس اب تک حضرت کے پروگرام کی متضاد وغیر مصدقہ رپورٹیں ہیں۔ حضرت مولانا مدنی میاں

صاحب کو ۱۴/ شعبان کے علاوہ مزید چار یوم قیام کے لیے لکھا گیا ہے لیکن بایں شرط کہ جامعہ عربیہ ناگپور کی تاریخیں نہ ٹکرائیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ حضرت مولانا مدنی میاں صاحب نے شعبان کے عشرہ اخیر کی تین تاریخیں رائے پور کے لیے متعیّن فرمادی ہیں۔ اور ساتھ میں حضرت سجادہ نشین بھی ہوں گے۔ ایسی صورت میں دعوت نامے بھیجنے سے پہلے میرے لیے یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ کیا جامعہ کے اجلاس میں دونوں حضرات مدعو ہیں۔ نیز جامعہ کے اجلاس کی تاریخیں کیا ہوں گی؟ تاکہ اس کی روشنی میں جبل پور کا اور اپنا پروگرام مرتب کر سکوں۔ حضور کی وضاحت موصول ہوتے ہیں باقاعدہ کچھوچھہ مقدسہ صاحب سجادہ کی خدمت میں دعوت نامہ حاضر کروں گا۔ امید ہے کہ جواب سے جلد سرفراز فرمایا جائے گا۔ جبل پور اور بھلائی دونوں جگہ کے نقشہ سحر وافطار ۱۴/ شعبان سے قبل تیار ہوجائیں تو بہت بہتر ہوگا۔ اس طرح آنے جانے والوں کے ہمراہ ہر جگہ وقت سے پہلے پہنچ جائے گا۔

خان صاحب، صدیقی صاحب وعبدالرحمن صاحب وغیرہم سلام مسنون فرماتے ہیں۔

فقط والسلام۔

خادم ہاشمی غفرلہ

از بھلائی نگر ایم پی

مورخہ ۵/ رجب المرجب ۹۳ھ

مکتوب ۲

۹۲/۷/۸۶۔

حضور قبلہ مفتی صاحب دامت برکاتہم القدسیہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

قبل اس کے مکتوب گرامی کا جواب حاضر کیا ہے، ملا ہوگا؟ کل ڈاک سے حضرت مولانا مدنی میاں صاحب کا مکتوب گرامی تشریف لایا۔ تحریر ہے کہ ۱۲/ ستمبر سے ۱۵/ ستمبر تک جبل پور قیام ہوگا۔ پھر جبل پور سے رائے پور روانگی ہوگی۔ کیوں کہ ۱۶۔۱۷۔۱۸/ ستمبر کی

تاریخیں رائے پور کے لیے منظور کرلی ہیں۔ پھر یہ بھی تحریر ہے کہ اگر جامعہ عربیہ کی تاریخیں ۱۸ر ستمبر کے بعد تجویز کی گئیں تو میری شرکت ممکن ہو سکے گی۔ کچھوچھہ شریف جواباً عریضہ حاضر کررہا ہوں کہ پروگرام میں معمولی سی تبدیلی کرنا ہوگی۔ جبل پور سے ۱۶ر ستمبر کو صبح روانگی ہوگی ایسی صورت میں ۱۶ر ستمبر کا پروگرام رائے پور میں ممکن نہیں۔ لہٰذا رائے پور کی تاریخیں ۱۷۔۱۸۔۱۹ر ستمبر کردی جائیں۔ اسی طرح اگر مناسب ہو تو جامعہ عربیہ کی تاریخیں ۲۰۔۲۱۔ ۲۲ر ستمبر مقرر کی جائیں تو بہتر ہوگا۔ یہ اطلاع کچھوچھہ شریف کے جواب میں بھی تحریر کردیا ہے۔ حضرت مولانا مدنی میاں صاحب کے مکتوب سے حضور سجادہ نشین قبلہ کی ہمراہی وتشریف آوری کا کوئی ذکر نہیں۔ لہٰذا جواباً معلوم کیا ہے۔ اور حضور سجادہ نشین سرکار کلاں سے تشریف آوری کی درخواست بھی حاضر کی ہے۔ جواب ملنے پر اسی کے مطابق جبل پور اجلاس کے اشتہار کا مسودہ طباعت کے لیے حضور کی خدمت میں روانہ کردیا جائے گا۔ جبل پور اور بھلائی کے لیے اپیل کا مسودہ روانہ کیا جاچکا ہے۔ امید ہے کہ مل گیا ہوگا۔ وصول یابی کی اطلاع سے سرفراز فرمایا جائے۔ امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ فقط۔ والسلام

خادم محمد عبد الخالق ہاشمی غفرلہ

از بھلائی نگر ایم پی۔ 10/11/1973

مکتوب: مولانا سلمان امانی بنام فقیہ اعظم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ واصلی علیٰ نبیہ الکریم۔

واقف رموز طریقت وحقیقت حامل شریعت بقائم اللہ تعالیٰ مسند الہدایۃ والارشاد مع التعلیم والتعلم!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

الحمد للہ بندہ بخیر ہے۔ خدا کرے کہ مزاج ہمایوں بھی بعافیت ہوں۔ عرصہ کے بعد شرف یابی کا موقع مرحمت ہوا۔ رمضان المبارک میں یکایک دو حافظ پہنچ گئے وقتی طور پر غیر معمولی پریشانی ہوئی۔ حضور والا کے مزاج مبارک کی ناسازی طبع پر غایت درجہ متاسف بھی

ہوا۔ خیر حضور کے کرم سے دونوں کا انتظام کسی طرح ہوگیا۔ پریشانی دور ہوئی۔ بابت تحریر یوں کہ حضور کی حضوری میں کوئی مسجد جامع اور مدرسہ کی خدمات یا صرف مسجد جامع کی خدمات کے لیے کوئی مرکزی اور ماحولی جگہ ہو جہاں درس وتدریس کے ساتھ تقریری پروگرام وغیرہ کا بھی گاہے بگاہے موقع آتا ہو۔ مشاہرہ کم از کم علاحدہ طعام ۳۰۰۔ روپے ملتے ہوں تو بہت بہتر ہے۔ چوں کہ اس مقام پر اگر قدرے صلاحیت والا آدمی ایک زمانہ رہے تو بتدریج ساری خوبی زائل ہوجائے گی۔ لہٰذا بہر صورت حضور جواب سے نوازیں۔

مولائے قدوس اپنے پیارے قدسی صفات والے محبوب کے صدقے حضور کے ظل مبارک کو ہم لوگوں پر تادیر سلامت رکھے۔ اور ذات بابرکات کو مرجع خلائق اور نافع اہل سنت بنائے۔ آمین۔ والسلام مع الاحترام طالب دعا۔

احقر: محمد سلمان امانی القادری نعیمی مجیبی

نوٹ۔

جوابی لفافہ پر ٹکٹ اس لیے نہیں چسپاں کی گئی کہ مجھ تک پہنچ جائے۔ دوسرے یہاں کمیٹی وغیرہ بدل گئی ہے۔ وقف بورڈ نے قبضہ لیا ہے۔ اس لیے تنخواہ بھی وقت پر نہیں ملتی ہے۔

۲۸/ ذوالقعدہ مبارکہ۔ ۱۳۹۴ھ

مکتوب: ابوعلی محمد سعدالدین بنام فقیہ اعظم

حضور السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

آج مجھے انقلاب پڑھ کر بہت بڑا صدمہ ہوا کہ تعلیمی کانفرنس کا جو وفد جمیعت العلماء نے تیار کیا ہے یہ وفد میرے خیال میں وہی مدرسہ کی تقویت پر کیا جارہا ہے جو وہابیوں کا مدرسہ ناگپور میں کسائی محلہ کے جنوبی گلی میں موجود ہے۔ لہٰذا حضرت مولانا محبوب اشرف صاحب کی قیادت پر ایک وفد اسی اطراف میں جہاں ناگپور جمیعت العلماء کا وفد گیا ہے فوراً جامعہ کی تبلیغ پر ارسال کرنے کے علاوہ ایم پی مذہبی تعلیمی کانفرنس کے نام سے ایک کانفرنس

کے لیے حضور بھی اشتہارات چھپوائیں۔اور یہ جلسہ صرف اسی وقت ہو جب جامعہ کے سالانہ اجلاس کا موقع ہو۔اور ایک معمولی مبلغ کو اسی کے لیے مقرر کرنا یہ لٹیروں سے عوام کو بچانے کی ایک ترکیب ہے۔دس بارہ روپے خرچ کر کے کچھ رسید اور ایک مہر بنوالینا اور ایک مبلغ واعظ کو مقرر کرنا۔ایم پی تعلیمی کانفرنس فنڈ جو فلاں فلاں دنوں میں جامعہ عربیہ ناگپور کی طرف سے بلایا جائے گا وہ دن عین وہی دن رکھنا جس میں مدرسہ جامعہ کا سالانہ جلسہ ہو۔تا کہ یہ خبیث لوگ عوام پر قابو نہ پاسکیں۔

ہر طرف سے اب یہ جمیعت العلماء کو شکست کرانا ہمارا فرض کفائی ہے۔کہ یہ عزت دنیا اور دولت کمانے کی فکر میں مبتلا ہے اور نجدی دجلہ کی اشاعت پر سرگرم ہے۔لہٰذا حیلہ بہانے سے حضور وسط ہند میں تشریف فرما کر ان کے مقابلہ کرنا ضروری ہے۔پرسوں جامعہ کے لیے سات روپیہ وصول کیا۔اور جامعہ کی رسید اس وقت مندرجہ ذیل حساب سے ہے۔

بابو جمال الدین چھیپہ محاسب جماعت رضائے مصطفیٰ چتوڑ گڑھ۔(۱۰/روپے) ۱۵/ذی الحجہ ۷۲ھ۱۳

حاجی عبدالغفور عبدالستار جوہری تکیہ ادم شاہ (۱۰/روپے) ۱۷/ذی الحجہ ۷۲ھ۱۳

حاجی احمد حسین عبدالعظیم جوہری جے پور (۵/روپے) ۲۰/ذی الحجہ ۷۲ھ۱۳

عبدالرحیم الٰہی بخش جوہری۔۔۔(۵/روپے) ۲۲/ذی الحجہ ۷۲ھ۱۳

حاضرین جمعہ جامع مسجد دیولی (۵/روپے) ۲۳/جمادی الاولی ۷۳ھ۱۳

یہ آخری کے علاوہ پہلے رجسٹری خط سے اطلاع دے چکا ہوں۔رہا رقم ان شاء اللہ تعالیٰ سب وصول ہوگی۔عرض یہ ہے کہ الماری میں میری اور دیگر کتابیں موجود ہیں للہ تعالیٰ اس کو کھول کر نکال کر حفاظت کیجیے۔اگر ایک رسید کتاب اور ارسال کریں تو آسان ہے۔اور پتہ پشت پر تحریر ہے۔باقی بعد میں جماعت کی شاخ جگہ جگہ ہو رہی ہے۔

اگر نصف کے ساتھ ساتھ پانچ روپے تبلیغی فنڈ سے ماہانہ مقرر فرمائے تو عین کرم ہوگا۔اور خدمت وصول چندا اور تبلیغ بھی برابر کرتا رہوں گا۔پہلے سات کو لکھا تھا اب پانچ روپے کو منظور فرمالیں تو نیا سند نامہ ارسال فرمانا مع رجسٹری سال بھر حتی رمضان گشت

ہے۔ لہٰذا خدمت کے لیے تیار ہوں۔ فقط والسلام

ابو علی محمد سعد الدین احمد عفی عنہ

ادے پور

2/2/1954

مکتوب: جناب صادق مدیر اخبار وطن بمبئی: بنام فقیہ اعظم

جناب محمد عبد الرشید صاحب، ناگپور...!

سلام کے بعد!

آپ کا اردو میں لکھا ہوا خط ہمیں موصول ہوا، ہمیں اسے پڑھنے کے بعد حقیقت کا علم ہوا، ہمیں جامعہ عربیہ کی ہر طرح سے مدد کرنے میں خوشی ہوگی۔

ہمیں جامعہ عربیہ کے سالانہ اجلاس کی تفصیلات اور جامعہ میں ہونے والے کام کی معلومات اپنے اخبار میں شائع کرنے میں بہت خوشی ہوگی

آپ سے گزارش ہے کہ جامعہ کی تمام رپورٹس صرف گجراتی میں ہمیں ارسال کریں، اور ایک بات، ہم جامعہ سے ملنے آنے والوں کی رپورٹ پیپر میں چھاپنے سے قاصر ہیں، بہت خوشی ہوگی۔ آپ گجراتی میں خط لکھنے یا رپورٹ کرنے کے لیے ناگپور جماعت کے کسی بھی اچھے دھوراجی کے قلمکار کی مدد لے سکتے ہیں۔

آپ کا صادق

اپریل ۱۹۴۴ء

مکتوب: سیٹھ عبد الشکور بنام فقیہ اعظم

جناب قبلہ مفتی صاحب!

السلام علیکم!

آج صبح جو آپ سے گفتگو ہوئی کہ قاری صاحب کے بارے میں کاغذات عشاء کے بعد

دیکھنا ہے۔ مہربانی فرماکر جو کاغذات آپ پیش کرنے والے ہیں قاری صاحب کے بارے میں ان کی نقلیں اصل کے مطابق اپنی دستخط سے میرے پاس بھیجیں۔ فقط والسلام۔

28\8\66

توکل اسٹور ناگپور

مراسلہ: فقیہ اعظم بنام سیٹھ عبد الشکور

جناب سیٹھ صاحب! سلام مسنون!

وہ کاغذات اس وقت میرے پاس نہیں ہیں ان شاء المولی تعالی بعد نماز عشاء پیش کیے جائیں گے۔ والسلام۔

محمد عبد الرشید غفرلہ

۲۸/ اگست ۶۶ء

مراسلہ: سیٹھ عبد الشکور بنام فقیہ اعظم

بخدمت گرامی حضرت مفتی صاحب جامعہ عربیہ ناگپور!

سلام مسنون!

عرض یہ ہے کہ قاری صاحب کے متعلق جو کاغذات آپ عشاء کے بعد پیش کرنے والے ہیں اور آپ نے فرمایا کہ وہ اس وقت آپ کے پاس نہیں ہیں۔ ان کی نقل شام تک میرے پاس بھجوادیں تاکہ ان کو اچھی طرح سمجھ لوں۔ عشاء کے بعد کاغذات پیش کرنے سے یہی فائدہ ہوسکتا ہے کہ واقعات کی اطلاع ہوجائے۔ جہاں تک فیصلہ کا تعلق ہے اس کے لیے ضرورت ہوگی کہ اسے ثالث کے سپرد کردیا جائے۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرت مفتی اعظم ہند بریلی شریف مدظلہ جبل پور تشریف لارہے ہیں میری رائے ہے کہ حضرت مفتی اعظم ہند اور حضرت مفتی برہان الحق صاحب کو ایک دن کے لیے بلواکر اس کا فیصلہ کرلیا جائے۔ اور ہم دونوں ان کے حکم کو تسلیم کرلیں۔

میں نے ابھی مفتی اعظم ہند مد ظلہ اور حضرت برہان الحق صاحب سے فون پر گفتگو کی اور مسجد میں دو جماعتوں کے سلسلے میں دریافت کیا کہ آیا وہاں دو جماعتیں ہو سکتی ہیں۔اس صورت حال پر انہوں نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔لہٰذا جب تک فیصلہ نہ ہو جائے آپ حضرات اپنی قریبی مسجد یا جہاں مناسب تصور فرمائیں نماز پڑھیں مسجد کھدان میں فیصلہ تک دوسری جماعت قائم نہ کی جائے۔میں آپ کے جواب کا منتظر ہوں۔

عبد الشکور

۲۸/ اگست ۶۶ء

مراسلہ: مولانا عبد الوکیل بنام سیٹھ عبد الشکور (حسب الحکم، فقیہ اعظم)

بخدمت جناب سیٹھ عبد الشکور صاحب مالک توکل اسٹور ناگپور!

سلام مسنون!

آپ کا خط ملا۔حسب الحکم حضرت مفتی صاحب جامعہ عربیہ ناگپور۔

جواباً گزارش ہے کاغذات کے متعلق آپ کے پہلے خط کے جواب میں تحریر کر دیا گیا ہے۔ثالث والا معاملہ حضرت مفتی صاحب جامعہ سے تعلق نہیں رکھتا۔آپ نے لکھا ہے کہ حضرت مولانا الحاج مفتی محمد برہان الحق صاحب مد ظلہ العالی سے میں نے فون پر گفتگو کی۔نہ معلوم آپ نے ان سے کیا صورت حال بیان کی جو انہوں نے فرمایا کہ دو جماعتیں نہ ہونا چاہیے۔بہر حال آپ ہی کی تحریر کے مطابق حضرت مفتی صاحب جبل پور نے دوسری جماعت کے ناجائز ہونے سے متعلق نہیں فرمایا ہے۔دوسرے یہ کہ علمائے جامعہ نے اس مسئلہ پر غور کر لیا ہے۔

نیز حضرت شیخ المشائخ علامہ مولانا الحاج سید محمد مختار اشرف صاحب دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین کچھوچھہ شریف نے دوسری جماعت اور نماز کے جواز کے متعلق فرمادیا ہے۔مسجد میں نماز پڑھنے کے متعلق پابندی لگانا نامناسب ہے۔اور کسی کو حق نہیں کہ مسجد میں

نماز پڑھنے سے روکے۔ مسجد میں نماز کا تعلق ہر مصلی سے ہے۔اسی طرح جماعت قائم کرنے کا تعلق بھی مصلیان سے ہے۔فقط۔

محمد عبد الوکیل غفرلہ

معتمد جامعہ عربیہ ناگپور۔۲۸/ اگست ٦٦ء

مراسلہ: سیٹھ عبد الشکور بنام فقیہ اعظم

بخدمت گرامی حضرت مفتی صاحب جامعہ عربیہ ناگپور!

سلام مسنون!

عرض یہ ہے کہ کل آپ کے یہاں سے مولانا عبد الوکیل صاحب تشریف لائے تھے اور گفتگو کے بعد یہ طے پایا کہ حضرت قبلہ مفتی اعظم ہند مدظلہ العالی سے اس معاملہ کا فیصلہ کرالیا جائے۔ اعلیٰ حضرت شرعاً جو فیصلہ صادر فرمائیں اسے فریقین تسلیم کرلیں اور مولانا عبد الوکیل صاحب کے ساتھ یہ بھی طے پایا کہ ہماری جانب سے میں اور پیش امام جناب مولانا حافظ قاری سہیل احمد صاحب اور آپ کی جانب سے آپ خود، مولانا عبد الوکیل صاحب اور غیاث الدین جبل پور روانہ ہوں۔

میں اور قاری صاحب کل ۴/ بجے شام کی بس سے جبل پور جارہے ہیں۔یقین ہے کہ آپ حضرات بھی حسب معاہدہ جبل پور پہنچ جائیں گے۔ اور ضروری کاغذات بھی آپ اپنے ساتھ رکھ لیں گے۔ تاکہ بدھ کے دن یہ معاملہ حضرت مفتی اعظم ہند کے روبرو پیش کردیا جائے۔ جواب کا منتظر۔

عبد الشکور

۲۹/ اگست ٦٦ء

مکتوبات: فقیہ اعظم بنام وکیل سید ریاض الدین

مکرمی جناب وکیل صاحب زیدت مکارکم! السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ!

شیخ اکبر صاحب ساکن چاندہ میٹا ضلع چھندواڑہ جن کے مکان میں شاخ جامعہ محمد احمد صاحب نے قائم کی تھی ان کے بھی کچھ مطالبات تھے۔ سیٹھ نور محمد صاحب وغیرہ نے پنچ ہونے کی حیثیت سے جو فیصلہ کیا تھا اس کی نقل نیز ۱۶/ستمبر کو جو شیخ صاحب کا نوٹس وصول ہوا ہے اس کی نقل ارسال خدمت ہے۔ ملاحظہ فرمانے کے بعد اپنی رائے عالی سے آگاہ فرمائیں۔

سیٹھ نور محمد صاحب بڑے حکام رس ہیں، فرما رہے تھے اگر آئندہ یہ لوگ شرارت کریں تو مجھے اطلاع کردی جائے میں انہیں سمجھ لوں گا۔ انہیں بھی نوٹس کی نقل بھیج دی گئی ہے۔ امید ہے مزاج وہاج بخیر ہو گا۔ والسلام۔

محمد عبد الرشید غفرلہ

۲۲/ستمبر ۱۹۵۴ء

محترم المقام جناب وکیل صاحب زیدت معالیکم!

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ! مزاج گرامی بخیر باد۔

مولوی محمد عبد الحی صاحب کا خط کل ملا۔ بغرض ملاحظہ ارسال خدمت ہے۔ شاہدہ سلمہا کو بتدریج افاقہ ہو رہا ہے اور کمزوری بھی دور ہو رہی ہے۔ سب سے سب کی طرف سے حسب مراتب سلام ودعا فرمادیں۔ والسلام۔

ناچیز: محمد عبد الرشید غفرلہ

۱۶/اگست ۷۳ء

مکتوب: سید ریاض الدین بنام فقیہ اعظم

۸۶/۷/۹۲

حضرت قبلہ مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ!

وعلیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ! والسلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ!

بفضلہٖ دعاؤں کی برکات سے سب بخیر ہیں۔ عزیزہ شاہدہ سلمہا کی طبیعت کے متعلق معلوم ہوکر سب کو اطمینان ہوا۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب اکرم علیہ الصلاۃ والسلام کے صدقہ جلد از جلد صحت کلی وقوت تامہ عطا فرمادے۔

مولوی صاحب کا خط پڑھا۔ اگر حکم ہو تو کوئی وقت نکال کر اندور چلا جاؤں گا۔ بہر حال آج ہی ایک خط وکیل فضل صاحب کو لکھ دیتا ہوں تاکہ کام ہوجائے اور جانا نہ پڑے۔ مولوی صاحب بہت نیک شخص ہیں ان کو میرا اسلام کہیے گا۔

کل بڑے بابا سلمہ کے اصرار پر ایک بھینس خریدلی ہے کہا ہے کہ دونوں وقت میں تین کلو دودھ ہوگا۔ آج صبح ڈیڑھ کلو سے کم ہی دی ہے۔ دعا فرمائیں کہ مبارک ہو۔ اس کا دودھ گو بہت ہی کم ہے پیش ہے۔ قبول فرماکر رہین منت فرمادیں۔

سب کی طرف سے سب کی خدمات میں سلام ودعا فرمادیں۔ والسلام۔ فقط

نیازمند: سید ریاض الدین احمد غفرلہ
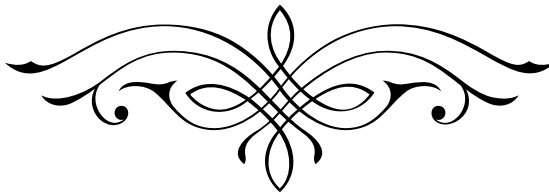
مکتوب: محترمہ طاہرہ بیگم بنت فقیہ اعظم، بنام فقیہ اعظم

قبلہ والد صاحب مد ظلہ العالی!

ہدیہ سلام نیاز خادمانہ معروض! مزاج گرامی بخیر باد!

آپ کا گرامی نامہ تشریف لایا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی ورنہ ہم لوگ پریشان تھے۔ اور نگی کا دن بھی مقرر ہو گیا تھا۔ اب آپ کے تحریر فرمائے پروگرام کے مطابق ہم لوگ یہاں سے روانہ ہوں گے۔ جمعہ کو آپ کا گرامی نامہ ملا۔ دوسرے دن ہفتہ کو ہم لوگ روانہ ہو رہے تھے سب تیاری وغیرہ مکمل ہو گئی تھی۔

ہم لوگ تو اب جلد ہی پہنچنا چاہتے ہیں، مگر اب صالحہ کے والد کا خیال بدل گیا ہے۔ لہٰذا میں نے انہیں پر چھوڑ دیا ہے۔ یہاں سے متعلق کوئی کام ہو تو تحریر فرمائیں۔ ملازمہ گھر میں ہے یا نہیں؟ اگر ضرورت ہو تو اوپر کے کام کے لیے یہاں ایک بڑی بی ہیں انہیں ساتھ لیتی آؤں۔ صالحہ کے والد کہہ رہے ہیں کہ میں خود پہنچا دوں گا۔ ۳۔ ۴۔ روز ہو گئے راشدہ کی طبیعت خراب ہے۔ دست، قے کی شکایت ہے بخار بھی آگیا تھا۔ کل سے نہیں ہے۔ باقی سب خیریت ہے۔ آپ اپنی خیریت و دیگر ضروری حالات سے جلد مطلع فرمائیں۔

شادی بہت قریب آگئی ہے۔ والدہ صاحبہ غالباً گھبراتی ہوں گی ہم لوگ جلد پہنچتے تو اچھا ہوتا۔ اللہ مالک ہے۔ آمنہ بھی آج کل بھوپال ہوں گی۔ احمد میاں نے لکھا ہے ان کے یہاں لڑکی تولد ہوئی ہے۔ اس لیے ان کی شرکت کی بھی امید نہیں ہے۔ ویسے ہی وہ بیمار رہتی ہیں۔ والدہ و چچا مد ظلہما کی خدمات میں ہم سب کی جانب سے خادمانہ سلام عرض ہے۔ سب بچے آپ کی خدمت بابرکت میں بعد مزاج پرسی کے سلام عرض کرتے ہیں، خالہ ماموں کو سلام۔

فقط والسلام مع الکرام۔

خادمہ طاہرہ غفرلہا

مکتوب: دار العلوم شاہ عالم اہل سنت و جماعت حیدر آباد بنام فقیہ اعظم

مکرمی زاد لطفہ! سلام مسنون

آپ کا استفتا جناب مفتی عزیز الرحمن صاحب کے حوالے کر دیا گیا ہے نیچے کے کمرے میں دفتر ہے، دفتر کے انچارج ہر استفتا کو درج رجسٹر کر کے مفتی صاحب کے حوالے کرتے ہیں پھر وہ نمبر وار جواب دیتے ہیں۔ رجسٹر میں فتوی کی تاریخ آمد و رفت کے خانے ہیں۔

الغرض فتوی کا کام مجھ سے متعلق نہیں ہے۔ اطلاعاً عرض ہے۔

فقط والسلام۔
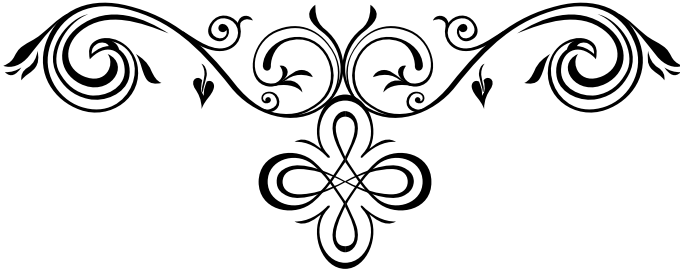
فقیہ اعظم کے قائم کردہ ادارہ ”جامعہ عربیہ“ کے داخلی معاملات سے متعلقہ مراسلات

یہ فصل فقیہ اعظم کے قائم کردہ ادارہ جامعہ عربیہ کے درس گاہی وانتظامی امور اور منتظمین ومدرسین کے مابین داخلی تنازعات سے متعلقہ تحریرات وگزارشات ومراسلات پر مشتمل ہے۔

مراسلات: اساتذہ جامعہ، بنام فقیہ اعظم

مراسلہ ۱

بخدمت عالی جناب شیخ الجامعہ صاحب، جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

ضروری گزارش ایں کہ

جامعہ عربیہ اسلامیہ کے علاوہ تقریباً جملہ مدارس اسلامیہ مثلاً مظہر اسلام، منظر اسلام بریلی شریف، جامعہ نعیمیہ مرادآباد، دار العلوم اشرفیہ مبارک پور، جامعہ اسلامیہ میرٹھ، مدرسہ حمیدیہ رضویہ بنارس، مدرسہ منظر حق ٹانڈہ، دار العلوم شاہ عالم احمد آباد، مدرسہ سبحانیہ الہ آباد، مدرسہ خانقاہ کبیریہ، مدرسہ نظامیہ خیریہ سہسرام، مدرسہ فیض انوباء آرہ (بہار) وغیرہ کا قانون یہ ہے کہ جملہ مدرسین کو رخصت اتفاقی ہر سال پندرہ یوم اور رخصت علالت بارہ یوم کی پوری تنخواہ پر دی جاتی ہے۔ مگر جامعہ عربیہ اسلامیہ میں رخصت اتفاقی نصف تنخواہ کے ساتھ دی جاتی ہے۔

لہٰذا ہم جملہ مدرسین درخواست کرتے ہیں کہ حسب قانون دیگر مدارس اسلامیہ ہند، جامعہ عربیہ اسلامیہ کے قانون رخصت اتفاقی میں ترمیم کی جانے کے بجائے نصف تنخواہ کو پوری تنخواہ پر ونیز رخصت علالت بارہ یوم بھی ۔۔ تنخواہ دی جائے۔ عین نوازش وعنایت ہوگی۔

فقط والسلام مع الاکرام۔

عرضی گزاران!

محمد عبدالجلیل النعیمی صدر المدرسین وشیخ الحدیث جامعہ عربیہ اسلامیہ۔ محمد یٰسین، مدرس مدرسہ ہٰذا۔ مجیب اشرف رضوی غفرلہ، مدرس مدرسہ ہٰذا۔ عبدالحفیظ خاں غفرلہ معتمد جامعہ ناگپور۔ محمد عبدالوکیل غفرلہ۔ محمد شفیع رضوی۔ حافظ محمد اسرائیل۔

مورخہ ۹/ صفر المظفر ۱۳۸۴ھ

مراسلہ (۲)

بحضور اقدس حضرت شیخ الجامعہ جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور دامت برکاتہم القدسیہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مؤدبانہ عرض ہے کہ

(۱) موجودہ ہوش ربا گرانی ہماری خانگی زندگی اور دل ودماغ پر سخت سے سخت اثر ڈالتی جارہی ہے۔ اور ہر روز زیادہ سے زیادہ پریشانیاں بڑھتی جارہی ہیں۔ اس سے قبل ایک درخواست پیش کی گئی تھی مگر ہنوز ہمارے درد کے علاج کی طرف توجہ نہیں فرمائی گئی۔ ہم پورے اظہار درد اور درماں طلبی کے ساتھ پھر عرض پرداز ہیں کہ ہمارے مشاہروں میں قابل تسکین اضافہ فرماکر شکر گزاری کا موقع مرحمت فرمائیں۔

(۲) ہماری سہولتیں متقاضی ہیں کہ بڑی تعطیل جس طرح دوسرے مدارس میں دو مہینے رکھی گئی ہے۔ جامعہ عربیہ میں بھی ۱۱/ شعبان المعظم سے ۱۰/ شوال تک کرکے ہمارے حال پر کرم فرمایا جائے۔ ہمیں یقین ہے کہ حضور از راہ کرم وہمدردی جلد سے جلد ہماری درخواست منظور فرماکر اضطراب وپریشانی دور فرمائیں گے۔ فقط والسلام۔

غلام محمد خاں رضوی غفرلہ۔ محمد عبدالجلیل النعیمی مدرس جامعہ۔ محمد مجیب اشرف غفرلہ۔ محمد یٰسین۔ سہیل احمد غفرلہ۔ محمد عبدالوکیل غفرلہ۔ محمد عبدالحفیظ خاں غفرلہ۔ محمد شریف خاں غفرلہ۔ حافظ محمد اسرائیل۔ محمد شفیع رضوی۔

مورخہ ۲۳/ رجب ۱۳۸۴ھ

مراسلہ ۳

بنام اراکین مجلس عمل بتوسط فقیہ اعظم

بگرامی خدمات اراکین مجلس عمل جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور۔بتوسط حضرت شیخ الجامعہ

جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور مدظلہ العالی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اس سے قبل ہم مدرسین جامعہ عربیہ نے اضافہ مشاہرہ کی درخواست دی تھی ہمارے سامنے ماہ شوال ۱۳۸۴ھ کی تنخواہ کا قبض الوصول حسب دستور آیا۔ماہ مذکور سے کمیٹی نے ”ترقی کے تصور کو“ سامنے رکھتے ہوئے جو اضافہ کیا ہے وہ ہمارے لیے قابل قبول نہیں ہے۔ہماری گزارشیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) ہم نے یہ تنخواہ لینے سے انکار کردیا ہے۔

(۲) اضافہ تنخواہ سے ہماری مراد وہ ترقی نہیں ہے جو مجلس عمل نے کی ہے۔

(۳) اضافہ تنخواہ سے مراد طلبہ کے مشاغل کا معیار مقرر کرکے تنخواہوں کو معیار کے خطوط پر لانا ہے۔

(۴) جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور اعلیٰ تعلیم کی مدعی وحامل ہے۔موجودہ اصطلاح میں مکتب وملا کا نہیں ہے۔اور نہ غیر معیاری خیال وطریق کار کا مقام ہے۔

(۵) علوم جامعہ کے بلند معیار پر مجلس عمل نے آج تک غور نہیں کیا اور جامعہ عربیہ کے مقاصد میں اس کی اولیت واہمیت کے باوجود کمیٹی کے نزدیک اس کا کوئی معیار نہیں۔

(۶) درس نظامی کا ابتدائی نصاب ہائی اسکولز کی تدریس سے بہت اونچا ہے۔اور آخری نصاب ایم،اے، تعلیم سے کئی درجہ آگے ہے۔اور تحقیق وتتبع کے مقام سے موجودہ کالجوں، یونیورسٹیوں کو کوئی نسبت نہیں۔

(۷) ان۔۔۔کی تدریس اور تحقیق وتدقیق سخت محنت طلب اور دل ودماغ کو شب وروز مصروف رکھنے والی ہے۔

(۸) ہمارا موجودہ مشاہرہ معیار سے بہت گرا ہوا ہے۔ انسانی ضروریات کے لیے قطعًا ناکافی اور ہمارے لیے سخت پریشان کن ہے۔

(۹) ہمارا موجودہ مشاہرہ پر قناعت کرنا صرف ہماری قربانی کے جذبہ پر موقوف ہے

(۱۰) بہت زیادہ بڑھی ہوئی گرانی کے پیش نظر اب مزید قربانیوں کے عمل سے ہم قطعًا محذور ہیں۔ اب ہم سے حد سے بہت زیادہ قربانی طلبی کے سلسلہ کو ختم کر دیا جائے۔

(۱۱) کمیٹی جلد معیار مقرر کر کے ہماری تنخواہیں گرانی کی مناسبت سے متعیّن کر دے۔

(۱۲) ہماری سخت معاشی تکالیف اور پریشانیوں پر ہمدردانہ جذبات سے نظر کی جائے۔

(۱۳) سالانہ اور اتفاقی تعطیل و رخصت پر ہماری پچھلی درخواست پر فیصلہ کر کے مطلع کیا جائے۔

(۱۴) ہماری اس گزارش پر خاص خیال کیا جائے کہ اطلاع و جواب تحریری طور پر مرحمت فرمایا جائے۔ فقط والسلام۔

محمد عبدالجلیل النعیمی۔ غلام محمد خاں رضوی غفرلہ۔ محمد مجیب اشرف غفرلہ۔ محمد عبدالوکیل غفرلہ۔ محمد یٰسین غفرلہ۔ محمد شفیع رضوی۔ حافظ محمد اسرائیل۔ محمد شریف خان اشرفی غفرلہ۔

۸/ مارچ ۶۵ء

مراسلہ (۴)

بنام اراکین مجلس عمل بتوسط فقیہ اعظم

بگرامی خدمات اراکین مجلس عمل جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور۔ بتوسط حضرت شیخ الجامعہ جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور مد ظلہ العالی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مورخہ ۸/ مارچ ۶۵ء کو ایک درخواست ہم مدرسین کی جانب سے مشاہرہ کے متعلق جامعہ کی مجلس عمل کو دی گئی ہے۔ سخت تکلیف دہ مقام ہے کہ مجلس عمل نے ایک ہفتہ گزر جانے

کے بعد بھی ہماری درخواست پر غور نہیں کیا۔ بلکہ درخواست پہنچنے کی تحریری اطلاع کو بھی گوارا نہیں کیا حتی کہ بعض ارکان کو ہماری درخواست ہی سے بے خبری ہے۔ جیسے کہ متولی مسجد کچھیان مولانا عبد الستار صاحب سے ۱۳/ مارچ بعد مغرب اور ۱۵/ مارچ صبح الحاج علی احمد کی ملاقات سے ظاہر ہے۔

حضرت مولانا محمد آل حسن صاحب مدظلہ العالی کا گرامی نامہ مورخہ ۱۳/ مارچ ۶۵ء ہمیں ملا ہے۔ جس میں حضرت نے جناب وکیل سید ریاض الدین احمد ایڈوکیٹ سے بات چیت اور وکیل صاحب کے اظہار ہمدردی کے ساتھ یہ بھی تحریر فرمایا ہے، کہ وکیل صاحب موصوف نے مولانا عبد الوکیل صاحب کو سخت تاکید کی ہے۔ اور انہوں نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ وہ ۱۹/ مارچ کو حساب مکمل کر کے جامعہ کا گوشوارہ حساب پیش کر دیں گے۔

ہماری گزارش یہ ہے کہ اگر حضرت مولانا آل حسن صاحب مدظلہ العالی کی یہ تحریر مجلس عمل کی ترجمان ہے تو شوال سے ترقی کا فیصلہ مجلس عمل نے گوشوارہ حساب کو سامنے رکھ کر کیا تھا یا نہیں؟ اگر وہ سامنے رکھ کر کیا تھا تو اس کی موجودگی میں پھر گوشوارہ حساب کی ہدایت سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مدرسین کے مطالبات کو التوا میں ڈال کر انہیں مشقت میں مبتلا کر دیا جائے۔ اور اگر گوشوارہ حساب کو سامنے رکھ فیصلہ نہیں کیا گیا تھا تو کیا معلمی کی آزمائش کے ساتھ مجلس عمل انتظامی اور دفتری افراتفری کی سزا بھی مدرسین کو دینا چاہتی ہے۔ اور اگر حضرت مولانا آل حسن صاحب کی تحریر مجلس عمل کی ترجمان نہیں ہے تو مجلس عمل نے ایک ہفتہ گزرنے تک بھی مدرسین کو اصل حقیقت سے آگاہ کیوں نہیں کیا؟

جناب وکیل صاحب کی ہمدردی کا شکریہ!

مگر حالات صاف ظاہر ہیں کہ نہ مجلس عمل کا اجلاس ہوا نہ مجلس عمل نے اس سلسلہ میں جناب وکیل صاحب کو اختیارات دیے ہیں اس صورت میں شخصی ہمدردی مدرسین کو ہرگز مطمئن نہیں کر سکتی ہے۔ اور اگر وکیل صاحب کو پہلے ہی اختیارات حاصل ہیں تو درخواست کی رسید سے مدرسین کو محروم رکھنے کی ذمہ داری موصوف پر عائد ہوگی۔

ہماری درخواست ہے کہ مورخہ ۲۳/ مارچ ۶۵ء تک مجلس عمل یا ذمہ دار حضرات ہمیں اپنی کاروائی سے آگاہ کر دیں۔ والسلام۔

محمد عبدالجلیل النعیمی۔ غلام محمد رضوی غفرلہ۔ محمد مجیب اشرف رضوی۔ محمد یٰسین۔ سہیل احمد۔ محمد شفیع رضوی۔ حافظ محمد اسرائیل۔ محمد شریف اشرفی غفرلہ۔ محمد عبدالوکیل غفرلہ۔

مورخہ ۱۵/ مارچ ۱۹۶۵ء

مراسلہ: مفتی مجیب اشرف بنام فقیہ اعظم

۹۲/۷۸۶

حضور سیدی دامت برکاتہم القدسیہ!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

۲۱/ ۲۲/ شوال اور ۶/ ذوقعدہ کی غیر حاضری پر مجھ سے تحریری جواب طلب کیا گیا۔ حالاں کہ اس سے قبل کبھی بھی نہ مجھ سے نہ کسی اور سے اس قسم کی غیر حاضری پر جواب طلب کیا گیا۔ اگر جامعہ عربیہ کا کوئی قانون ہے کہ بغیر اجازت زبانی یا تحریری اجازت کے کوئی نہیں جاسکتا تو اس سے پہلے ہی جواب طلب کرنا چاہیے تھا۔ اور اگر اب کوئی نیا قانون بنا ہو تو اس کی پابندی حتی الوسع آئندہ کی جائے گی۔ ۲۱/ ۲۲/ شوال کو گوندیا بسلسلہ تقریر گیا تھا۔ ۶/ ذوقعدہ کو بخار اور دوسری وجہ سے حاضر نہیں ہو سکا تھا۔ فقط والسلام۔

نیازمند: مجیب اشرف رضوی غفرلہ

مدرس جامعہ عربیہ۔ ۱۳/ ذوقعدہ ۸۴ھ

مراسلہ: اساتذہ جامعہ عربیہ بنام اراکین مجلس بتوسط فقیہ اعظم

بگرامی خدمت اراکین مجلس عمل جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور!

بتوسط حضرت شیخ الجامعہ جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مورخہ ۱۳؍مارچ ۶۵ء کی کاروائی کی نقل ہمیں موصول ہوگئی ہے۔ مجلس کی کاروائی (۱) میں، ہم مدرسین کی درخواست کا جو مفہوم بیان کیا گیا ہے وہ، تفسیر القول بما لا یرضی بہ قائلہ، کا مصداق ہے، جس سے براہ راست جملہ خبریہ کے ساتھ اساتذہ وخدام دین پر غیر موزونیت، ناشائستگی، اور غیر معقولیت کے حملے کیے گئے ہیں۔ ان عظیم حکموں پر ہماری درخواستوں میں ان جملوں کی نشاندہی بھی نہیں کی گئی ہے، جسے اساتذہ نے نہایت متانت کے ساتھ برداشت کرلیا۔ اور علم ودیانت کی نہیں بلکہ خدام علم دین کی عام بے بسی وبے چارگی کے پیش نظر پھر درخواست کرتے ہیں کہ ہماری محنت اور دل ودماغ کی مصروفیت اور حالات زمانہ کا خیال رکھتے ہوئے ہماری تنخواہوں میں اضافہ کیا جائے۔ تاکہ جن سخت معاشی پریشانیوں اور دقتوں سے اساتذہ دوچار ہیں وہ دور ہوجائیں۔ فقط والسلام۔

۲۷؍مارچ ۶۵ء۔ ۲۳؍ذیقعدہ ۸۴ھ

عرضی گزاران!

محمد عبد الجلیل النعیمی۔ غلام محمد غفرلہ۔ محمد مجیب اشرف غفرلہ۔ محمد یٰسین۔

حافظ محمد اسرائیل۔ محمد شفیع رضوی۔ محمد شریف خاں اشرفی غفرلہ۔

محمد سہیل احمد غفرلہ الاحد۔ محمد عبد الوکیل غفرلہ۔

مراسلہ: فقیہ اعظم
بنام مفتی غلام محمد خاں و مولانا عبد الجلیل نعیمی

۷۸۶

عزیزان محترم مولانا الحاج غلام محمد خاں صاحب رضوی و مولانا محمد عبد الجلیل صاحب نعیمی زید مجد کما!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

۳۰/ مارچ ۶۵ء والا استفتا ملا۔ چوں کہ مجلس عمل میں میں بھی شامل ہوں۔ اس لیے یہ استفتا دوسرے مفتیان عظام کی خدمت میں بھیجا جائے مگر پوری کیفیت لکھ دی جائے۔ آپ حضرات نے جو مجھے استفتا دیا ہے اس میں سب سے پہلی درخواست کا اور اس کے بارے میں ۷/ شعبان المعظم ۸۴ھ کو مجلس عمل کے فیصلہ کا اور اس کے اساتذہ کے علم میں آجانے کا ذکر تک نہیں کیا حالاں کہ وہ ضروری تھا۔

اس مرتبہ اسے بھی استفتا میں شامل فرمالیں۔ نیز استفتا پر فریقین کے دستخط بھی لے لیں تاکہ دونوں کے لیے قابل قبول ہو اور یہ نزاع جلد درد ہو۔ ورنہ جیسے سوالات آپ حضرات نے قائم فرمائے ہیں مجلس عمل بھی قائم کر سکتی ہے۔ جس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ تاخیر ہوگی اور اس کا بھی امکان ہے کہ اختلاف دراز نہ ہو۔ والسلام۔

محمد عبد الرشید غفرلہ

۳۱/ مارچ ۱۹۶۵ء۔ ۲۷/ ذیقعدہ ۸۴ھ

مراسلہ: مولانا عبد الجلیل نعیمی بنام فقہ اعظم

حضور شیخ الجامعہ دامت برکاتہم القدسیہ!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

گزارش یہ ہے کہ مابہ النزاع چیز یہی ہے کہ مجلس عمل کو ہماری دونوں درخواستوں میں غیر موزوں اور ناشائستہ جملے نظر آئے ہیں۔ جس کی بنا پر ہماری تنخواہوں کا اضافہ روک دیا گیا ہے۔ تا وقتیکہ مدرسین درخواستوں کو واپس نہ لے لیں۔ اور ہمارا کہنا یہ ہے کہ ہماری درخواستوں میں یہ بات نہیں ہے۔ اور اگر ہے تو مجلس عمل اس کی نشاندہی کردے۔ اور ہنوز مجلس عمل نے نشاندہی نہیں کی ہے۔ جب بات صرف اتنی ہی ہے کو مدرسین کی دونوں درخواستوں اور مجلس عمل کا جواب اور اس جواب پر ہماری گزارشات ہی کافی ہیں۔

۷/ شعبان ۸۴ھ والی مدرسین کی درخواست اور مجلس عمل کی کاروائی داخل استفتا کرنا، نیز فریقین کے دستخط لینا اگر حضور کے نزدیک ضروری ہے تو استفتا کا مضمون کیا ہوگا۔ اسے مجلس عمل کی ہی منشا کے مطابق مرتب کر کے ہمیں دے دیا جائے۔ فقط والسلام۔

محمد عبد الجلیل النعیمی

۷/ ذی الحجہ ۸۴ھ۔ مطابق ۱۰/ اپریل ۶۵ء

مراسلہ: اساتذہ جامعہ عربیہ بنام اراکین مجلس عمل بتوسط فقیہ اعظم

بحضور شیخ الجامعہ (جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور مدظلہ العالی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

ہمارے استفتا مورخہ ۳۰/ مارچ ۶۵ء کے جواب میں حضور کا گرامی نامہ ۳۱/ مارچ ۶۵ء ہمارے مطالعہ سے گزرا۔ جس کا جواب مورخہ ۹/ اپریل کو صدر المدرسین مولانا عبد الجلیل صاحب کے ذریعہ حضور کو دے دیا گیا۔ جس کا ابھی تک ہمیں جواب نہیں ملا۔

(۱) سخت تکلیف، پریشانی مجبوری ومایوسی کے بعد ہم عرض کرتے ہیں کہ ہماری مافیہ النزاع تنخواہوں کا اضافہ اور تعطیل ورخصت کا فیصلہ جو وجہ بتلا کر کیا گیا ہے وہ قطعی غلط و بے بنیاد ہے۔

(۲) خط وکتابت، جواب اور جواب الجواب میں ٹالنے کے سوا کوئی ہمت افزا بات نہیں ہے۔

(۳) دو ماہ سے تنخواہ نہ لینے سے مدرسین کی تکالیف بڑھتی جارہی ہیں جن کی طرف سخت بے حسی و بے توجہی برتی جارہی ہے۔

(۴) مدرسین کی اہانت وتذلیل کی گئی ہے۔حالاں کہ مدرسین جامعہ کے اساتذہ علمائے دین کا اعلیٰ مقام ہے۔

(۵) یہ سب کچھ حضور کی موجودگی میں ہوا۔ہمار استفتا سے انکار کرتے ہوئے حضور نے ۳۱/ مارچ ۶۵ء کے گرامی نامہ میں بھی یہی وجہ بتائی ہے کہ وہ مجلس عمل کے رکن ہیں۔حالاں کہ کسی مجلس عمل کی رکنیت تو کیا خلافت دینیہ وامارت شرعیہ کی رکنیت کے بعد بھی مفتی کو حکم شرع بیان کردینے سے کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔جیسے حضور جانتے ہیں۔ حضور کے گرامی نامے سے ظاہر ہے کہ مجلس عمل کی کارکردگی کو حضور کی پوری پوری حمایت حاصل ہے۔ حضور کو یہ بھی معلوم ہے کہ ہمارا ۳۰/ مارچ کا استفتا جلی عنوان کے ساتھ استفتا تھا۔حکم بتانے کی درخواست نہ تھی۔ان حالات میں اب ہماری گزارشات حسب ذیل ہیں۔

(ا) آج سے پندرہ دن کے اندر اندر۔(ب) ہماری مافیہ النزاع تنخواہوں کا اضافہ

(ج) تعطیل ورخصت کا فیصلہ۔(د) اہانت وتذلیل کا تدارک۔

(ھ) اساتذہ کے حقوق اور ان کی عزت وآبرو کی حفاظت کی یقین دہانی کردی جائے۔اگر پندرہ دن کے اندر ہماری گزارشات کو منظور نہیں کیا گیا تو ہم حسب معمول جامعہ کی حاضری کے ساتھ تدریس اور متعلقہ امور اس وقت تک بند رکھیں گے کہ ہمارے مطالبات، ا، ب، ج، د، ھ۔ منظور نہیں ہوجاتے۔اس صورت میں ہمارے حقوق اور نقصان کی تمام ذمہ داری مجلس عمل پر رہے گی۔اب ہم تمام خط وکتابت کی

اشاعت اور اس پر تبصرہ کرنے میں حق بجانب ہوں گے۔ فقط۔

عبدالجلیل النعیمی۔ غلام محمد رضوی غفرلہ۔ مجیب اشرف رضوی غفرلہ۔ سہیل احمد غفرلہ۔ محمد شفیع رضوی۔ عبدالوکیل غفرلہ۔ محمد شریف اشرفی غفرلہ۔ محمد یٰسین غفرلہ۔ حافظ محمد اسرائیل۔

۲۰/اپریل ۶۵ء

مراسلہ: فقیہ اعظم بنام اساتذہ جامعہ عربیہ

۹۲/۷۸۶

حضرات اساتذہ جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور!

وعلیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ!

۲۰/اپریل ۶۵ء کی درخواست وصول ہوئی۔ دو دن کے بعد ۲۵/سالہ اجلاس میں جامعہ عربیہ شروع ہونے والا ہے۔ ارکان مجلس عمل اس کے انتظامات میں منہمک ہیں۔ اجلاس کے کاموں سے فارغ ہونے کے بعد مجلس عمل کو طلب کر کے آپ حضرات کی درخواست پیش کردی جائے گی اور اس کے فیصلہ سے بھی آپ حضرات کو مطلع کر دیا جائے گا۔ ۱۰/اپریل ۶۵ء والا مکتوب جناب مولانا حمد عبد الجلیل صاحب نعیمی صدر المدرسین کی طرف سے تھا جس کا جواب انہیں زبانی دے دیا گیا تھا۔ اگر وہ تحریری جواب کے لیے فرماتے تو اس کی تعمیل بھی کردی جاتی۔ والسلام۔

محمد عبد الرشید

۲۲/اپریل ۶۵ء۔ ۱۹/ذی الحجہ ۸۴ھ

مراسلہ: مولانا عبد الحفیظ بنام فقیہ اعظم

بگرامی خدامت حضرت شیخ الحدیث جامعہ زیدت مکارمکم ! السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ !

گزارش ہے کہ آج مورخہ یکم مئی ۶۵ء مطابق ۲۸/ ذی الحجہ ۸۴ھ روز شنبہ ساڑھے نو بجے بعد نماز عشاء جامعہ میں مجلس شوریٰ ہے۔ لہٰذا براہ کرم ان اساتذہ جامعہ کو مطلع فرمادیں جنہوں نے مورخہ ۲۰/ اپریل ۶۵ء کی درخواست نیز اس سے پہلے درخواستوں پر دستخط کیے ہیں۔ اگر وہ مناسب سمجھیں تو جامعہ میں وقت مقررہ پر موجود رہیں۔ تاکہ اراکین جامعہ کچھ معلومات حاصل کرنا چاہیں تو وہ حاصل کرسکیں۔ فقط۔

ناچیز محمد عبد الحفیظ غفرلہ

معتمد جامعہ ورکن مجلس عمل جامعہ عربیہ ناگپور

مورخہ یکم مئی ۶۵ء روز شنبہ۔ ۲۸/ ذی الحجہ ۸۴ھ

مراسلہ: فقیہ اعظم بنام مفتی مجیب اشرف

۹۲/۷۸۶

گرامی قدر جناب مولانا مجیب اشرف صاحب مدرس جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور !

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ !

آپ کے پاس جو طلبہ پڑھتے تھے، وہ ماہ اپریل ۶۵ء میں ناگپور یونیورسٹی امتحان دے کر فارغ التحصیل ہوچکے۔ اب کوئی طالب علم آپ کے پاس پڑھنے والا نہیں ہے۔ لہٰذا یکم محرم الحرام ۸۵ھ سے اپنے آپ کو جامعہ عربیہ کی خدمات سے سبکدوش سمجھیں۔ والسلام۔

محمد عبد الرشید غفرلہ

متولی جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور۔ یکم مئی ۱۹۶۵ء

(اطلاع مل چکی فقط۔ محمد مجیب اشرف رضوی غفرلہ)

مراسلہ: فقیہ اعظم بنام مولانا سہیل احمد نعیمی

جناب مولانا حافظ قاری سہیل احمد صاحب مدرس جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

معلوم ہوا کہ کل ساڑھے آٹھ بجے سید بشیر احمد وغیرہ کی جماعت آپ کے پاس پڑھ رہی تھی اور حسینی صاحب نے یہ کہہ کر انہیں وہاں سے ۔۔۔۔کہ اوپر جاؤ۔ آپ نے حسینی صاحب کو کیوں نہیں روکا۔ یا طلبہ سے کیوں نہیں فرمایا کہ یہ گھنٹہ یہاں پڑھنے کا ہے اسے پورا کرو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کل عبدالرشید برہان پوری کی جماعت کے اسباق بھی نہیں ہوئے۔ آخر ایسا کیوں کیا گیا۔ دونوں باتوں کا تحریری جواب اس پرچہ پر دیں۔ والسلام۔

مراسلہ: مولانا سہیل احمد نعیمی بنام فقیہ اعظم

حضرت اقدس! السلام علیکم!

کل جس وقت سید حسینی سید شبیر احمد کی جماعت کو لے جارہے تھے میں نے اجازت لے جانے کی نہیں دی ہے۔ صرف دو چار منٹ کے لیے لڑکے گئے اور پھر واپس آگئے۔ میں نے سید حسینی کو بہت سمجھایا۔ مولوی عبدالرشید برہان پوری کی جماعت کا ایک فرد بھی میرے پاس نہیں آیا۔ نہ مولوی عبدالرشید آئے۔ اگر آتے تو میں ضرور بالضرور پڑھاتا۔ والسلام۔

محمد سہیل احمد نعیمی رضوی

۳۰/ ذی الحجہ ۸۴ھ

مراسلہ: فقیہ اعظم بنام مولانا شریف خاں

عزیزی مولوی محمد شریف خاں صاحب مدرس جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ کل سید شبیر احمد وغیرہ کی جماعت آپ کے پاس پڑھنے کے لیے گئی اور ایک گھنٹہ تک بیٹھی رہی مگر آپ نے انہیں سبق نہیں پڑھایا۔

کل حسینی صاحب نے آپ کی موجودگی میں طلبہ سے کہا کہ آج دوپہر کو اور کل دن بھر چھٹی ہے اور آپ خاموشی سے سنتے رہے۔ نہ انہیں روکا اور نہ طلبہ سے کہا کہ چھٹی نہیں ہے۔ تم لوگ پڑھنے کے لیے آنا۔ ایسی بے اعتنائی آپ نے کیوں برتی۔ دونوں باتوں کا جواب تحریری اسی پرچہ پر دیں۔ والسلام۔

محمد عبد الرشید غفرلہ

۳۰/ذی الحجہ ۸۴ھ

مراسلہ: مولانا شبیر احمد بنام فقیہ اعظم

حضور نے شبیر احمد وغیرہ کی جماعت کو نہ پڑھانے کے متعلق (پوچھا ہے) کہ اس جماعت کو آپ نے کیوں نہیں پڑھایا؟ کل ہی کے نہ پڑھانے پر کیا منحصر ہے اس سے قبل حضور کی خدمت اقدس میں خادم عرض کر چکا ہے کہ طلبہ کے اسباق رک جاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اسباق بہت ہیں اسباق کے مقابل میں ایک تنہا شخص کی محنت ناکافی ہوتی ہے۔ اس پر حضور نے فرمایا تھا کہ میں خود بھی ایک مدرس کی تلاش میں ہوں حضور نے ابھی تک کسی مدرس کا انتظام نہیں فرمایا۔

مراسلہ: فقیہ اعظم بنام مولانا محمد یٰسین

جناب مولانا محمد یٰسین صاحب مدرس جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

معلوم ہوا کہ شبیر احمد وغیرہ کی جماعت آپ کے پاس بیٹھی رہی بعض نے سبق پڑھانے کے لیے بھی دریافت کیا مگر آپ نے سکوت فرمایا۔ حافظ محمد فاروق نے طلبہ سے یہ بھی کہا کہ مولانا صاحب یعنی آپ نے اسے بھگادیا۔ گلستاں بھی آپ نے نہیں پڑھائی۔ آخر یہ بے اعتنائی کیوں برتی گئی اس کا تحریری جواب اسی پرچہ پر دیں۔ والسلام۔ ۳۰؍ ذی الحجہ ۸۴ھ

محمد عبد الرشید غفرلہ

مراسلہ: اساتذہ جامعہ بنام فقیہ اعظم

بگرامی خدامت حضرت شیخ الجامعہ جامعہ عربیہ ناگپور مدظلہ العالی!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

۲۰؍ مارچ ۶۵ء کو ہم مدرسین جامعہ اپنے مطالبات پیش کر چکے ہیں۔ آج مورخہ ۵؍ مئی ۶۵ء تک ہمارے مطالبات پورے نہیں کیے گئے ہیں۔ مورخہ ۴؍ مئی ۶۵ء شب کو بعض اراکین مجلس عمل کے ساتھ گفتگو کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکی۔

آج سے قبل، ہفتہ کے اندر جامعہ کے اراکین کی مجالس میں جناب وکیل ریاض الدین احمد صاحب نے علمائے جامعہ کی عزت وآبرو سے جی بھر کر کھیلا ہے۔ حتی کہ مسلک اہل سنت کی ناقابل برداشت ایمان سوز اہانت کی ہے۔ بھنڈارہ کا ایک استفتا جو مودودی اور تبلیغی جماعت کے متعلق تھا اس پر نائب مفتی غلام محمد خاں کے جواب کے خلاف وہابی اخبار میں وہابی نے مضمون دیا تھا اسے جامعہ کے لیے نقصان دہ اور جواب کو غیر صحیح قرار دے کر نائب مفتی غلام محمد خاں پر وکیل صاحب نے ناروا حملے کیے ہیں اور آپ نے مجلس میں موجود رہ کر بھی سکوت فرمایا

اور دریافت کرنے پر فرمایا بھی تو یہ کہ میں اکثر و بیشتر فتووں پر دستخط کر دیتا ہوں جس کا مطلب یہ کہ وہابیہ کے خلاف نائب مفتی غلام محمد خاں کا وہ جواب آپ کے نزدیک غیر صحیح اور جامعہ کی پالیسی کے خلاف تھا۔

ہم مدرسین جامعہ صاف عرض کر دیتے ہیں کہ ہم اپنی عزت و آبرو گنوا دینے کے ساتھ اپنا دین و ایمان فروخت کر دینے کے لیے ہر گز تیار نہیں ہیں۔

ہم اندازہ کر چکے ہیں کہ جامعہ کا دین اور سنیت دونوں خطرات میں گھرے ہوئے ہیں اور جامعہ دینی اعتبار سے تباہی کے دہانے پر کھڑا کر دیا گیا ہے

ثانیاً حضرت مولانا مجیب اشرف صاحب کو اس وقت مدرسہ سے الگ کر کے ان کی معاشیات سے کھیلا گیا ہے۔ اور یہ بھی سمجھ چکے ہیں کہ مدرسین کو مجبور پا کر ایک ایک مدرس کی معاشیات سے کھیلا جائے گا۔ پچھلے مطالبات کے ساتھ ان اندوہناک صورتوں میں ہمارے یہ بھی مطالبات ہیں کہ

(۱) جناب وکیل ریاض الدین احمد صاحب کو مجلس عمل سے الگ کر دیا جائے۔

(۲) حضرت مولانا مجیب اشرف صاحب کو ان کی جگہ بحال کر دیا جائے۔

(۳) جامعہ کے مسلک سنیت کا ہر اعتبار سے مضبوط تحفظ کیا جائے۔

حسب معروض ۲۰/اپریل ۶۵ء خصوصاً ۳۔۴ کے تحت ہم جامعہ میں اپنی حاضری کے ساتھ آج سے تدریس وغیرہ کو اس وقت تک بند رکھیں گے کہ ہمارے مطالبات منظور نہیں ہو جاتے۔ ہمارے تمام حقوق اور نقصانات کی ذمہ داری جامعہ کے ارباب حل و عقد پر ہوگی۔

(نوٹ) اس عریضہ کی نقلیں ملک کے علمائے کرام و مشائخ عظام اور شہر اور بیرون شہر کے معزز حضرات اہل سنت کے پاس بھیجی جا رہی ہیں۔ فقط والسلام۔

غلام محمد خاں غفرلہ۔ محمد عبدالجلیل النعیمی۔ حافظ محمد اسرائیل۔ سہیل احمد غفرلہ۔ محمد یٰسین۔ محمد شریف خاں اشرفی غفرلہ۔ محمد شفیع غفرلہ۔

مورخہ ۵/مئی ۱۹۶۵ء ۳/محرم الحرام ۸۵ھ

مراسلہ: مولانا عبد الحفیظ بنام فقیہ اعظم

بگرامی خدمت حضرت شیخ الحدیث جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور زیدت مکارکم!

اطلاعاً عرض ہے کہ مجلس عمل جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور منعقدہ ۹/ مئی ۱۹۶۵ء مطابق ۷/ محرم الحرام ۸۵ھ نے طے کرلیا ہے کہ اس کے اور اساتذہ جامعہ کے درمیان جتنے مسائل متنازع فیہ ہیں خواہ مولانا مجیب اشرف صاحب کا معاملہ ہو یا دیگر امور۔ ان سب کے لیے حضرت مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ کو ثالث تسلیم کرلیا گیا ہے۔ حضرت جو فیصلہ فرمائیں گے وہ سب کو منظور ہوگا۔ اور اس پر عمل کیا جائے گا۔ حضرت کی خدمت میں تشریف آوری کی درخواست بھی ذریعہ تار کردی گئی ہے۔ فقط۔

ناچیز محمد عبد الحفیظ غفرلہ

معتمد مجلس عمل جامعہ عربیہ ناگپور

۱۰/ مئی ۶۵ء۔ ۸/ محرم ۸۵ھ

مراسلہ: مولانا سید محمد حسینی بنام فقیہ اعظم

بخدمت جناب حضرت والا درجت اعلیٰ مرتبت حضور سیدی شیخ الجامعہ

ادام اللہ فیوضہ الجاریہ!

سلام عقیدت!

آج بتاریخ ۸/ محرم الحرام کو والد صاحب قبلہ کا نصیحت سے آراستہ والا نامہ تشریف لایا۔ جس میں حضور والا صاحب قبلہ نے خوب نصیحت فرمائی ہے۔ جس میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ جو روش تم نے اختیار کی ہے وہ نیچر زدوں کی روش ہے، کہ وہ اپنے مطالبات کے پورا کرنے کے لیے اس قسم کی شرارت اور فساد پر آجاتے ہیں۔

لہٰذا میں سچے دل سے تائب ہوتا ہوں اور اس کا بھی وعدہ کرتا ہوں کہ حضرت مولانا

مجیب اشرف صاحب کے معاملے اور جامعہ کے دوسرے انتظامی امور میں دخل نہ دوں گا۔
اور حضرت شیخ الجامعہ کی شان کریمانہ سے مجھے یہ امید ہے کہ حضور والا مجھ سے جو غلطیاں ہوئی ہیں سچے دل سے معافی چاہتا ہوں۔ فقط۔

سید محمد حسینی امجد آشرفی رائچوری

متعلم جامعہ عربیہ ناگپور

۸/ محرم الحرام ۸۵ھ

مراسلہ: مولانا عبد الجلیل نعیمی بنام فقیہ اعظم

۸۶/۷/۹۲

بگرامی خدمت حضرت شیخ الجامعہ دامت برکاتہم العالیہ!

السلام علیکم ورحمۃ المولیٰ تعالیٰ وبرکاتہ!

جناب معتمد صاحب مدظلہ العالی کے ذریعہ مورخہ ۱۰/ مئی ۶۵ء تقریباً ساڑھے آٹھ بجے شب، ثالثی کی اطلاع ملی۔ جواباً عرض ہے کہ ہم نے ۹/ مئی کی مجلس میں مولانا مجیب اشرف صاحب کی بحالی کو ضروری قرار دیا ہے۔ ہمارا ثالث کو تسلیم کرنا مولانا موصوف کی بحالی سے مشروط ہے۔ فقط والسلام۔

محمد عبد الجلیل النعیمی

مورخہ ۱۱/ مئی ۶۵ء۔ مطابق ۹/ محرم ۸۵ھ

مراسلہ: مولانا عبد الرشید کوٹپاڑی بنام فقیہ اعظم

حضرت والا مرتبت! السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

حضرت مؤدبانہ درخواست ہے کہ حضور غلام کی جملہ خطاؤں کو درگزر فرما کر مجھے مدرسہ میں جگہ دیں۔ میں حضور سے وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ ہرگز ایسی حرکت نہ کروں گا۔ اور نہ آئندہ کسی کے بہکانے میں آؤں گا۔ حضور اس بات کو یقین جانیں کہ غلام نے جو یہ حرکت کی ہے

اپنے دل سے نہیں بلکہ خورشید احمد و سید محمد حسینی کے بہکانے سے ،ان شاء اللہ آئندہ ایسی حرکت سرزد نہ ہوگی۔ حضور کے رحم وکرم پر امید ہے کہ غلام کو در گزر فرما کر غلام پر رحم فرمائیں گے۔فقط۔

عبد الرشید غفرلہ کوٹپاڑی۔

متعلم جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور۔ بتاریخ ۱۱ر محرم الحرام

مراسلہ: صوفی غلام حبیب اللہ بنام فقیہ اعظم

عنایت وکرم فرما جناب مفتی صاحب جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

جناب عالی! مجبوراً عرض کرنا پڑتا ہے کہ جامعہ عربیہ کے طلبہ کے متعلق آپ لوگوں کے رویہ سے بہت زیادہ افسوس ہے ایک تو آپ حضرات نے ان کی تعلیم کو خراب کرر کھا ہے۔ جو برسوں سے پڑھنے کے بعد بھی ان میں کچھ بھی صلاحیت نہیں۔ بار بار لڑکوں نے مفتی صاحب سے شکایت کی مگر مفتی صاحب نے کوئی توجہ نہیں کی بلکہ ڈانٹ پھٹکار کر انہیں ٹھنڈا کر دیا۔

دوسرے ان سے کھانے پینے کی شکایت ہے۔ ناشتہ غائب کھانا کم۔ اس کے بارے میں بھی مفتی صاحب سے بارہا شکایت کی گئی مگر انھوں نے رعب ڈال کر خاموش کر دیا۔ ان سب کے ساتھ آپ کے مولانا عبد الحفیظ صاحب معتمد کا رویہ طلبہ کے لیے بالکل غلط ہے، جو کسی طرح جائز نہیں اور نہ اس کو برداشت کیا جا سکتا ہے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مدرسہ ہی میرا ہے یہ خیال نہیں کہ وہ خود چندے کی رقم ان ہی طلبہ کے نام سے اکٹھا کر کے لاتے ہیں اور ان ہی کے نام پر مدرسہ میں ملازمت کرتے ہیں۔ اور دوسری باتیں تو ہم کسی اور وقت کے لیے اٹھا رکھتے ہیں۔ انتہا یہ ہے کہ مدرسہ میں پانی کی بالٹی تک وہ اپنی جاگیر سمجھتے ہیں اور طلبہ کو جھڑک کر یہ کہتے ہیں کہ اپنی اپنی بالٹی خرید لو تمہارے استعمال سے ناپاک ہو جائے گی۔ اور خود اور آپ کے صاحب زادے بے دھڑک استعمال کرتے رہیں۔

ان سب سے زیادہ افسوس ناک واقعہ یہ ہے کہ دو لڑکے بہت سخت بخار میں پڑے

رہے جب بھی لڑکوں نے مفتی صاحب سے عرض کیا اطلاع دی توانھوں نے نہایت سخت دلی اور بے پروائی سے کہہ دیا کہ جنھوں نے بہکایا ہے وہ کریں گے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ مفتی صاحب کے نزدیک یہ بچے کافر و مرتد ہو گئے ہیں کہ ان کی عیادت کرنا اور علاج کرنا بھی جرم ہو گیا ہے۔ لہٰذا ان غیر انسانی طریقوں پر افسوس کے ساتھ دینی اور انسانیت کے نام پر توجہ دلاتا ہوں اور جلد سے جلد ان سب باتوں کے جواب خواستگار ہوں۔ فقط و سلام۔

کمترین: صوفی غلام حبیب اللہ قادری

نوٹ اسی تحریر کی ڈپلی کیٹ ساتھ ہے اسی پر دستخط فرما کر وصول یابی تحریر کریں۔

ناچیز صوفی غلام حبیب اللہ آسوی قادری۔

مورخہ ۱۶؍ مئی ۶۵ء

مراسلہ: احمد مستری بنام فقیہ اعظم

بخدمت اقدس حضور مفتی صاحب دام اقبالکم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

عرض خدمت ہے کہ ہم نیچے دستخط کنندہ، آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر مدرسے کے پڑھتے ہوئے طلبہ کے انقلابی حالات پر گفتگو کرنا چاہتے ہیں، تاکہ ہم لوگ حقیقی حالات سے مطلع ہو سکیں۔ امید ہے آج آپ بعد نماز عشاء ہم لوگوں کا انتظار فرمائیں گے اگر یہ وقت حضور کو نامناسب نہیں تو مطلع فرمائیں۔ کرم ہو گا۔

احمد مستری۔ غلام محمد حبیب اللہ قادری۔ عبد الرزاق۔ مشتاق احمد۔ سید قمر علی قادری۔

داداجان۔ احمد۔ حسین اشرفی۔

مورخہ ۱۸؍ مئی ۱۹۶۵ء

مراسلہ: فقیہ اعظم بنام مولانا عبد الجلیل نعیمی

حضرت مولانا محمد عبد الجلیل صاحب نعیمی صدر المدرسین جامعہ عربیہ اسلامیہ نگر!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

۱۳/ روز سے تعلیم بند ہے۔ طلبہ کا نقصان ہورہا ہے۔ لوگ شکایت کرتے ہیں کہ ہمارے بچے جامعہ پڑھنے جاتے ہیں مگر ان کے اسباق نہیں ہوتے۔ ایسے ہی واپس آجاتے ہیں لہٰذا آپ حضرات پڑھانا شروع کردیں۔ ورنہ پھر دوسرے اساتذہ کو عارضی طور پر تا ختم اسٹرائک مقرر کرنا پڑے گا۔ جواب تحریری عنایت فرمائیں۔ والسلام

عبد الرشید غفرلہ

متولی جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور

مراسلات: مولانا عبد الجلیل نعیمی بنام فقیہ اعظم

حضرت دام برکاتہم العالیہ ورحمۃ المولیٰ تعالیٰ وبرکاتہ!

اطلاع موصول ہوئی۔ جواباً عرض ہے کہ یہ مسئلہ بنیادی تنازع سے تعلق رکھتا ہے۔ جس سے جامعہ کے مقصود وجامعہ کی تعلیم، مالیات، اور مدرسین کو نقصان پہنچے گا۔ جب تمام تنازعات ثالث کے سپرد کردیے گئے ہیں تو ثالث کی اجازت کے بعد ہمیں کوئی عذر نہ ہوگا۔ والسلام۔

محمد عبد الجلیل النعیمی

مورخہ ۱۸/ محرم ۱۳۸۵ھ

۷۸۶

حضرت شیخ الجامعہ دامت برکاتہم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

میں اہلیہ کی سخت علالت کی وجہ سے وطن جارہا ہوں۔ان شاء المولیٰ تعالیٰ صحت ہوتے ہی فوراً جامعہ عربیہ اسلامیہ لوٹ آؤں گا۔میں یہ عرض کردینا ضروری سمجھتا ہوں۔کہ تمام مدرسین جامعہ کے احتجاج میں، میں بھی شریک ہوں۔اوراپنے اس زمانہ رخصت میں مدرسین کی کاروائی کے ساتھ متفق رہوں گا۔اور ملازمت کے سلسلہ میں جو کچھ بھی میرے حقوق ہیں میں ان کو ترک نہیں کرسکوں گا۔میں نے اس کی ایک نقل مولانا غلام محمد خان صاحب کے توسط سے مدرسین کو بھیج دی ہے۔فقط۔

محمد عبد الجلیل النعیمی

۱۸/محرم ۱۳۸۵ھ

بگرامی خدمت شیخ الجامعہ دامت برکاتہم العالیہ!

السلام علیکم ورحمۃ المولیٰ تعالیٰ وبرکاتہ!

گھر سے اہلیہ کی سخت علالت کا خط ملا ہے جس کی وجہ سے وطن جانا ضروری ہے۔براہ کرم پندرہ دن کی رخصت مرحمت فرمائیں اور رمضان شریف سے قبل کے حساب سے شوال تا ذی الحجہ کی تنخواہ اجرا فرماکر ممنون فرمائیں۔اضافہ تنخواہ کا حساب فیصلے کے بعد میری واپسی کے بعد ہی فرمائیے گا۔والسلام۔

محمد عبد الجلیل النعیمی مدرس جامعہ

مورخہ ۱۸/محرم الحرام ۱۳۸۵ھ

مراسلہ: مولانا محمد شریف خاں بنام فقیہ اعظم

استاذی وسیدی حضور صدر المدرسین جامعہ عربیہ ناگپور!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

مکان سے خط آیا ہوا ہے۔ تین چار یوم کے لیے بلایا ہے بایں سبب مکان جانا ضروری ہے۔ حضور سے گزارش ہے کہ ۲۱/ مئی تا ۲۴/ مئی ۱۹۶۵ء رخصت عنایت فرمائیں۔ امید ہے کہ حضور اس درخواست کو قبول فرمائیں گے۔ اور رخصت عنایت فرمائیں گے۔ فقط۔ والسلام۔

ناچیز: محمد شریف خاں اشرفی غفرلہ

۲۱/ مئی ۱۹۶۵ء

مراسلہ: فقیہ اعظم بنام طلبہ

عزیزان مولوی خورشید احمد و خواجہ علی و عبد اللطیف و بعد الخالق سلمہم!

سلام مسنون!

آپ کی درخواست مورخہ ۲۲/ محرم ۸۵ھ ملی۔ جواب درج ذیل ہے۔

(۱) جامعہ کے مطبخ میں آج کل ناشتہ کا انتظام ہے۔

(۲) دونوں وقت کھانا پورا ہی پکایا جاتا ہے۔ اگر کسی وجہ سے کسی وقت کم ہوجائے تو اطلاع کردیں ان شاء المولیٰ تعالیٰ اس کی تلافی کردی جائے گی۔

(۳) کتابیں معیار کے مطابق ہی تجویز کی جاتی ہیں اگر اساتذہ کتابوں کی تبدیلی چاہتے ہیں تو ان سے کتابوں کے نام لکھوا کر مجھے دے دیں۔

(۴) اوقات تعلیم میں آپ لوگ کسی کا کام نہ کریں۔

(۵) قرآن خوانی کے لیے بعد نماز فجر یا بعد نماز عصر لوگوں کو وقت دیا جاتا ہے اگر وہ لوگ

وقت کی پابندی نہ کریں آپ ان سے معذرت کرکے تعلیم کے وقت ضرور جامعہ حاضر ہوجائیں۔

(۶) مدرسین کے معاملات سے طلبہ کا کوئی تعلق نہیں۔ لہٰذا آپ لوگ اس میں دخل نہ دیں وہ اور اراکین جس طرح چاہیں گے طے کرلیں گے۔

اگر آپ لوگ تحریری معافی نامہ لکھ کر جامعہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں تو جامعہ مثل سابق آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہے۔ مگر آئندہ ایسی حرکات سے سخت اجتناب کیا جائے۔ جواب تک ہوئیں ورنہ پھر جامعہ میں داخلہ کی گنجائش نہ رہے گی۔ فقط

طالب خیر: محمد عبد الرشید غفرلہ

۲۳/ محرم ۸۵ھ۔ ۲۵/ مئی ۶۵ء

مراسلات: اساتذہ جامعہ، بنام فقیہ اعظم

مراسلہ ۱

بحضور شیخ الجامعہ جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور، مدظلہ العالی!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

مجلس عمل کی کارروائی مورخہ ۱۶/ مئی ۶۵ء کی نقل موصول ہوئی۔ اساتذہ جامعہ اس تجویز سے متعلق ہیں کہ ۸/ مارچ ۶۵ء سے اب تک کی کاروائی کالعدم قرار دی جائے گی۔ مگر بوقت ضرورت دونوں فریق استعمال کریں گے۔ اساتذہ دوسری تجویز سے بھی متفق ہیں کہ حضور مفتی اعظم ہند مدظلہ الاقدس کے فتوے کے بعد اپنے زمانہ احتجاج کی تنخواہ پاسکیں گے۔ اور اساتذہ اپنے استحقاق کے شرعی دلائل حضور کے سامنے ہی پیش کردیں گے۔

اساتذہ تیسری اور چوتھی تجویز پر (باستثنائے طلبہ) متفق ہونے سے شرعی طور پر معذور ہیں۔ وہ کوئی ایسا عہد نہیں کرسکتے جس میں صریح مداخلت فی الدین ہو۔ انتظامی امور ہوں یا کوئی امر اس کی دو صورتیں ہوں گی۔

(۱) وہ بصورت حکم ہوگا۔

(۲) یا بشکل واقعہ۔

اگر بصورت حکم خلاف شرع ہے تو امتثال سے عام شرعی ذمہ داریوں کی صورت میں بھی صاف انکار کردیں گے۔ چہ جائے کہ خدمت دین کی مخصوص ذمہ داریوں کے حامل ہوں۔

عام شرعی ذمہ داریوں کے متعلق ارشاد ہے:

"فاذا امر معصیة فلا تسمع ولا طاعة" (بخاری ومسلم)

یعنی اگر اسے کسی معصیت کا حکم دیا جائے تو اس پر لازم ہے کہ نہ اسے مانے اور نہ اطاعت کرے۔ اسی بخاری ومسلم شریف میں ہے:

"لا طاعة فی معصیة انما الطاعة فی المعروف"

یعنی معصیت میں اطاعت کی ہی نہیں جاسکتی۔ اطاعت تو صرف نیکی میں ہے۔

(۲) اور اگر وہ بشکل واقعہ ہے اور خلاف شرع ہے تو عام حقوق میں بھی کوئی مسلمان احتجاج سے باز نہیں رہ سکتا۔ چہ جائے کہ متعلق علما خاموش رہیں۔ بخاری شریف ومسلم شریف میں ہے:

"وعلیٰ ان نقول بالحق اینما کنا لا نخاف فی اللہ لومة لائم"

یعنی حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے ہم نے اس بات پر عہد کیا کہ ہم جہاں کہیں ہو حق بولیں اور امر الٰہی میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کریں۔

حدیث مسلم شریف میں ہے:

"من رای منکم منکرا فلیغیره بیده فان لم یستطع فبلسانه فان لم یستطع فبقلبه"

یعنی تم میں سے جو کوئی کسی برائی کو دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے۔ اور اگر اس پر قدرت نہ رکھتا ہو تو زبان سے کہہ دے اور اگر اس پر بھی قدرت نہ رکھتا ہو تو اپنے دل میں اسے برا جانے۔ ابوداؤد شریف میں ہے:

”ما من قوم يعمل فيهم بالمعاصى ثم تعذرون على ان يغيروا ثم لا يغرون الا يوشك ان يعمهم الله بعقاب“

یعنی کسی گروہ میں گناہوں پر عمل کیا جارہا ہو اور وہ اسے بدل دینے پر قادر بھی ہوں پھر بھی نہ بدلیں۔ تو قریب ہے کہ رب تبارک وتعالیٰ انہیں عذاب میں مبتلا کردے۔ مندرجہ بالا نصوص پکار کہہ رہی ہیں کہ ہاتھ سے لے کر زبان تک احتجاج کے کسی طریقہ سے اس خرابی کو دور کردینے پر کوئی قادر ہے تو اسے اس پر عمل کرنا ہوگا۔ یہیں سے ہمارے احتجاج کی موجودہ شکل جو مجلس عمل کی زبان میں اسٹرائک ہے مطلقاً شرعی طور پر جائز ہے۔ اگرچہ ہمیں اس کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ لوگ جو ہمارے موجودہ احتجاج کو ناجائز قرار دیتے ہیں عدم جواز پر دلیل لانا شرعاً ان کے ذمہ ہے جو علمائے دین پر مخفی نہیں۔

عالمگیری کی ایک عبارت اور ملاحظہ فرمائیں:

”إذا استقبله الآمر بالمعروف وخشى أن لو أقدم عليه قتل فإن أقدم عليه وقتل يكون شهيدا“

یعنی کیسی برائی کو دیکھ کر اس سے منع کرنے اور نیک راہ بتانے کا معاملہ سامنے آہی جائے اور خوف ہو کہ اگر ایسا کرے گا تو قتل کردیا جائے گا اور اس کے باوجود وہ یہ کام کرگیا اور قتل کردیا گیا تو شہید ہوگا۔ یہاں تک تو عام حقوق تھے علما و اساتذہ علما کے جو حقوق ہیں ان کے متعلق مجلس عمل سے ہماری مخلصانہ گزارش ہے کہ معاملات سے قبل ان کی شرعی ذمہ داریوں اور حقوق کا مطالعہ کرلے تاکہ وہ اپنے فیصلوں میں شرعی غلطیوں سے محفوظ رہے۔ اور کوئی نزاع دراز نہ ہوسکے۔ ہم حکم شرع کے سلسلے میں ایک جزئیہ پر اکتفا کررہے ہیں۔

عالمگیری میں ہے:

”ولا يجوز للرجل من العوام أن يأمر بالمعروف للقاضى والمفتى والعالم الذى اشتهر لأنه إساءة فى الأدب“ [عالمگیری]

رہ گیا طلبہ کا معاملہ تو ان کے لیے قوانین کا وضع ہونا اور ضروری اختیارات کا تفویض ہونا ضروری ہے۔ جس پر مجلس عمل اور اساتذہ بیٹھ کر غور کرسکتے ہیں۔ اس کے بغیر محض حکم یا

عہد سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ ہم اخیر میں یہ بھی عرض کردیں کہ تیسری اور چوتھی تجویز کو اگر مجلس عمل ثالث یا حضور مفتی اعظم ہند مدظلہ الاقدس کے شرعی حکم پر موقوف رکھنا چاہے تو اساتذہ اس کے لیے بھی تیار رہیں گے۔

غلام محمد خاں غفرلہ۔ محمد عبدالجلیل النعیمی۔ محمد یٰسین۔ محمد شفیع رضوی۔ حافظ محمد اسرائیل۔ محمد شریف خاں اشرفی غفرلہ۔ محمد سہیل احمد غفرلہ الاحد۔

مراسلہ ۲

بگرامی خدمت حضرت شیخ الجامعہ جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور مدظلہ العالی!

السلام علیکم!

حضور والا ہم جامعہ کے حالات سے قطعی مایوس ہوگئے ہیں ہم اپنے لیے جامعہ میں کوئی مقام نہیں پاتے ہیں۔ لہٰذا ہم مندرجہ ذیل مدرسین استعفا پیش خدمت کررہے ہیں۔ کل مورخہ ۳؍ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ سے جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور سے ہم خود کو جامعہ عربیہ کی ذمہ داریوں سے سبکدوش کررہے ہیں۔ فقط والسلام۔

غلام محمد غفرلہ۔ سہیل احمد غفرلہ الاحد۔ محمد شریف خاں اشرفی غفرلہ۔ حافظ محمد اسرائیل۔ محمد یٰسین۔

۲؍ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ

استعفا ہذا منظور ہے۔ فقط

محمد عبدالرشید غفرلہ

متولی جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور۔ ۲؍ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ

استعفا سے متعلق حضور مفتی اعظم ہند کی تحریر منیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

(۱) آج بتاریخ ۵/ جون ۱۹۶۵ء کو حضرت مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم العالیہ نے حکم فرمایا کہ اساتذہ استعفا واپس لے لیں۔ اور آج صبح سے درس و تدریس کا کام انجام دینا شروع کر دیں یعنی سب پچھلی حالت پر آجائیں۔

(۲) مجلس عمل دستور العمل تیار کرے اور مجھ (حضور مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم العالیہ) سے منظوری لے لے۔

(۳) مجلس عمل ہر محلہ سے کم از کم ایک ایک سنی صحیح العقیدہ شخص کو جنرل کمیٹی کے لیے منتخب کر لے۔

(۴) مجلس عمل و مدرسین کے درمیان مصالحت فرمادی۔

(۵) مدرسین کے مطالبات میرے (حضور مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم العالیہ کے) سپرد کیے گئے۔

فقیر محمد مصطفیٰ رضا خاں غفرلہ

۴/ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ ۵/ جون ۶۵ء

فقط بقلم۔ محمد عبد الوکیل غفرلہ

۵/ جون شنبہ ۴/ بجے صبح

فضل الرسول غلام آسی غفرلہ۔ فقیر ساجد علی خاں غفرلہ۔ سید ریاض الدین احمد غفرلہ: ۶/ جون ۱۹۶۵ء۔ غلام محمد حبیب اللہ آسوی۔ رفیق آسوی۔ محمد عبد الحفیظ غفرلہ۔ محمد عبد الرشید غفرلہ۔ غلام محمد خاں غفرلہ۔ عبد الستار کچھی۔ محمد مجیب اشرف رضوی غفرلہ۔ سہیل احمد غفر الواحد۔ محمد شریف خان اشرفی غفرلہ۔ عباس خاں۔ محمد شفیع رضوی۔

مراسلہ: طلبہ بنام فقیہ اعظم

آج بتاریخ ۷ / محرم الحرام کی مجلس عمل سے ہمیں یہ معلوم ہے کہ مدرسین کے مطالبات پورے ہوئے اور ساتھ ساتھ لڑکوں کے بھی مطالبات ایک جماعت سے ہٹاکر دوسری جماعت میں نہ داخل کرنا، تعلیمی معیار، لڑکوں کے ناشتہ کا انتظام، کھانے کی کمی کا پورا کرنا، اوقات تعلیم میں لڑکوں سے کام نہ لیا جائے، مولانا مجیب اشرف صاحب کی بحالی، اوقات تعلیم میں لڑکے کسی حال میں قرآن خوانی میں نہیں جائیں گے، ان شرائط پر ہم اپنی ہڑتال کو ختم کرتے ہیں اور اس درمیان میں ہم سے جو کچھ لغزشیں ہوئی ہیں تو ہم تمام طلبہ حضرت شیخ الجامعہ ادام اللہ فیوضہ الجاریہ کی خدمت اقدس میں معافی چاہتے ہیں۔ فقط۔

خورشید احمد۔ سید محمد حسینی اشرفی۔ غلام مصطفیٰ۔ عطاء الرحمٰن۔ عبدالحق برکاتی۔ عبداللطیف رضوی۔ محمد خواجہ علی۔ عبدالخالق رضوی۔ محمد اقبال۔ نور محمد۔ صوفی نظام الدین۔ عبدالعزیز۔

مراسلہ: فقیہ اعظم بنام مفتی مجیب اشرف

محترمی جناب مولانا مجیب اشرف صاحب مدرس جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

۲۹ / ربیع الاول پنجشنبہ کو یوسف اینڈ کمپنی سے واپس آکر کیا آپ نے حضرت مولانا محمد عبدالجلیل صاحب نعیمی سے یہ فرمایا تھا کہ یوسف اینڈ کمپنی میں آپ کیوں نہیں آئے۔ وہاں تو تمام مدرسین کی دعوت تھی اس پر مولانا موصوف نے یہ فرمایا کہ مجھ سے کسی نے نہیں کہا۔ اور نہ اس نے کہا (میری طرف اشارہ فرماکر) یہ یا اس میں جو گفتگو آپ دونوں حضرات میں ہوئی ہو وہ تحریر فرماکر اسی بچہ کے ذریعہ بھجوادیں۔ والسلام۔

عبدالرشید غفرلہ

یکم ربیع الآخر ۸۵ھ

مراسلہ: فقیہ اعظم بنام مولانا عبد الجلیل نعیمی

محترمی حضرت مولانا محمد عبد الجلیل صاحب نعیمی صدر المدرسین جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

کیا ۲۹/ ربیع الاول ۸۵ھ جمعرات کو یوسف اینڈ کمپنی سے واپس آکر مولانا مجیب اشرف صاحب نے آپ سے یہ فرمایا تھا کہ یوسف اینڈ کمپنی میں آپ کیوں نہیں آئے۔ وہاں تو تمام مدرسین کی دعوت تھی۔ اور آپ نے اس کے جواب میں یہ فرمایا تھا کہ مجھ سے کسی نے نہیں کہا۔ اور اس نے بھی نہیں کہا (میری طرف اشارہ فرماکر) یہ یا اس سلسلہ میں جو گفتگو آپ میں اور ان میں ہوئی ہو وہ تحریر فرمادیں۔ اسی بچہ کے ذریعہ بھجوادیں۔ والسلام۔

عبد الرشید غفرلہ

یکم ربیع الآخر ۱۳۸۵ھ۔ سوا چار بجے شام

مراسلہ مفتی مجیب اشرف بنام فقیہ اعظم

حضرت شیخ الجامعہ دامت برکاتہم العالیہ!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

مراسلہ ملا، پڑھ کر انتہائی افسوس ان لوگوں پر ہوا جو آپسی اختلاف کی خلیج کو پاٹنا نہیں بلکہ اپنی غلط بیانی سے اس کو وسیع سے وسیع اور عمیق سے عمیق تر بنانے کی سعی لاحاصل کر رہے ہیں۔ اللہ رحم کرے۔

مراسلہ میں جو عبارت مرقوم ہے، یا تو آپ نے اس کو خود سماعت فرمایا ہوگا؟ اگر ایسا ہے تو اس کی وضاحت فرمادیں۔ یا کسی نے روایت کیا ہوگا۔ اگر ایسا ہے تو راوی کو اپنے پاس طلب فرمالیں۔ میں بھی حاضر ہو جاؤں گا۔ اور مولانا عبد الجلیل صاحب کو بھی بلا لیا جائے گا۔

تاکہ آمنے سامنے گفتگو ہو سکے اور حقیقت کھل کر سامنے آجائے۔فقط والسلام مع الاحترام۔

نیاز مند: محمد مجیب اشرف غفرلہ

۲/ربیع الآخر ۸۵ھ

مراسلہ: فقیہ اعظم بنام مولانا عبدالجلیل نعیمی

محترمی حضرت مولانا محمد عبدالجلیل صاحب نعیمی صدر المدرسین جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

یکم ربیع الآخر، شنبہ کو جو مکتوب آپ کی خدمت میں بھیجا گیا تھا اور آپ نے بعد نماز عشاء اسی روز جواب دینے کا وعدہ کیا تھا مگر آج دو دن ہو گئے وعدہ پورا نہ ہو سکا۔آپ پوری ذمہ داری کے ساتھ تحریری جواب دیں کہ کیا اس روز یوسف اینڈ کمپنی کا بالکل ذکر نہیں آیا، اور اگر آیا تو کس طرح؟ والسلام۔

عبدالرشید غفرلہ

۳/ربیع الآخر ۸۵ھ۔۵/بجے شام

کل مورخہ ۴/ربیع الآخر بوقت ۱۰/بجے صبح گرامی نامہ کا جواب حاضر کروں گا۔

محمد عبدالجلیل النعیمی

مورخہ ۳/ربیع الآخر ۸۵ھ

مراسلہ: مولانا عبدالجلیل نعیمی بنام فقیہ اعظم

بملاحظہ گرامی حضرت شیخ الجامعہ دامت برکاتہم العالیہ!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

مورخہ یکم ربیع الآخر کا محررہ مکتوب دربارہ تحقیق معاملہ متعلقہ یوسف اینڈ کمپنی موصول ہوا۔اس بارے میں بات صرف اتنی ہوئی کہ مولانا مجیب اشرف صاحب نے وہاں سے آکر

مجھ سے کہا کہ آج آپ یوسف اینڈ کمپنی کیوں نہیں آئے تو میں نے جواباً کہا کہ مجھ سے کسی نے نہیں کہا نہ اُدھر سے کسی نے کہا (کمپنی کی طرف اشارہ کرکے) اور نہ اِدھر سے کسی نے کہا (دار الافتاء کی طرف اشارہ کرکے) جو عبارت مکتوب میں تحریر ہے وہ لفظاً و معنیً دونوں محرف و ممسوخ ہے۔ مخبر نے بالفاظ صحیحہ خبر نہیں دی ہے۔

محمد عبد الجلیل النعیمی

مورخہ ۴؍ ربیع الآخر ۱۳۸۵ھ

مراسلہ: فقیہ اعظم بنام مولانا سہیل احمد نعیمی

جناب مولانا حافظ قاری سہیل احمد صاحب مدرس جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

سہ پہر کو تعلیم کا وقت ۳؍ بجے سے ہے مگر کل سوا تین بجے آپ دار الحدیث میں بیٹھے ہوئے صدر المدرسین صاحب سے باتیں کررہے تھے۔ پھر لطف یہ کہ رجسٹر میں وقت آمد ۳؍ بجے تحریر فرمایا ہے۔ حالاں کہ یہ بات آپ کے علم میں ہے کہ صحیح وقت پر تعلیم شروع ہونا چاہیے۔ اور اگر کسی وجہ سے تاخیر ہوجائے تو اس تاخیر کو رجسٹر حاضری میں ظاہر کردیا جائے۔ آپ نے ایسا کیوں نہیں کیا۔ تحریری جواب عنایت فرمائیں۔ والسلام۔

محمد عبد الرشید غفرلہ

۱۴؍ ربیع الآخر ۸۵ھ۔ روز پنجشنبہ

مراسلہ: مولانا سہیل احمد نعیمی بنام فقیہ اعظم

مکرمنا المعظم والمکرم والمحترم دامت برکاتہم العالیہ النورانیہ!

وعلیکم السلام ورحمتہ وبرکاتہ، ثم السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

ہدایت نامہ مورخہ ۱۴؍ ربیع الآخر ۱۳۸۵ھ بروز پنجشنبہ بعد نماز عصر نظر نواز ہوا۔ جواباً عرض ہے کہ طلبہ کے متعلق کچھ ضروری گفتگو کررہا تھا۔ ۱۲۔

والسلام مع الاکرام۔

سہیل احمد نعیمی رضوی

۱۶/ربیع الآخر ۸۵ھ

مراسلہ: فقیہ اعظم بنام مولانا عبد الجلیل نعیمی

محترمی حضرت مولانا محمد عبد الجلیل صاحب نعیمی صدر المدرسین جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

سہ پہر کو تعلیم کا وقت ۳/بجے سے ہے۔ گر کل سوا تین بجے مولانا قاری سہیل احمد صاحب آپ کے پاس بیٹھے ہوئے باتیں کررہے تھے۔ صدر مدرس ہونے کی حیثیت سے آپ کا فرض تھا کہ انہیں تنبیہ فرماتے کہ تعلیم کا وقت ہے۔ اپنے درجہ میں جاکر پڑھاتے نہ یہ کہ اپنے پاس بٹھاکر باتوں میں مدرسہ کا وقت ضائع کراتے۔ پھر لطف یہ کہ رجسٹر میں وقت حاضری ۳/بجے لکھا ہے۔ کیا آپ نے اس پر باز پرس فرمائی تھی۔ اگر فرمائی تھی تو انہوں نے کیا جواب دیا۔ تحریری جواب عنایت فرمائیں۔ والسلام۔

محمد عبد الرشید غفرلہ

۱۴/ربیع الآخر ۸۵ھ۔ روز پنجشنبہ

مراسلہ: مولانا عبد الجلیل نعیمی بنام فقیہ اعظم

بگرامی خدمت حضرت شیخ الجامعہ دامت برکاتہم!

وعلیکم السلام ورحمتہ وبرکاتہ!

عنایت نامہ مورخہ ۱۴/ربیع الآخر ۱۳۸۵ھ کو موصول ہوا۔ گزارش ہے کہ تعلیم نفس، درجہ میں داخل ہونے یا صدر مدرس کے پاس آکر حاضری رجسٹر میں دستخط کرنے سے تمام ہوجاتی ہے جو معہود و معروف ہے لہٰذا جب قاری سہیل احمد صاحب سہ پہر کو ۳/بجے میرے

پاس تشریف لائے تو ان کا تین بجے سے وقت حاضری لکھنا شرعاً درست ہوا۔

رہا یہ کہ قاری صاحب کو اپنے پاس بیٹھا کر میں باتیں کر رہا تھا مکتوب گرامی میں جس کی تعبیر اضاعت وقت سے فرمائی گئی ہے تو یہ بات پُر ظاہر ہے کہ تدریس و طلبہ کی ضروری باتیں صدر مدرس اپنے تحت کے ذمہ دار مدرسین سے ان ہی اوقات میں کرے گا جو ان کی ذمہ داریوں کے لیے مقرر ہیں اس کو اضاعت وقت نہیں کہتے ہیں۔ والسلام

محمد عبد الجلیل النعیمی

مورخہ ۱۶/ ربیع الآخر ۱۳۸۵ھ

مراسلات: فقیہ اعظم بنام قاری سہیل احمد نعیمی

مراسلہ ۱

جناب مولانا حافظ قاری سہیل احمد صاحب مدرس جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

طلبہ نے بتایا اور میں نے بھی کئی بار آپ کو طلبہ سے پیر دبواتے اور پنکھا جھلواتے ہوئے دیکھا۔ جب طلبہ کا ایک دوسرے کو یا مدرسین کو کھانا کھلانا یا نل سے گھڑوں اور ڈرام میں پانی بھر لینا وغیرہ قابل اعتراض ہو سکتا ہے تو کیا ان سے پنکھا جھلوانا یا پیر دبوانا وہ بھی گیارہ گیارہ بجے رات قابل اعتراض نہیں ہو سکتا۔ تحریری جواب عنایت فرمائیں۔ والسلام۔

محمد عبد الرشید غفرلہ

۱۹/ ربیع الآخر ۸۵ھ۔ سہ شنبہ

بنام قاری سہیل احمد نعیمی

جناب مولانا حافظ قاری سہیل احمد صاحب مدرس جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

پرسوں تقریباً ۱۰/ بجے جب میں آپ کے درجہ میں پہنچا تو آپ تنہا بیٹھے ہوئے اپنے

ذاتی کام ڈاک وغیرہ کے لکھنے میں مشغول تھے اور طلبہ برآمدہ میں پڑھ رہے تھے۔ اب آپ ہی فرمائیں کہ مدرسہ کے وقت میں آپ کا یہ فعل کیسا ہے؟ اس سے پہلے بھی آپ کو سمجھایا جاچکا ہے آئندہ کے لیے پھر تاکید کی جاتی ہے کہ تعلیم کے اوقات میں طلبہ کو اسباق پڑھائیں یا انہیں اپنے پاس بٹھاکر مشق کرائیں دوسرے کاموں میں مدرسہ کا وقت صرف نہ کریں۔

والسلام۔

محمد عبدالرشید غفرلہ

۳۰/ جمادی الاولیٰ ۸۵ھ دوشنبہ

(سہیل احمد غفرلہ الاحد)

مراسلہ: فقیہ اعظم بنام مفتی مجیب اشرف

جناب مولانا مجیب اشرف صاحب مدرس جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

کچھ عرصہ سے عبدالحق نصیر آبادی متعلم جامعہ اکثر نمازوں میں غیر حاضر رہتے ہیں۔ دریافت کرنے پر بتایا کہ میں مولانا مجیب اشرف صاحب کا کھانا پکاتا ہوں۔ اس لیے ظہر، عصر، مغرب، عشاء چار وقتوں کی نمازوں میں یہاں حاضر نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا آگاہ فرمائیں کہ آپ نے ان سے کبھی کھانا پکوایا ہے۔ اگر پکوایا ہے تو کتنے دنوں تک اور آج کل کھانا پکوا رہے ہیں یا نہیں؟

والسلام۔

عبدالرشید غفرلہ

۱۹/ ربیع الآخر ۸۵ھ۔ روز سہ شنبہ

جوابی مراسلہ: مفتی مجیب اشرف بنام فقیہ اعظم

حضرت شیخ الجامعہ، جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

۱۹/ ربیع الآخر کا مراسلہ ملا۔ امر مسئولہ یکسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ عبد الحق نصیر آبادی متعلم جامعہ عربیہ ناگپور نے آج تک نہ از خود میرا کھانا پکایا ہے اور نہ میں نے پکوایا ہے۔ ہاں میرے یہاں کھانا کھانے دونوں وقت ضرور آتے ہیں۔

کھانا میں خود اپنے ہاتھوں پکاتا ہوں حتی کہ اپنی علالت کے دنوں میں بھی اپنے ہاتھوں سے کھانا پکایا۔ اور اب تک پکا رہا ہوں۔ ہاں کھانا پکانے میں دیر ہو جایا کرتی ہے۔ اور انہیں انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اور آپ کو جس نے بھی یہ اطلاع دی ہے یہ اس کا اتہام ہے۔

من یکسب خطیئۃ او اثما ثم یرم بہ بریا فقد احتمل بہ بھتانا و اثما مبینا۔

فقط والسلام۔

نیاز مند: محمد مجیب اشرف غفرلہ

جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور

۱۹/ ربیع الآخر ۸۵ھ۔ روز سہ شنبہ

بنام فقیہ اعظم

حضرت شیخ الجامعہ دامت برکاتھم العالیہ!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

۱۹/ ربیع الآخر ۸۵ھ کے مراسلہ ثانی کا جواب حاضر خدمت ہے۔ آپ نے عبد الحق کے چھ ساتھی مولوی خورشید احمد، صوفی نظام الدین وغیرھما سے تحقیق کرنے کے لیے تحریر فرمایا ہے۔ اور ان کو بحیثیت گواہ پیش کیا گیا ہے۔ تو خورشید احمد، صوفی نظام الدین اور اکرام اللہ کی موجودگی میں آپ کے روبرو تحقیق کی گئی اور یہ امر غلط ثابت ہو گیا کہ عبد الحق نے کسی بھی وقت میرا کھانا پکایا ہے۔ آپ نے مجھ سے تحقیق اور باز پرس کے لیے فرمایا ہے حالاں کہ آپ کو تحقیق کے بعد ہی کھانا پکانے کے سلسلہ میں دریافت کرنا چاہیے تھا۔ بلا تحقیق بات کا نتیجہ یہ نکلا کہ بات صرف اس قدر تھی کہ عبد الحق نے ایک دو وقت تاخیر کے باعث پیاز کتری اور اسے کئی دن تک کھانا پکانے پر محمول کر لیا گیا۔ اور عبد الحق کے ساتھیوں نے آپ کے

سامنے ہی صاف بیان کر دیا کہ عبد الحق نے کھانا پکانے کو ہر گز نہیں کہا تھا۔

بات کھانا پکانے کی تھی لیکن روے سخن اس سے پھیر کر اب آپ نے دریافت فرمایا ہے کہ جامعہ میں ان کے کھانے کا انتظام تھا۔ آپ نے اپنے یہاں ان کے کھانے کا ایسا انتظام کیوں کیا۔۔۔ الی آخرہ۔ عرض یہ ہے کہ جامعہ میں مجھے انتظام سے کوئی تعلق نہیں انہوں نے کھانے کا انتظام کے لیے مجھ سے کہا میں نے از راہ ہمدردی یہ کہہ دیاہ جب تک کوئی انتظام نہ ہو مرے ساتھ کھانا کھالیا کرو۔ نہ میں اپنے انتظام کر سکوں نہ انتظام کا دعوی۔ اپنا کھانا خود کھاتا پکاتا ہوں۔ اگر کوئی شریک ہو جائے تو میرے لیے کوئی زحمت نہیں تھی۔

رہ گیا تعلیم کا وقت ضائع ہونا تو یہ صحیح نہیں ہے کیوں کہ جن اوقات میں یہ آتے جاتے ہیں تو وہ کھانے پینے اور تعلیم سے فارغ اوقات ہیں۔ اورآنے جانے کی زحمت کا سوال تو یہ امر میرے لیے مشکل ہے کہ میں کھانا پکا کر عبد الحق صاحب کے لیے جامعہ پہنچانے کا یا ان کی آمد ورفت کے لیے کسی سواری کا انتظام کر سکوں، کہ آنے جانے کی زحمت نہ ہو۔ مجھے یہ معلوم نہیں کہ احسان کا یہ بھی نتیجہ نکل سکتا ہے۔ ورنہ کم از کم جامعہ عربیہ کے طلبہ کے ساتھ اس قسم کی ہمدردی ہر گز نہیں کی جاتی کہ جہاں آنے کی زحمت بھی گراں ہو۔

اب تک تو میں یہی سمجھتا رہا کہ عرصہ سے اور کئی طلبہ کھانے کے لیے باہر دور دور تک جاتے آتے رہتے ہیں تاخیر بھی ہوتی ہے صاحب خانہ اپنی ضرورتوں کے تحت اکثر عجلت سے معذور بھی ہو جاتا ہے۔ خود جامعہ میں بارہا تاخیر ہوتی رہتی ہے۔ مگر ان وجوہ سے تاخیر اور اس کے اثرات کو کبھی خاطر میں نہیں لایا گیا۔ اسی طرح اگر یہاں تاخیر ہوئی تو اس میں کوئی حرج نہیں تھا آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اب آئندہ ایسی غلطی کے ارتکاب کی جرأت ہر گز ہر گز نہ کروں گا۔ اور نہ جامعہ کے ساتھ کوئی خود فہمی ہمدردی عمل میں آئے گی۔ جس کا نتیجہ اسی طرح ناخوشگوار رہتا ہو۔

باقی رہا کچھ نمازیں جماعت سے چھوٹنے کا مسئلہ تو یہ بھی صحیح نہیں ہے۔ میں پورے یقین سے کہتا ہوں کہ جتنے روز عبد الحق مرے یہاں مری موجودگی میں نمازوں کے اوقات میں حاضر رہے باجماعت نماز ادا کی۔ جس کی شہادت وہ لوگ جو پنج وقتہ نمازوں میں مرے

یہاں شریک رہتے ہیں دے سکتے ہیں۔ فقط والسلام

نیاز مند: محمد مجیب اشرف غفرلہ

جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور

۲۰/ربیع الآخر ۸۵ھ۔ روز چہار شنبہ

مراسلہ: فقیہ اعظم بنام مفتی مجیب اشرف

جناب مولانا مجیب اشرف صاحب مدرس جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور!

وعلیکم السلام ورحمتہ وبرکاتہ!

آپ کا جواب ثانی ملا۔ حسب تحریر اکرام اللہ خاں آپ کو اپنے درجہ ہی میں عبد الحق کے قول کی تحقیق ہوگئی تھی۔ اس میں شاید سبکی محسوس کی گئی۔ اس لیے اسے چھپانے کی سازش کی گئی۔ جس کی تفصیل اکرام اللہ خاں کی تحریر میں ملاحظہ فرمائیں۔ سید محمد حنیف کا بھی تحریری بیان حاضر ہے۔

آپ کا یہ لکھنا کہ تعلیم کا وقت ضائع نہیں ہوتا۔ اس لیے غلط ہے کہ عبد الحق ۵/بجے شام کو چھٹی کے بعد ہی یہاں سے روانہ ہوجاتے تھے اور ارت کو نو، دس بجے کے درمیاں واپس آتے تھے۔ اس میں بعد مغرب سے تقریباً ساڑھے آٹھ بجے تک تعلیم کا وقت بھی شامل ہے۔ اور جس روز عشاء کے بعد تاخیر سے آئے وہ مزید برآں وقت ضائع نہیں ہوتا تھا تو کیا ہوتا تھا۔ جن طلبہ کی جاگیریں مقرر ہیں وہ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ میں کھانا کھا کر آجاتے ہیں۔ عبد الحق کی طرح ساڑھے چار بجے یا پانچ گھنٹے نہیں لگاتے۔ جامعہ میں شام کے کھانے میں شاذ ونادر کی تاخیر ہوتی ہے۔ اگر کبھی ہوتی ہے تو طلبہ اس وقت تک پڑھتے رہتے ہیں کہ کھانے کی گھنٹی ہو۔

نمازیں جماعت سے چھوٹنے کا انکار بھی غلط ہے۔ کیا آپ ثابت کرسکتے ہیں کہ آپ کی مسجد میں عصر کی نماز ایسے وقت ہوتی ہے کہ یہ پانچ بجے شام کو یہاں سے پیدل روانہ ہوکر وہاں عصر کی نماز جماعت سے پڑھ سکیں۔

امید ہے کہ حسب تحریر اب آئندہ ایسی غلطی کے ارتکاب کی جرأت ہر گز نہ کریں گے۔ والسلام۔

عبد الرشید غفرلہ

۲۲/ اگست ۶۵ء۔ یکشنبہ

نقل تحریری بیان:

محمد اکرام اللہ خاں متعلم جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور

قول عبد الحق: اس نے مفتی صاحب کے سامنے کہا تھا کہ میں مولانا صاحب کا کھانا پکاتا ہوں اس کے بعد کھاتا ہوں اور برتن دھوتا ہوں اور اس کے بعد کہنے لگا کہ میں نے یہ نہیں کہا تھا۔ حالاں کہ تمام ساتھی دار الافتاء میں موجود تھے اور اس نے یہ جملہ کہا تھا کہ میں مولانا صاحب کا کھانا پکاتا ہوں۔ اس کے بعد کھاتا ہوں اور برتن دھوتا ہوں۔ اور جب آپ نے عبد العزیز صاحب کو بلا کر پوچھا تو انہوں نے کہا کہ حضرت میرا خیال نہیں کہ اس نے یہ جملہ کہا تھا اور وہ درجہ میں آکر کہہ رہے تھے کہ مفتی صاحب نے مجھ کو بلا کر پوچھا کہ آپ کے سامنے عبد الحق نے یہ جملہ کہا تھا یا نہیں تو انہوں نے کہا کہ میرا خیال نہیں اور درجہ میں آکر تمام سے کہہ رہے تھے کہ اس نے یہ جملہ کہا ہے کہ میں مولانا صاحب کا کھانا پکاتا ہو پھر کھانا کھاتا ہو اور اس کے بعد برتن دھوتا ہوں۔

قول خورشید: خورشید احمد درجہ میں کہہ رہے تھے کہ میں نے سنا ہے کہ عبد الحق نے کہا تھا کہ میں مولانا صاحب کا کھانا پکاتا ہوں اس کے بعد کھاتا ہوں اور برتن دھوتا ہوں۔ اس وقت تمام ساتھی درجہ میں موجود تھے اور اس وقت خورشید احمد نے یہ جملہ کہا تھا کہ مولانا صاحب کا کھانا پکانے کے بارے میں عبد الحق نے کہا تھا، اس کے بعد خورشید احمد نے کہا عبد الحق سے کہ جب کوئی ایسی بات سامنے آئے تو تم فوراً کہہ دینا کہ میں نے یہ جملہ نہیں کہا تھا، کہ میں مولانا صاحب کا کھانا پکاتا ہوں۔ اور غلام مصطفیٰ نے بھی اس سے کہا کہ یار تم بدل جانا اور

محمد حنیف رام ٹیک نے بھی اس سے کہا تھا کہ تم بدل جانا۔ فقط۔

فقط محمد اکرام اللہ خاں

۲۰/ اگست ۶۵ء

نقل بیان تحریری:

سید محمد حنیف متعلم جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور

حضرت مفتی صاحب قبلہ! السلام علیکم!

معلوم ہوا کہ عبد الحق نے مجھ سے کہا تھا کہ میری ۴، وقت کی رخصت لگانا صرف صبح کی نماز کی پابندی کروں گا۔ کیوں کہ مجھ کو مولانا مجیب اشرف صاحب کی مسجد میں جانا ہوتا ہے۔ اور کھانا پکانا ہوتا ہے۔

محمد حنیف

مراسلہ: مفتی مجیب اشرف بنام فقیہ اعظم

حضرت شیخ الجامعہ، دامت برکاتہم العالیہ جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

مراسلہ ثالثہ کا جواب حاضر خدمت ہے۔ مراسلہ ہذا کے ساتھ دو تحریری بیانات محمد اکرام اللہ اور سید محمد حنیف متعلمان جامعہ عربیہ کے آپ نے روانہ فرمائے ہیں۔ تو عرض یہ ہے کہ محمد اکرام اللہ کا یہ تحریری بیان قطعًا نا قابل تسلیم ہے۔ اس لیے کہ آپ نے محمد اکرام اللہ کو تنہائی میں بلایا اور سمجھا بجھا کر اس سے اسے کے سابقہ بیان کے خلاف تحریر لی ہے حتی کہ آپ نے تحریر کے لیے محمد اکرام اللہ کو اپنے پاس سے کاغذ بھی مرحمت فرمایا کہ لو اس پر لکھو۔ جیسا کہ محمد اکرام اللہ نے درجہ میں اپنے حاضر الوقت ساتھی اور حضرت مولانا غلام غلام محمد خاں صاحب کے روبرو بیان کیا ہے۔ بخلاف اس کے مراسلہ ثانیہ مجھے دینے سے قبل ہی عبد الحق کے قول کی تحقیق کے لیے عبد الحق کے ساتھیوں کو جن میں محمد اکرام اللہ بھی شامل

ہیں اپنے دار الافتاء میں میری اور حضرت مولانا غلام محمد خاں صاحب کی موجودگی میں طلب فرمایا تو اس وقت محمد اکرام اللہ اور ان کے دوسرے ساتھیوں نے صاف صاف بیان کر دیا تھا کہ عبد الحق نے کھانا پکانے کو نہیں کہا تھا۔ اس وقت محمد اکرام اللہ اور دوسرے طلبہ سے نہ کسی نے کہا تھا کہ ایسا ایسا بیان دینا نہ کسی نے ان پر دباؤ ڈالا اور نہ جبر و تشدد کیا تھا باوجود اس کے محمد اکرام اللہ وغیرہ نے اس وقت دو ٹوک بیان دیا تھا۔ اور ظاہر ہے کہ جو بیان پہلے سب کے سامنے بغیر سمجھانے بجھانے ڈرانے دھمکانے کے دیا گیا ہے وہ کہیں زیادہ قابل تسلیم ہے، اس بیان سے جو آپ کے تنہائی میں سمجھانے کے بعد دیا گیا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ محمد اکرام اللہ کا ایک ہی واقعہ کے متعلق دو متضاد بیان دینا اس بات کو واضح کر رہا ہے کہ دونوں بیانات میں سے ایک یقینی اور لابدی کذب محض اور افتراے محض ہے۔ کیوں کہ اجتماع ضدین محال ہے۔ اس لیے حسب قاعدہ اذا تعارضا تساقطا محمد اکرام اللہ کا بیان مردود اور ناقابل تسلیم قرار پائے گا۔ محمد اکرام اللہ جن کا مردود الشہادت ہونا بھی واضح ہو گیا ہے۔ افسوس ہے کہ ان کی اس ناقابل تسلیم تحریر کو بنیاد قرار دے کر آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ آپ کو درجہ میں ہی عبد الحق کے قول کی تحقیق ہو گئی تھی اس میں شاید سبکی محسوس کی گئی اس لیے اسے چھپانے کی سازش کی گئی۔

واللہ المستعان وھو العلیم الخبیر وعلی کل شیء شہید۔

بات صرف اتنی ہے کہ عبد الحق نے دار الافتاء میں اپنے چھ ساتھیوں کے سامنے کھانے پکانے کو کہا یا نہیں۔ جہاں اور جس وقت کی یہ بات ہے کہ اس وقت وہاں دار الافتاء میں سید محمد حنیف موجود نہیں تھے۔ اس لیے ان کا تحریری بیان ہمارے موضوع سخن سے الگ ہے۔ لہٰذا ان کی تحریر پر کوئی مزید تبصرہ کرنا بھی بے سود ہے۔ صرف سید محمد حنیف سے ہی کیا اگر عبد الحق نے دنیا بھر کے لوگوں سے کہا ہو تو بھی ہم کو اس سے کوئی بحث نہیں۔

تعلیم کا وقت ضائع نہیں ہوتا۔ اس کو ثابت کرنے کے لیے میں نے اپنے دوسرے جواب میں تحریر کیا تھا کہ جن اوقات میں یہ آتے جاتے ہیں تو وہ کھانے پینے اور تعلیم سے فارغ اوقات ہیں۔ اور جن طلبہ کی جاگیریں باہر مقرر ہیں ان کے آنے جانے کو بطور نظیر پیش

کیا تھا۔اس کا رد کرتے ہوئے آپ نے جو یہ دلیل بیان فرمائی ہے۔کہ اس میں بعد مغرب سے تقریباً ساڑھے آٹھ بجے تک تعلیم کا وقت بھی شامل ہے۔

پھر اس کے بعد آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ "جن طلبہ کی جاگیریں مقرر ہیں وہ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ میں کھانا کھا کر آجاتے ہیں" تو عرض ہے کہ یہ طلبہ بعد مغرب ہی اپنی اپنی جاگیروں پر جاتے ہوں گے اور عشاء یا بعد عشاء لوٹتے ہوں گے۔لہٰذا مغرب اور عشاء کے درمیان جو صرف گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کا وقت رہتا ہے وہ ان کے کھانے پینے آنے جانے میں ختم ہو جاتا ہے اور حسب تحریر یہی وقت تعلیم کا بھی ہے۔بس نتیجہ یہ نکلا کہ جن طلبہ کی جاگیریں مقرر ہیں ان کا بھی تعلیم کا وقت بہر حال ضائع ہوا اور ہوتا ہے۔اور ہوتا رہے گا۔اس میں عبدالحق ہی کو کوئی تخصیص نہیں رہی۔

لیکن ان حضرات سے جن کے یہاں طلبہ کی جاگیریں مقرر ہیں کبھی اس طرح کی باز پرس نہیں کی گئی اور نہ آئندہ کی جائے گی جس طرح کی مجھ سے کی گئی ہے۔اگر چند روز عبدالحق کو کھانا کھلا کر ان کی تعلیم کے اوقات ضائع کرنے کا جرم میں نے کیا ہے تو اور بھی دوسرے اس سے بری الذمہ نہیں ہو سکتے۔حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ونعم المولیٰ ونعم النصیر۔

"خود جامعہ میں تاخیر ہوتی رہتی ہے" مرے اس جملہ کا جوب دیتے ہوئے آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ "جامعہ میں شام کے کھانے میں شاذ ونادر ہی تاخیر ہوتی ہے۔" حضور! میں نے شام کے کھانے میں تاخیر ہونے کا کب دعوی کیا ہے۔اس تحریر میں تو ایک عام بات عرض کی گئی تھی جس کا منشا یہ تھا کہ جامعہ میں بھی اس قسم کی تاخیر ہوتی رہتی ہے جس کی وجہ سے طلبہ کی تعلیم کا وقت ضائع ہوتا رہتا ہے۔جس کا بارہا مشاہدہ کیا جا چکا ہے۔خواہ شام کے کھانے میں تاخیر ہو یا دوپہر کے کھانے میں یا ناشتہ میں۔

ابھی اسی ہفتہ میں تین چار روز ناشتہ کی گھنٹی تعلیم کی گھنٹی کے بعد بجی۔اور کئی دن دونوں گھنٹیاں ساتھ ساتھ بجائی گئیں۔میں خود ان وقتوں میں موجود تھا۔ان شاء اللہ تعالیٰ دوسرے طلبہ بھی اس کی شہادت دے سکتے ہیں۔اگر شام کے کھانے میں اس وقت تاخیر نہ ہوتی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔جو مقصود تھا کہ کھانے کے انتظار میں جامعہ میں بھی طلبہ کی تعلیم کا وقت

ضائع ہوتا رہتا ہے وہ اب بھی اپنی جگہ ثابت رہا۔

کچھ نمازیں جماعت سے چھوٹنے کے انکار کو غلط ثابت کرنے کے لیے جو آپ نے مجھ سے ان الفاظ میں ثبوت طلب فرمایا ہے کہ

"کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ آپ کی مسجد میں عصر کی نماز ایسے وقت ہوتی ہے کہ یہ ۵/ بجے شام کو یہاں سے پیدل روانہ ہو کر وہاں نماز جماعت سے پڑھ سکیں"

تو عرض یہ ہے کہ اولاً میں نے اپنی تحریر میں صرف اپنے یہاں عبد الحق کی موجودگی کی نمازوں کا ذکر کیا تھا اور آپ عصر کا ثبوت مانگ رہے ہیں۔ ثانیاً جامعہ میں ۵/ بجے جامعہ کی اس گھڑی سے چھٹی ہوتی ہے جو ۵۔۱۰۔ بلکہ پندرہ منٹ آگے رہتی ہے۔ اور میری مسجد میں عصر کی نماز ریڈیو ٹائم سے سوا پانچ بجے ہوتی ہے اور جامعہ سے شطرنجی پور کا راستہ متوسط رفتار سے پندرہ بیس منٹ کا ہے۔ اس لیے اوسط رفتار سے جامعہ سے روانہ ہو کر میری مسجد میں نماز عصر بآسانی ادا کی جا سکتی ہے جیسا کہ حافظ غلام مصطفیٰ متعلم جامعہ عربیہ نے میری عدم موجودگی میں بارہا ۵/ بجے جامعہ سے پیدل روانہ ہو کر میری مسجد میں عصر کی نماز پڑھایا ہے۔ جب امام کو فرائض امامت میں کوئی دشواری نہیں ہوتی تو مقتدی کے لیے کیا دشواری ہو سکتی ہے۔

فقط والسلام مع الاحترام۔

نیاز مند: محمد مجیب اشرف غفر لہ

مدرس جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور

۲۰/ ربیع الآخر ۸۵ھ۔ روز پنجشنبہ۔ ۲/ ستمبر ۶۵ء

مراسلات: فقیہ اعظم بنام مفتی مجیب اشرف

مراسلہ ۱

جناب مولانا مجیب اشرف صاحب مدرس جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

آپ کا تیسرا مراسلہ ملا۔ اب آپ توافترا پردازی پر اترآئے یہ آپ نے کس دلیل سے لکھا کہ میں نے محمد اکرام اللہ کو سمجھا بجھا کر اس سے اس کے سابقہ بیان کے خلاف تحریر لی ہے۔ یہ بھی کذب محض ہے کہ دار الافتاء میں آپ کی اور مولانا غلام محمد خاں صاحب کی موجودگی میں محمد اکرام اللہ اور ان کے دوسرے ساتھیوں نے صاف صاف بیان کر دیا تھا کہ عبدالحق نے کھانا پکانے کو نہیں کہا تھا۔ اس روز نہ محمد اکرام اللہ کا بیان ہوا تھا نہ خورشید احمد کا۔ صرف صوفی نظام الدین صاحب نے اپنے بیان میں کہا تھا کہ عبدالحق نے پیاز کترنے اور برتن دھونے کے لیے کہا تھا۔ جس کا آپ نے بھی اقرار کیا تھا۔ محمد اکرام اللہ نے صرف تحریری بیان دیا ہے۔ دوسرا بیان اپنے دل سے گڑھ کر اس کی طرف منسوب کر کے تضاد ثابت کرنا آپ ہی کا حصہ ہے۔

شطرنجی پورہ میں آپ کے ساتھ کھانے کی نظم میں عبدالحق کی تعلیم کا جو وقت ضائع ہوا یا کچھ نمازیں جماعت سے چھوٹیں وہ ظاہر ہیں اس سے انکار ضد کے سوا کچھ نہیں۔ والسلام۔

عبدالرشید غفرلہ

۹/ستمبر ۶۵ء

اس کی نقل موصول ہوئی۔

محمد مجیب اشرف غفرلہ

۹۔۹۔۶۵ء

جناب مولانا مجیب اشرف صاحب مدرس جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور!

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ!

معلوم ہوا کہ ادیب ماہر کے امتحان کی تیاری کے سلسلہ میں آپ کی کتابیں جامعہ لے آتے ہیں اور مدرسہ کے اوقات میں ان کا مطالعہ کرتے ہیں کل جب میں آپ کے درجہ میں پہنچا تو ادیب ماہر کی کتاب آپ کے سامنے کھلی رکھی تھی اس سے پہلے بھی ایسا دیکھا گیا ہے۔ اب آپ ہی فرمائیں کہ آپ کا یہ فعل کیسا ہے؟ والسلام۔

محمد عبد الرشید غفرلہ

۲۹/ جمادی الاولیٰ ۸۵ھ

مطابق ۲۶/ ستمبر ۶۵ء

مراسلہ: مفتی مجیب اشرف بنام فقیہ اعظم

حضرت شیخ الجامعہ، دامت برکاتہم العالیہ جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا مراسلہ مورخہ ۲۶/ ستمبر ۶۵ء موصول ہوا۔ اوقات تعلیم میں ادیب ماہر کے امتحان کی تیاری کے سلسلہ میں آپ نے مجھ سے باز پرس فرمائی ہے۔ اور ارشاد فرمایا ہے کہ

”اب آپ ہی فرمائیں کہ آپ کا یہ فعل کیسا ہے؟“

تو جواباً عرض ہے کہ میرا یہ فعل جس کو آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے عادتاً اور طلبہ کی تعلیم کا نقصان کرتے ہوئے نہیں تھا۔ اس روز اور اس سے پہلے دو تین وقت محض اتفاقی طور پر میں نے کتاب کا مطالعہ کیا اور کچھ اس میں سے لکھا ہے وہ بھی محض اس لیے کہ طلبہ اپنے اسباق یاد کرنے میں مشغول تھے اور تھوڑا فرصت کا خالی وقت مل گیا تھا تو خیال ہوا کہ اتنی دیر میں بیٹھنے کی بجائے اپنی کتاب ہی دیکھ لوں۔ یہ امر اتفاقی تھا۔

یوں تو میں تقریباً ایک ہفتہ سے کتاب روزانہ اپنے ساتھ لاتا تھا اور اوقات تعلیم میں فرصت کا خالی وقت اگر نہیں ملا تو کتاب کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ یہ بات ہرگز نہیں ہے کہ میں نے اوقات تعلیم سے خواہ مخواہ وقت نکال کر امتحان کی تیاری کی تھی۔ آپ کی جانب سے اگر بات صرف اتنی ہی ہوتی کہ آپ یا اور کوئی صاحب مجھے اتنی ہدایت فرمادیتے کہ اوقات تعلیم میں سے اگر کچھ بھی فرصت کا وقت ملے جب بھی تم یہ کام نہ کرو اس لیے کہ اس سے برا اثر پڑے گا تو بات یہیں ختم تھی۔ مگر آپ نے خود مجھ سے ہی دریافت فرمایا ہے کہ

"اب آپ ہی فرمائیں کہ آپ کا یہ فعل کیسا ہے؟"

اس لیے مجبوراً عرض کرتا ہوں کہ

میرے اس فعل کو درج ذیل واقعات پر قیاس فرماتے ہوئے جو حکم یا سزا ان کے لیے ہو وہی میرے لیے نافذ فرمادیں۔ مجھے ہرگز کوئی عذر نہیں ہوگا۔

(۱) آپ کے برادر حضرت مولانا حافظ عبد الحفیظ صاحب معتمد جامعہ عربیہ ناگپور جو ہماری ہی طرح جامعہ کے اجیر خاص ہیں۔ مدرسہ کی حاضری کے اوقات میں تکیہ دیوان شاہ کی ہوٹلوں میں تشریف لے جاتے ہیں۔ بیس بیس اور پچیس پچیس منٹ کے بعد واپس آتے ہیں۔

ابھی مورخہ ۲۷ر ستمبر ۶۵ء کو ۱۹ر بج کر ۵۰ر منٹ پر تشریف لے گئے۔ اور تکیہ کی ایک ہوٹل میں دودھ نوش فرمایا۔ اور سوا گیارہ بجے تشریف لائے۔ اور یہ فعل اتفاقی نہیں ہے بلکہ اکثر و بیشتر ہوتا رہتا ہے۔

(۲) آپ کے بھتیجے جناب مولوی عبد الہادی خان صاحب مدرسہ جامعہ عربیہ اوقات تعلیم میں درجہ ہی بیٹھ کر انگریزی کی مشق فرماتے رہتے ہیں۔

(۳) جناب مینائی صاحب جو جامعہ ہی کے ملازم خاص ہیں اوقات مدرسہ میں آپ کے مکتبہ لطیفیہ کی کتابوں کا پارسل یا بنڈل بناتے رہتے ہیں۔ ہفتہ عشرہ کی بات ہے کہ تسہیل القرآن پر لکھی ہوئی قیمتوں کی تصحیح فرمائی۔ اور ۲۸ر ستمبر کو ساڑھے گیارہ بجے اور ۲۹ر ستمبر کو سوا گیارہ بجے پارسل بنا رہے تھے۔ شاید آپ یہ فرمائیں کہ ان کو آپ اپنے

کام کی اجرت الگ دیتے ہیں۔ اگر یہ بات ہے جب بھی اوقات مدرسہ میں مکتبہ کا کام کرنا قابل گرفت ہوگا۔

(۴) مولوی قمر پیر صاحب جو جامعہ کے تنخواہ یاب ملازم ہیں جامعہ کے رجسٹر حاضری میں اوقات کے ساتھ دستخط فرماتے ہیں۔ اوقات مدرسہ میں وہ بھی آپ کا کام کیا کرتے ہیں۔ کل صبح یعنی ۲۹/ستمبر کو مولوی قمر پیر صاحب مدرسہ کے وقت میں حضرت مولانا غلام محمد خان صاحب مفتی جامعہ عربیہ کا منی آرڈر کرنے پوسٹ آفس تشریف لے گئے تھے۔ اور حضرت مولانا غلام محمد خان صاحب اور مولانا عبد الوکیل صاحب کے لیے اپنے پاس سے پیڑے خرید کر کھانے کو لا کر دیا۔ خود بھی شریک تناول رہے۔

(۵) جامعہ کے ملازم جناب مقبول احمد صاحب برابر آپ کا کام کیا کرتے ہیں۔ آٹا پسا کر لائے اور کل ۲۹/ستمبر کو ساڑھ گیارہ بجے آپ کے گھر کا تیل لا رہے تھے۔

مندرجہ بالا امور کو مد نظر رکھتے ہوئے جو بھی عام حکم ہوگا اور وہ جامعہ کے حق میں مفید ثابت ہوگا اس حکم سے مجھے مفر نہیں۔ فقط والسلام۔

نیاز مند: محمد مجیب اشرف غفرلہ

مدرس جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور

مورخہ ۳۰/ستمبر ۶۵ء روز پنج شنبہ

مراسلہ: فقیہ اعظم بنام مفتی مجیب اشرف

جناب مولانا مجیب اشرف صاحب مدرس جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

۳۰/ستمبر کا مراسلہ ملا۔ اس سے بھی آپ کی غلطی کا پتہ چلتا ہے۔ لہٰذا ہدایت کی جاتی ہے کہ آئندہ کبھی تعلیم کے اوقات میں نہ بیکار بیٹھیں، نہ اپنا ذاتی کام کریں۔ بلکہ طلبہ کو پڑھائیں یا ان کا آموختہ وغیرہ سنتے رہیں آپ کی طرح جو لوگ غلطی کرتے ہیں یا کریں گے انہیں بھی ہدایت کی جاتی ہے اور کی جائے گی۔

ان شاء المولیٰ تعالیٰ۔ والسلام۔

محمد عبد الرشید غفرلہ

۲۳/ اکتوبر ۶۵ء۔ یکشنبہ۔ نقل وصول ہوئی۔

محمد مجیب اشرف غفرلہ۔

مدرسہ جامعہ عربیہ اسلامیہ۔ ۲۳/ اکتوبر ۶۵ء روز یکشنبہ)

مراسلہ: مفتی مجیب اشرف بنام فقیہ اعظم

۷۸۶/ ۹۲

حضرت شیخ الجامعہ دامت برکاتہم العالیہ، جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

ضروری گزارش یہ ہے کہ میں دوروز کے لیے برہان پور جارہاہوں۔ دوروز یعنی ۲۶/ اور ۲۷/ اکتوبر مدرسہ حاضر نہ ہوسکوں گا۔ لہٰذا دوروز کی رخصت منظور فرمائیں کرم ہوگا۔

فقط والسلام۔

نیاز مند: محمد مجیب اشرف رضوی غفرلہ

مدرس جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور

مدرخہ ۲۵/ اکتوبر ۶۵ء۔ روز دوشنبہ

مراسلہ: فقیہ اعظم بنام مفتی مجیب اشرف

۷۸۶

جناب مولانا محمد مجیب اشرف صاحب مدرس جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

حضرت مفتی اعظم ہند برکاتہم القدسیہ کی سفارش پر آپ کا دوبارہ تقرر اس شرط پر ہورہا تھا کہ ایام تعطیل کے علاوہ آپ تقاریر کے لیے باہر نہ جائیں گے۔ لہٰذا آپ کی درخواست

رخصت نامنظور ہے۔ فقط والسلام۔

محمد عبد الرشید غفرلہ

متولی جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور

۲۹/ جمادی الاخریٰ ۸۵ھ

مطابق ۲۵/ اکتوبر ۶۵ء

(اس کی نقل وصول ہوگئی)

محمد مجیب اشرف رضوی غفرلہ

مراسلہ: مفتی غلام محمد خاں بنام فقیہ اعظم

سیدی المکرم حضرت شیخ الجامعہ جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

اجمیر شریف کا قصد ہے۔ غالباً ۱۲، ۱۰/ روز صرف ہوں گے براہ کرم بارہ دن کی رخصت مرحمت فرماکر ممنون فرمائیں۔ روانگی میں تاخیر اور واپسی میں تقدم ممکن ہے۔

والسلام فقط۔

غلام محمد خاں غفرلہ

جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور

مورخہ ۲۹/ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۵ھ

مطابق ۲۵/ اکتوبر ۱۹۶۵ء بروز دوشنبہ مبارکہ

مراسلہ: فقیہ اعظم بنام مفتی غلام محمد خاں

بخدمت مولانا الحاج غلام محمد خاں صاحب نائب مفتی جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

ماہ شوال المکرم سے آج تک نو ماہ میں آپ نے پانچ ماہ پانچ روز کام کیا باقی زمانہ تعطیل

ورخصت میں گزارا۔یہاں کی خدمات متعلقہ کی اہمیت کے پیش نظراب مزید رخصت نہیں دی جاسکتی۔لہٰذا آپ کی درخواست رخصت نامنظور ہے۔والسلام۔

محمد عبد الرشید غفرلہ

متولی جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور ۲

۲۹/ جمادی الاخریٰ ۸۵ھ۔ مطابق ۲۵/ اکتوبر ۶۵ء

(اس کی نقل موصول ہوگئی۔)

غلام محمد خاں غفرلہ

مراسلہ: مفتی غلام محمد خاں بنام فقیہ اعظم

سیدی المکرم حضرت شیخ الجامعہ جامعہ عربیہ اسلامیہ مدظلہ العالی ناگپور!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

مزاج گرامی، عوافی دارین مطلوب۔

حضرت کا ہدایت نامہ مورخہ ۲۵/ اکتوبر ۱۹۶۵ء موصول ہوگیا۔جس میں رخصت کی درخواست منظور نہ ہونے کی اطلاع تھی۔حسب ارشاد اجمیر قدس کا سفر ملتوی کردیا گیا ہے اگر چہ اس میں شدید دینی نقصان ہوا۔چوں کہ ہدایت نامہ مورخہ ۲۵/ اکتوبر ۱۹۶۵ء میں خاص طور پر رکارڈ دکھایا گیا ہے اور یہ معاملہ حضرت کی ذات گرامی کا نہیں بلکہ ایک دینی ادارہ اور اس کے ملازمین سے اہم تعلق رکھتا ہے اس لیے عرض ہے کہ

ملازمین جامعہ کے متعلق رخصت کے مکمل ضوابط سے تاآں کہ وہ ملازمت پر کہاں تک اثرانداز ہوتے ہیں ہمیں آگاہ کردیا جائے تاکہ ان کی پوری پوری پابندی کی جائے۔اور سہل انگاری، مہلت پنداری، ڈھیل ڈھال اور ٹال مٹول کا قلع قمع ہوجائے۔نیز ان خطرات سے محفوظ رہنے کی کوشش کی جائے جو اہم دینی امور کے لیے رخصت کی نامنظوری کے باوجود تعطیل ورخصت میں اسے گزارنے کے پس منظر رکارڈ کو خراب کرکے دکھانے کے لیے پیدا ہوسکتے ہیں۔

ساتھ ہی متعلقہ امور کی اہمیت کے حدود بھی واضح فرمادیں تاکہ تجاوز سے بچے رہیں اور مجھے اپنے شعبہ کے امور سمجھنے کے لیے یہ بھی کرم فرمائیں کہ مولوی سید قمر پیر صاحب کے تقرر کی ذمہ داریاں کیا ہیں۔ فقط والسلام۔

غلام محمد خاں غفرلہ

دار الافتاء جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور

مورخہ ۲۶/ اکتوبر ۱۹۶۵ء

مراسلہ: فقیہ اعظم بنام مفتی غلام محمد خاں

مراسلہ ۱

بخدمت مولانا الحاج غلام محمد خاں صاحب مدرس ونائب مفتی جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

جامعہ کی تعطیلات اور پندرہ یوم نصف تنخواہ کے ساتھ رخصت کا ہر ایک مدرس کو علم ہے۔ نیز جامعہ کے داخلہ فارم پر تعطیلات کی فہرست چھپی ہوئی بھی ہے۔ باقی اتفاقی اور ضروری رخصتوں کا دینا متولی جامعہ کے اختیارات سے متعلق ہے۔ آپ کی ملازمت کا تعلق تدریس وافتاء سے ہے۔ آج کل جس شعبہ میں آپ کام کررہے ہیں اس سے مولوی سید قمر پیر قادری صاحب اتنا تعلق ہے کہ وہ جتنے فتاوے لکھیں آپ کو دکھلادیں اور آپ بصورت ضرورت ان کی اصلاح کردیں باقی دوسری ذمہ داریوں سے استفسار آپ سے غیر متعلق و غیر ضروری ہے۔ والسلام

محمد عبد الرشید

متولی جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور ۲۔ ۲۸/ اکتوبر ۶۵ء

(**غلام محمد خاں غفرلہ**۔ ۳۰/ اکتوبر ۱۹۶۵ء)

مراسلہ ۲ بنام مفتی غلام محمد خاں

بخدمت مولانا الحاج غلام محمد خاں صاحب

مدرس ونائب مفتی جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

۱۴ر رجب المرجب ۸۵ھ بروز سہ شنبہ بلا درخواست آپ جامعہ سے کیوں غیر حاضر رہے۔ والسلام۔

محمد عبد الرشید

متولی جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور ۲۔ ۱۶ر رجب المرجب ۸۵ھ

(غلام محمد خاں غفرلہ)

مراسلہ: مفتی غلام محمد خاں بنام فقیہ اعظم

سیدی الکریم حضرت شیخ الجامعہ دامت برکاتہم القدسیہ!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ! مزاج اقدس؟

ہدایت نامہ کے ارشادات سے مشرف ہوا۔ حضرت کے مواخذہ سے مجھے سکون ہے اور واقعہ یہ ہے کہ یہ امر جامعہ یا کسی ادارہ کے نظم کے خلاف ہے کہ بغیر اطلاع غیر حاضر رہے مجھے یقین ہے کہ حضرت اس بے راہ روی کو معاف فرمائیں گے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس دن آدھے سر کا درد رہا دن بھر کوئی دماغی کام نہیں کرسکا۔ دوپہر کے بعد ہی گھر سے باہر نکل سکا۔

والسلام۔

غلام محمد غفرلہ

مدرس جامعہ عربیہ ناگپور

مورخہ ۱۳ر نومبر ۱۹۶۵ء

مراسلہ: فقیہ اعظم بنام مولانا محمد اسرائیل

جناب حافظ محمد اسرائیل صاحب مدرس جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

۲۸/ رجب سہ شنبہ کو آپ پونے نو بجے اور ۲۹/ رجب چہار شنبہ کو ساڑھے آٹھ بجے آپ جامعہ آئے۔ مگر رجسٹر حاضری مدرسین میں آپ نے دونوں دن وقت آمد ۸/ بجے لکھا ہے۔ ایسا کیوں کیا گیا تحریری جواب دیں۔ والسلام۔

محمد عبد الرشید غفرلہ

متولی جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور ۲

۳۰/ رجب ۸۵ھ پنجشنبہ

مراسلہ: مولانا اسرائیل احمد بنام فقیہ اعظم

عالی جناب قبلہ مفتی صاحب!

السلام علیکم!

میں اس پورے ہفتہ میں تو ساڑھے آٹھ بجے جامعہ میں نہیں آیا۔ منگل و بدھ دو روز میں منگل کو شاید آٹھ بج کر بیس منٹ پر اور بدھ کو آٹھ بج کر پندرہ منٹ پر آیا تھا۔ لیکن دستخط اسی دن کرنے میں نہیں آیا۔ آج بروز جمعرات کو میں نے دستخط کیے اس لیے خیال میں نہیں رہا۔ میں نے آٹھ بجے ہی کر دیے ورنہ شاید ایسی غلطی نہ ہوتی۔ کیوں کہ جب سے آپ نے تاکید فرمائی ہے میں اس کا پورا خیال رکھتا ہوں اور آئندہ بھی ضرور خیال رکھوں گا ان شاء اللہ۔

فقط والسلام علیکم۔

یکم شعبان المعظم ۱۳۸۵ھ

مراسلہ: فقیہ اعظم بنام مولانا شفیع احمد

جناب مولانا مولوی محمد شفیع صاحب مدرس جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

۲۸؍رجب ۸۵ھ سہ شنبہ کو آپ بلا اجازت حاصل کیے یا درخواست دیے جامعہ سے کیوں غیر حاضر رہے۔ تحریری جواب دیں۔ والسلام۔

محمد عبد الرشید غفرلہ

۲۷؍نومبر ۶۵ء

مراسلہ: مولانا شفیع احمد بنام فقیہ اعظم

حضور سیدی واستادی شیخ الجامعہ دامت برکاتکم العالیہ!

السلام علیکم!

غیر حاضر ہونے کی وجہ یہ کہ چھوٹے بچے کی طبیعت بہت زیادہ خراب تھی اس کو ہسپتال لے جانا پڑا غلطی یہ ہوگئی کہ اجازت حاصل نہ کرسکا اور نہ اجازت لینے کا موقع ملا۔ حضور صاف فرمائیں عین احسان وکرم ہوگا۔

قدم بوس: محمد شفیع رضوی غفرلہ

۳؍شعبان المعظم ۱۳۸۵ھ

مراسلہ مفتی مجیب اشرف بنام فقیہ اعظم

۹۲/۷۸۶

حضور سیدی دامت برکاتہم القدسیہ!

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ!

عریضہ ہٰذا کے پیش کرنے کی وجہ یہ ہے کہ مکان سے واپسی کے بعد مجھے جو تدریسی نظام الاوقات دیا گیا ہے وہ دونوں وقت پر مشتمل ہے۔ سالانہ تعطیل پر مکان جاتے وقت بھی مجھ سے کہا گیا تھا کہ تمہیں آئندہ دونوں وقت پڑھانا ہوگا۔ اور اضافہ تنخواہ بھی میری شرط پر ہوا ہے۔ اس وقت میں نے کوئی جواب اس لیے نہیں دیا کہ اتنا موقع نہیں تھا۔ اس لیے اب اس سلسلہ میں عرض کر رہا ہوں کہ میں حسب سابق صرف ایک ہی وقت تدریسی خدمت انجام دے سکتا ہوں۔ عنایت خسروانہ سے یہی امید رکھتا ہوں کہ حضور سابقہ تنخواہ کو باقی رکھتے ہوئے ایک ہی وقت کا نظام الاوقات مرتب فرمائیں۔ کرم ہوگا۔ فقط۔

نیاز کیش طالب کرم۔

محمد مجیب اشرف رضوی غفرلہ

مدرس جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور

۲۲؍شوال المکرم ۸۵ھ

مراسلہ: سید علی احمد بنام فقیہ اعظم

جناب مفتی اعظم صاحب جامعہ عربیہ ناگپور دام برکاتہ!

سلام علیک۔ مزاج مبارک؟

رسید جلد ۶۳۳-۱۰۲۵؍ ختم شدہ ذریعہ اکسپریس ڈلیوری روانہ کی جاتی ہے۔ ۲۲؍ نومبر ۶۵ء کو سو روپیہ بھیجا گیا ہے۔ منی آڈر مل گیا ہوگا۔ افسوس یہ ہے کہ جامعہ عربیہ ناگپور کی بدنامی

کافی ہو چکی ہے کہ مدرسہ بند ہے طلبہ کوئی نہیں ہیں۔ جس سے چندا پر اثر پڑ رہا ہے۔ مولانا سید افضل الدین حیدر صاحب بھی کہتے تھے مجیب اشرف صاحب کا خط آیا ہے طلبہ بڑی جماعت کا صرف ایک لڑکا ہے۔ سخت پروپگنڈہ مخالفت کا ہو چکا ہے۔ راجور میں حاجی قاسم صاحب اور ان کے بیٹے پاپا میاں نے بھی سخت پروپگنڈہ کر رکھا ہے کہ مدرسہ میں کچھ نہیں رہا۔ خود کوئی چندا نہیں دیا۔ سالانہ ۲۵/ روپے دیتے تھے خیر یہ ان کی زبان۔ سیٹھ بمبئی نور محمد راجور سے ۲۵/ چندا۔ سیٹھ عینی صاحب سے کوناگور سے معلوم ہوا ہوگا۔ وہ بھی کہتے تھے مدرسہ میں کچھ نہیں ہے۔ کالی والے مدرسہ والوں کو بھی موقع مل گیا ہے۔

دوسرے دیوبندی اداروں کو بھی علم ہوا ہوگا وہ بھی سب کچھ کہیں پروپگنڈہ ضرور کریں گے اس کا حل نکلنا چاہیے۔ اور اخبارات میں اردو مراٹھی وغیرہ میں شائع کرا دینا چاہیے کہ مدرسہ بفضلہ بند نہیں ہے۔ دشمنوں کا پروپگنڈہ ہے۔

خدا حاسدوں دشمنوں کی زبان بند کر دے۔ اور منہ کالا کرے۔ جو الزام لگاتے ہیں یہ مدرسین اور طلبہ کی شرارت ہے۔ مجھ کو مطلع کیجیے کہ کیا کاٹ دشمنوں کے اس پروپگنڈہ کی کروں۔۔۔۔۔ جواب سے مطلع فرمائیے۔ بند لفافہ روانہ فرمائیے۔ چندے کی رفتار بہت کم ہے معتمد صاحب کو سلام علیک۔

سید علی احمد اون

(ضلع ایوت محل) ۲۵/ نومبر ۶۵ء

مراسلہ: فقیہ اعظم بنام مینیجر صاحب جوزف اینڈ کمپنی

جناب مینیجر صاحب جوزف اینڈ کمپنی!

السلام علیکم ورحمتہ۔

آپ کے منگل کے دن جامعہ آئے تھے۔ آپ نے طلبہ کو قرآن خوانی، کھانا اور ناشتے کی دعوت دی تھی اور مجھے بھی کہا تھا کہ۔۔۔ آپ بھی آئیے گا۔ چناں چہ میں جمعرات کو آپ کے یہاں آیا۔ جب گاڑی یہاں آئی تھی اس وقت بھی کسی اور کے آنے یا چلنے کے لیے کچھ

نہیں کہا گیا۔ اب یہاں بدگمانی پھیل گئی ہے کہ مفتی صاحب مدرسین کو لے کر نہیں گئے۔ لہٰذا آپ اس کا جواب دے کر مشکور فرمائیں۔ فقط۔

عبد الرشید غفرلہ

۳۱۔۷۔۶۵ء

مراسلہ: مینیجر صاحب جوزف اینڈ کمپنی، بنام فقیہ اعظم

جناب مفتی صاحب!

السلام علیکم۔

آپ نے خط لکھ کر جو صفائی چاہی ہے جواب میں عرض ہے کہ میں نے جو دعوت دی تھی وہ صرف مدرسے کے بچوں اور آپ تک محدود تھی۔ اس میں بدگمانی پھیلانے والوں کو کچھ غلط فہمی ہو رہی ہے۔ لکھنے میں کوئی غلطی ہو تو معافی چاہتا ہوں۔ فقط۔

عثمانی بھائی۔

۳۱۔۷۔۶۵ء
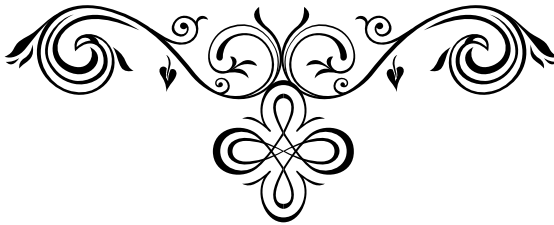
منقبت درشان فقیہ اعظم ہند علیہ الرحمۃ

خلوص وخلق و وفا کے پیکر فقیہ اعظم فقیہ اعظم
عدد کو حیرت تو دوست ششدر فقیہ اعظم فقیہ اعظم

سبق پڑھایا ہوا ہے ازبر فقیہ اعظم فقیہ اعظم
اسی سے چمکا مرا مقدر فقیہ اعظم فقیہ اعظم

ادب سے لے کر قلم کی حد تک حدیث و تفسیر کے سمندر
ہیں جس کے غواص اور شناور فقیہ اعظم فقیہ اعظم

فتاوے تحقیق کے مقالے ہوں جن کے مضبوط سب حوالے
فقیہ کے گوہر فقیہ کے جوہر فقیہ اعظم فقیہ اعظم

یہاں جہالت کا تھا اندھیرا تمہارے دم سے ہوا سویرا
تم آئے بن کر مہِ منور فقیہ اعظم فقیہ اعظم

جہاں پہ رکھ دوں قدم یہ اپنا وہیں سے ہوں منزلیں ہویدا
کمال تیرا ہے میرے رہبر فقیہ اعظم فقیہ اعظم

نگاہ روشن، ضمیر روشن، خیال روشن، دماغ روشن
اے برج اشرف کے سعد اکبر فقیہ اعظم فقیہ اعظم

کہیں مسائل کہیں فضائل کہیں پہ ندرت کہیں پہ قدرت
جہادے کتاب ہیں کہ دفتر فقیہ اعظم فقیہ اعظم

ادھر ہے ذوالحجہ اور عرفہ ادھر دسمبر تھا یوم عیسیٰ
خدانے کیا دن کیے مقدر فقیہ اعظم فقیہ اعظم

حضور ہی کی یہ تربیت ہے تلامذہ کی جو کیفیت ہے
کہیں ہے شائقؔ کہیں مظفر فقیہ اعظم فقیہ اعظم

نتیجہ فکر:۔ مولانا غلام مصطفیٰ شائقؔ

فقیہ اعظم ہند اور آپ کا قائم کردہ ادارہ جامعہ عربیہ ناگپور
مشاہیر امت کی نظر میں

صدرالافاضل قدس سرہ:۔

حقیقت امر یہ ہے کہ جامعہ اوراس کے بانی عزیزی مولوی محمد عبدالرشید صاحب سلمہ اس سے مدجہا زیادہ مدح وثنا کے مستحق ہیں جتنا ہم اپنی زبان سے کہیں یا قلم سے لکھیں۔ جو ایثار مولانا موصوف نے دیا اوراپنے آپ کو مٹا کر جس حیرت انگیز طریقے پر جامعہ کو اس قلیل عرصے میں ترقی کی منزل پر پہنچایا کوئی معائنہ نویس اس کو پوری طرح ادا نہیں کر سکتا۔ مولیٰ سبحانہ، مولانا کے عمروحیات وجاہ واثر میں برکت فرمائے اور روزافزوں ترقیاں عطا کرے۔ آمین۔"

محمد نعیم الدین عفی عنہ المعین۔۱۹/ صفر ۱۳۶۳ھ

صدرالشریعہ قدس سرہ:۔

"مفتی صاحب اوراساتذہ کی بے لوث خدمات قابل قدر ہیں"

محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ:۔

"مجھے اچھی طرح یاد آگیا کہ اس وقت بانی جامعہ حضرت مولانا مفتی عبدالرشید خاں صاحب دامت برکاتھم کے ایثار وقربانی کی کرامت نے مجھ کو حیرت میں ڈال رکھا تھا۔"

برہان ملت علیہ الرحمۃ:۔

نہایت مسرت ہے کہ سی پی جیسے تاریک صوبے میں دینی مذہبی اسلامی عربی تعلیم کی روشنی کے ایسے بلیغ اہتمام وانصرام اور فرض کفایہ کی ادا کرنے میں، مولانا مفتی عبدالرشید خان صاحب کی مساعی جمیلہ قابل صد مبارک باد ہیں۔

مسلمانان صوبہ متوسط وبرار کو اس جامعہ عربیہ پر فخر کرنا اور اپنی امداد واِعانت کی آب پاشی سے اسے سرسبزو شاداب رکھنا چاہیے، کہ آج حوادث روز گار کے تھپیڑوں سے مضبوط ترین ادارے بھی لرز رہے ہیں۔

فقیر برہان الحق رضوی غفرلہ (مفتی خطیب جبل پور)